Novel Hi Novel & Online Web Channel

عنوان	تقاضاِ عشق
لکھاری	ایمن انصاری
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل "کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول "،" آن لائن ویب چینل "اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کا پی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے،

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

تقاضاِ عشق

ایمن انصاری کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

داؤد! آفس سے جلدی آجانا بیٹا۔ فاطمہ نے ان کو ناشتے سے مکمل طور پر انصاف کرتے مخاطب کیا تھا۔

"کیوں امی خیریت؟" انہوں نے ڈبل روٹی پر مکھن لگاتے متعجب انداز میں نگاہ کی۔

ماشاءاللہ! یاداشت خاصی تیز نہیں رہنے لگی ہے بھئی۔ عادل نے اخبار کا کونا موڑ کر دیکھا۔

بالکل آپ پر جو گیا ہوں! داؤد مسخرے پن سے گویا ہوئے تو ناشتے کی میز پر موجود تمام افرادِ خانہ کے چہرے پر تبسم بکھر گیا۔

شریر! عادل بھی ان کے برجستہ جواب دینے پر مسکرا دیے۔

داؤد تمہیں آگاہ تو کیا تھا! ازحف کے رشتہ کہ سلسلے میں آج جانا ہے۔ فاطمہ نے چائے کا فلاسک رکھتے انہیں یاد دلایا۔

اوہ ہاں! بہت معذرت میرے خیال سے محو ہو گیا تھا مگر میں نے آپ سے کہا تو تھا۔ میری موجودگی خاصی ضروری بھی نہیں آپ اس جنگلی بلے کو لے جائیں۔

وہ تعجیل میں میز کے جانب آتے ازحف پر نگاہ ڈالتے شریر لہجے میں بولے۔

"محترم آپ کی اطلاح کے لیے عرض ہے کہ اس بات میں کوئی دورا ہے نہیں کہ میں جا رہا ہوں۔" ازحف نے خاصا تب کر جواب دیا تھا اور ہاں پلیز آپ سے التجا ہے مجھے یہ بلا

شلا جیسے القابات سے نوازنے سے اب انحراف برتا جائے۔ بھئی میری بھی شریکِ حیات آنے والی ہیں۔ وہ کیا سوچیں گی کہ میری کوئی عزت نہیں کیا اس گھر میں۔۔

اُس نے معصومانہ سی شکل بنا کر داؤد کی جانب دیکھا۔

بھئی غور و فکر کے بعد مہر لگا دے گی کہ واقعی کسی بلے سے ہی پالا پڑ گیا ہے -

اور جہاں تک بات رہی عزت کی تو اس کے بارے میں تمہی زیادہ بہتر جانتے ہو گے داؤد نے برجستہ جواب دیا تو عادل کا بے ساختہ قہقہہ پھوٹ پڑا۔ باقیوں کے لبوں پر بھی تبسم آن ٹھہرا تھا۔

"بالکل انہیں لمحات میں میرے ذہن کے پردے پر یہ گمان و خیال گزرتا ہے کہ میں قطعی اس گھر کی سگی اولاد نہیں ہوں۔" ازحف تپا تھا۔

"اوہ میرا بچہ! داؤد خبردار جو تم نے آج کے بعد اس قسم کے القابات سے پکارا تو۔" برہان صاحب اسی آن ازحف کے مدد کو پہنچے اور انہیں تنبیہ کی۔

او تھینک یو بابا! ازحف نے فرحت اشفاق سے ان کے جانب نگاہ کی۔

اور کیا بھئی مانا کے تمہاری حرکتیں بالکل جنگلی بلے جیسے ہیں۔ مگر ہر وقت بتانا کوئی اچھی بات ہے بھلا۔ برہان صاحب کی بات پر سب کا اک جان دار قہقہہ گونجا تھا۔

بابا! ازحف نے احتجاجاً پکارا۔

افففف! اب تو مجھے سو فیصد یقین ہو چلا ہے امی۔ آپ مجھے کہیں سے اٹھا کر لائی تھی۔

اوہ تو یہ انکشاف تم پر ہو چکا ہے۔ داؤد نے پھر مسخرے پن سے کہا۔

پاپا! آپ کیوں لبو پر قفل ڈالے بیٹھے ہیں بھائی کو کچھ کہتے ہوں نہیں۔

داؤد نہیں ستاؤ بچے کو۔۔ عادل سے پہلے ہی فاطمہ بول پڑیں۔

''اچھا بھئی نہیں کہتا کچھ آپ کے چہیتے بیٹے کو بس۔'' داؤد نے محبت سے مسکراتے ہو

ازحف کے بال بیگاڑے۔

بات و نہیں درمیان میں رہ گئی داؤد برائے مہربانی تم جلد لوٹ آنا۔

''مگر پاپا میں جا کر کیا کروں گا؟'' ''آپ لوگ جا تو رہے ہیں عادل کی بات پر انہوں نے پھر

کہا۔

یہ کیا بات ہوئی بھئی تم بڑے بھائی ہو اور ہم رسم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب کیا بھائی کی

رسم میں شریک نہیں ہو گے۔

ارے! رسم بڑی امی! وہ متعجب ہوئے تھے۔

ہاں! مسفرا تو ہم سب کو پسند ہی ہے پھر وقت ضائع کیوں کیا جائے تمہارے ساتھ ازحف کی بھی شادی طے ہو جائے گی تو گھر میں رونق بڑھ جائے گی۔ شگفتہ بیگم نے متفصل انداز میں کہا تھا۔

ٹھیک ہے بڑی امی! جیسا آپ بہتر خیال کریں میں جلد ہی آجاؤ گا۔

''ارے یہ نو بجنے والے ہیں ابیہا کہاں ہے۔اب تک نہیں آئی نیچے کیا اس نے یونیورسٹی نہیں جانا؟'' داؤد نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے استفسار کیا۔

نہیں اس کی طبعیت بہتر نہیں ہے۔ منع کر دیا تھا اُس نے جانے سے۔ شگفتہ بیگم نے چائے کا گھونٹ بھرتے آگاہ کیا۔

کیوں کیا ہوا اسے؟ داؤد کے انداز میں فکر مندی تھی۔

حرارت ہے رات سے۔ شگفتہ بیگم نے بتایا۔

بخار! دوائی لی تھی اور مجھے خبر بھی نہیں ہونے دی اُس نے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔وہ عجلت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ خیال ہی ان کو بے چین کر گیا تھا کہ ایہا کل رات سے بیمار ہے اور وہ بے خبر رہے۔ یہ غفلت انہیں کہاں گوارہ تھی۔ خاص کر ایہا کے معملے میں تو قطعی لاپرواہ نہیں ہو سکتے تھے۔

======

ابی'' ! دہلیز پر پہنچ کر انہوں نے بے قراری سے پکارا تھا۔

بستر پر نیم دراز آنکھیں مونڈے وہ غالباً اسی پکار کی ہی تو منتظر تھی۔ لبوں پر آپ ہی تبسم آن ٹھہرا۔ دھیرے سے نگاہیں وا کیے سامنے دیکھا تو انہیں مضطرب سا کھڑا پایا۔ بے خبر تو نہ تھی داؤد کی فطرت سے۔

تشریف لے آئیں جناب ! ایہا سنبھل کر اٹھ بیٹھی۔

تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں ہے بڑی امی نے بتایا۔ داؤد کے فقروں میں بے چینی واضح تھی۔

ارے بابا ! کچھ نہیں ہوا بس معمولی سی حرارت تھی۔ پیروں کو سمیٹتے انہیں سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

معمولی !اب یہ بخار معمولی نہیں ہے ابی۔ تم آج ہی لازماً میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو گی اور اس بار میں قطعی کوئی بہانا نہیں سنوں گا سمجھ گئیں آپ محترمہ۔

بھئی آخر پتہ تو چلے کیوں تمہیں ہر دوسرے روز ٹمپریچر اور فلو رہنے لگا ہے۔ داؤد متفکر انداز میں گویا ہوئے۔

اف داؤد سلمان !یوں خواں مخواں فکر مند نہ ہوا کرو تم۔ کچھ نہیں ہوا ہے مجھے بس زرا سا انفکشن ہے میڈیسن لے لی ہے شام تک ٹھیک ہو جاؤں گئی۔ ابیہا نے محبت سے ان کا ہاتھ تھام کر تسلی دی۔

کیسے فکر مند نہ ہوں میں ابیہا۔

تمہیں تکلیف میں دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی زندگی کی رفتار میں کمی محسوس ہونے لگتی ہے اور تم کہتی ہو میں فکر مند نا ہوں۔ وہ قدرے خفا ہوئے تھے اُس کی اس بات پر۔

جانتی ہوں میں داؤد سلمان اسی لیے تو میرے اس دل میں محبت کی شدت روز بہ زور بڑھتی جاتی ہے تمہارے لیے۔ ابیہا نے محبت سے ان کی نگاہوں میں دیکھا تھا۔

داؤد کے لبوں پر بھی نرم سا تبسم آن ٹھہرا۔

خیر میں اب ٹھیک ہوں بس رات کو ہلا سا بخار تھا جو اب اتر چکا ہے۔ ابیہا نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

چلو مان لیا تمہاری طبعیت اب بہتر ہے مگر رات کو تو نہیں تھی نا تم نے مجھے تبھی کیوں آگاہ نہیں کیا۔ ہم فوراً ڈاکٹر کے چلے جاتے۔

جبھی تو نہیں بتایا۔ ابیہا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ابی ی ی۔۔" ! اُس کے اس انداز پر داؤد نے سختی سے دانتوں پہ دانت جمائے گھورا۔

ارے یار میرے پاس میڈیسن تھی میں نے وہ ہی لے لی تھی۔ داؤد کے گھورنے پر وہ جلدی سے سمبھل کر گویا ہوئی۔

ابی اس طرح بنا ڈاکٹر کے مشورے سے ادویات کا استعمال مضرِ صحت ہو سکتا ہے اور تم...

تم نے ناشتہ کر لیا؟ ان کی بات کو بیچ میں ہی کاٹ کر ابیہا نے موضوع تبدل کیا۔

ہم کر لیا ! داؤد نے گہری سانس ہوا نے سپرد کی۔ جانتے تھے ابیہا سے بحث نا ممکن ہے۔

اچھا! یہ سب چھوڑو تمہیں آفس نہیں جانا ہے؟ کب سے یہاں براجمان گفتگو کو شرف بخش رہے ہیں آپ جناب۔ چلیں اپنی تشریف لے جائیں۔ آفس کے لیے دیر ہو رہی

ہے۔ ابیہانے شرارتی انداز اپنایا تھا۔ مقصد صرف داؤد کا ذہن دوسری جانب منتقل کرنا تھا۔

آگاہی تھی اُسے داؤد اُس کی فکر میں سب بھول جاتے ہیں اور یہ کہاں گوارہ تھا ابیہا کو۔

ہمم! جانا تو تھا مگر اب ارادہ بدل دیا ہے۔انہوں نے قدرے لاپروائی سے ایک ٹانگ کو فولڈ کر کے بیڈ کہ اوپر کیا اور مزید آرام دہ انداز میں بیٹھ گئے۔

کیوں! کیوں نہیں جاؤ گے؟ اس نے متعجب انداز میں ان کے جانب دیکھا۔

کیوں کہ تمہاری طبعیت ناساز ہے۔ داؤد سرسری سے انداز میں گویا ہوئے لبوں پر تبسم تھا اور ابیہا کا ہاتھ ان کی مضبوط ہتھیلیمیں تھما تھا۔

نہیں داؤد سلمان میں ٹھیک ہوں۔ تم خواہ مخواہ ہی متفکر ہو رہے ہے۔

ابیہانے ٹوکا۔ مگر جانتی تھی ناکام ٹھہرے گی۔

میں بالکل بھی پریشان نہیں ہو رہا ہوں اور بس میں نے کہہ دیا ہے کہ نہیں جانا ہے تو بات یہی تمام ہوئی۔

بالکل نہیں داؤد سلمان کوئی بات تمام نہیں ہوئی ہے ویسے بھی آج تمہاری ضروری میٹینگ ہے۔ چلو جاؤ ابیہا کا لہجہ سختی اپنائے ہوئے تھا۔

ہمم۔۔!"بنالیجیے بھئی اپنے انداز و لہجے کو مرعوب کن۔ مگر اپنے ذہن کے پردے پر یہ بات واضح کر لیں محترمہ سارے حساب بے باق کیے جائیں گے آپ ہماری زوجیت میں آئیں تو سہی۔ پھر ساری سبقتوں کی زمہ داریاں میری ہوں گی۔

داؤد کے لہجے میں خفگی واضح تھی۔

ان کی ناراض صورت دیکھ کر بامشکل ابیہا نے اپنی ہنسی روکی تھی۔

اچھا تو ایسی بات ہے" چلو پھر میں چاچو سے کہتی ہوں مجھ کم از کم دو تین سال سے پہلے ان کے بیٹے سے شادی نہیں کرنی۔ ابیہا شرارت سے گویا ہوئی۔

خبردار ابی جو ایسا خیال بھی تمہارے عقل کے پردے پر وارد ہوا بھی تو۔ یہ بات تم واضح اپنے ذہن میں بیٹھا لو ہماری شادی اسی سال ہو گی بلکہ انہی تین چار ماہ میں آئی آپ کے عقل شریف میں داؤد نے انگشت اٹھا کر مانو تنبہہ کی تھی۔

اوکے اوکے جو حکم داؤد سلمان کا یہ بندی تو ویسے بھی آپ کے حکم کی غلام ہے ابیہا نے مسکین سی صورت بنائی۔

اوہ کوئی ان کی جانب نظر ثانی تو کرے کیا ہی معصوم ہیں یہ۔ داؤد نے بھی ہنستے ہوۓ اُس پر ہولے سے چت لگائی۔

اچھااب تم آفس کے لیے روانہ ہو پھر شام کو لڑکی سے ملنے بھی تو جانا ہے۔

توبہ کرو بی بی کیسی واہیات گفتگو آپ مجھ سے فرمارہی ہیں میں نہایت شریف قسم کا لڑکا ہوں۔ میں کیوں کیسی لڑکی کے دیدار کے لیے جانے لگا۔۔۔ داؤد نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

افف داؤد سلمان تم بہت بد تمیز ہو۔ میرا مطلب از حف کے لئے لڑکی دیکھنے سے تھا۔

ایہا نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا مگر اگلے ہی لمحے داؤد کے لبو کے کنارے سے پھوٹتا تبسم اپنے اشتعال دلا گیا تھا۔

تم ہو واہیات انسان۔ میں تمہیں کیسی اور لڑکی کی جانب نگاہ نہ کرنے دوں کجا کے تم نفس نازک کو سر سے پیر تک دیکھو۔ ایہا نے دانت کچائے۔

اوکے سوری داؤد کان پکڑئے محبت سے چور لہجے میں گویا ہوئے۔

چلو اب تم آرام کرو میں آفس پہنچ کر فون کرتا ہوں ٹھیک۔

وہ اسے آرام کی ہدایت کر کے کمرے سے نکل گئے تو وہ بھی مسکرا لیے آنکھیں موند کر واپس لیٹ گئی۔

مجھے خبر ہے داؤد سلمان کہ تم مجھ سے محبت نہیں عشق کرتے اور یہ ہی شدت عشق مجھے خوف میں مبتلہ کر دیتا ہے۔

"پتہ نہیں محبت انسان کو اتنا وہمی کیوں بنا دیتی ہے۔ "

ناجانے کیوں انجانا سا خوف میرے وجود میں سرائیت کرتا ہے۔ جیسے کوئی انہونی ہے جو ہونے کے درپہ ہے۔

اے میری رب یہ ہی دعا ہے میری داؤد سلمان کے لبو پر تبسم ہمیشہ قائم رہے اُسے کوئی تکلیف بھی نہ چھوئے۔ وہ دل ہی دل ہیں ہمکلام تھی ناجانے کون سے خوف اُسے لاحق ہو گئے تھے۔

"وہ جو دل میں تیرا مقام ہے، کسی اور کو وہ دیا نہیں

وہ جو رشتہ تجھ سے ہے بنا، کسی اور سے وہ بنا نہیں

وہ جو پیار تجھ سے ہے ہو گیا، کسی اور وہ ہوا نہیں

وہ جو راز تجھ سے ہے کہ دیا، کسی اور سے وہ کیا نہیں

وہ جو سکھ ملا تیری زات سے کیسی اور سے وہ ملا نہیں

تو بسا ہے آنکھوں میں اس طرح کوئی اور ایسا بسا نہیں

تو ہوا ہے جتنا قریب تر کوئی اور اتنا ہوا نہیں

تیرا نام دل میں ہے جس طرح کوئی اور اتنا لکھا نہیں"

=====

ماشاءاللہ! میرے پیارے بھائی جان کافی کم وقت میں ابیہا کی خیر و عافیت دریافت نہیں کر لی آپ نے۔ بس آدھا گھنٹہ آجی کچھ دیر اور محبوب کے پہلو میں براجمان رہتے جناب۔

ازحف لاؤنج میں داؤد کے انتظار میں بیٹھا خاصی بدمزہ ہو چکا تھا ان کی شکل دیکھتے ہی عجلت میں ان تک دوڑا آیا۔

"فضول بکوس نہ کیا کرو۔" انہوں نے تنبیہ کی۔

واہ ماشاءاللہ ایک تو خود محترم دیر سے آئے اور مجھے ہی خاموش طبع ہونے کا فرماں جاری کیا جا رہا ہے۔ جانتے ہیں ہمیں کتنی دیر ہو چکی ہے؟

ہوں تو چلو تم ہی یہاں کھڑے باتیں کر کے وقت ضائع کر رہے ہو۔

کیا ! کیا کہا آپ نے میری سماعیتں شاید درست الفاظ سن نہیں پائی ہیں۔ ازحف قدرے حیران ہوا تھا ان کے جملوں پر۔

تو تمہارے علاوہ اور کوئی ہے کیا یہاں؟ داؤد کہاں چوکنے والے تھے۔

اور دوسری جانب ازحف کی شکل پر مسکینت طاری تھی۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ازحف نے منہ ہی منہ میں کہاوت بڑبڑائی تھی۔

اچھا اب چلو یہاں کیوں کھڑے ہو پتہ ہے نا قاسم شاہ کے ساتھ کتنی اہم میٹینگ ہے بابا اور پاپا پہنچ بھی گئے ہوں گے۔ داؤد نے سارا ملبہ ازحف پہ رکھتے صوفے پر سے اپنا بیگ اٹھایا۔

توبہ ہے بھئی چھوٹا ہونا تو سراسر ظلم سے اس ملک میں ازحف نے منہ بسورا تھا اور چلتے چلتے ازحف کی پیٹھ پر ایک جاندار مکا آ لگا تھا۔ بے ساختہ اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔

بالکل آخر کو یہ پاکستان سے اور تم ایک پاکستانی بچے ہو۔

بھائی آپ بہت ظالم ہیں یار۔ ازحف پیٹھ سہلاتا منمایا تو داؤد کا بلند قہقہہ ہال میں گونجا۔

سر ان کاغذات پر آپ کے کچھ دستخط چاہیے تھے

داؤد ہاتھ میں موبائل تھامے ابیہا کو فون ملا رہے تھے۔ انداز میں خاصی عجلت تھی۔ اُسی وقت فاروق ان کے کیبن کے اندر داخل ہوا۔

ٹھیک ہے ادھر رکھ دو میں بعد میں کر دوں گا۔ انہوں نے دھیان دیے بغیر جواب دیا۔

قاسم شاہ سے میٹینگ میں انہوں دو گھنٹے سے زیادہ کا وقت لگا تھا۔ فوری واپس آ کر بس وہ ابیہا سے گفتگو کرنا چاہتے تھے۔

مگر سر یہ کاغذات ابھی دینے ہیں۔

فاروق رکھ دو انہیں میں تھوڑی دیر میں کر دوں گا اور اگر عجلت ہے تو ازحف کے پاس لے جاؤ وہ کر دے گا۔داؤد کے لہجے میں جھنجھلاہٹ واضح تھی۔

جی میں ازحف سر سے کروالیتا ہوں۔ان کا بگڑتا انداز دیکھ کر فاروق چند لمحے مزید دیر کئے واپس لوٹ گیا۔

"ابی "! کیسی طبعیت ہے اب تمہاری۔فون کو کان سے لگائے وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔انداز میں فکر مندی تھی۔میں ٹھیک ہوں داؤد سلمان تم خوامخواہ ہی فکر مند ہو رہے ہو۔دوسری جانب سے ابیہا کے آواز ان کے سماعت سے ٹکرائی تو انہیں کچھ تسلی فراہم ہوئی۔

"اچھا تم نے ناشتے کے بعد کی دوائی لے لی؟

ہاں فوراً ہی لے لی تھی۔

ابی مہربانی کر کے اپنا خیال رکھنا اور آرام کرنا کسی بھی اشیاء کی ضرورت پیش ہو تو ملازم سے کہنا۔داؤد نے نرمی سے ہدایت جاری کی۔

ٹھیک ہے داؤد سلمان آپ کی ہر ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔ایبہا نے متبسم لہجے میں کہہ کر کال منقطعی کی۔

ایبہا کا یوں بیمار رہنا کچھ بہتر نہیں لگتا۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے آخر وہ سوچ کے دائرے میں الجھ کر بیٹھ گئے۔

مجھے ایبہا کو کسی اچھے ڈاکٹر کو دیکھنا چاہیے۔ یہ خیال ذہن کے پردے پر وادر ہوتے ہی انہوں نے ڈاکٹر کے تلاش جاری کر دی۔

ایبہا کے معملے میں وہ کہاں دیر کرنے والے تھے

"عزوہ یہاں کیا کر رہی ہو؟" آرام کرو جا کر اپنے کمرے میں۔

عائشہ نے اُسے کچن میں کھڑا دیکھا تو پریشانی سے گویا ہوئیں۔

کچھ نہیں امی بس سوچا فروٹ چاٹ بنالی جائے تو.... ہاتھ میں تھاما باول اس نے عائشہ کی جانب بڑھایا۔

تو بیٹا کسی کو کہہ دینا تھا نا۔ خود آنے کیا ضرورت تھی۔ چلو تم جاؤ میں بھجواتی ہوں۔

پلیز امی میں اگر مزید کچھ دیر اور کمرے میں مقید رہوں تو میری روح پرواز کرنے میں لمحہ لگائے گی۔ عزوہ کے لہجے میں الجھن واکتاہٹ واضح تھی۔

اللہ نا کرے ! کیا فضولیات کہتی رہتے ہو تم۔عائشہ کے لہجے میں خوف آن ٹھہرا تھا۔کہاں گوارا تھا نہیں اپنے بیٹی کے منہ سے یہ سب سنا۔ایسی لیے غالباً سختی سے ٹوکا۔

اچھا معذرت مگر آج میں آپ سب کی قطعی کوئی بات نہیں مان سکتی۔آپیا کا آج رشتہ ہو رہا ہے اور میں شامل نہ ہوں یہ مجھے قطعی گوارہ نہیں۔

مسفرا کی جانب نگاہ اٹھائے وہ شرارت سے گویا ہوتی محبت سے اُس کے گلے میں باہیں حائل کیں۔

ماشاءاللہ ! امی دیکھیں اپیا کے گال کیسے سرخ ہو رہے ہیں۔

مانو جیسے یہ شرما رہی ہوں۔وہ کہاں بعض رہنے والی۔

عزوہ ! مسفرا نے جھینپ کر اسُے دور کیا اور پلٹ کر بلاوجہ ہی فریج کھول کر اندر کا جائزہ لینے لگی۔

"یار کا دیدار کہاں حاصل ہے ان بے جان چیزوں میں"....

پھلوں سے بھرا چمچہ منہ میں رکھتے عزوہ خاصی اونچی آواز میں بڑبڑائی تھی۔

افف عزوہ ! بس فضول گوئی کروالی جائے تم سے... اور یہ کام تم کرتی بھی بہت شوق سے ہو۔

امی آپ اُسے کچھ کہتی کیوں نہیں ہیں۔ مسفرا نے فوراً مدد طلبی کے لیے عائشہ کو مخاطب کیا۔

عزوہ مت ستاؤ آپیا کو۔وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔

ٹھیک ہے نہیں کہتی کچھ۔وہ فوراً ہی مان گئی تھی چند قدم مسفرا کے نزدیک آ کر اُس کے رخسار پر بوسہ دیا اور کان کے پاس سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا۔

"اچھا سچ بتائیں انتظار کر رہی ہیں نا؟"

عزوہ کے لبوں سے فقرے سن کر بے ساختہ مسفرا کے لبوں پر تبسم آن ٹھہرا تھا۔جب کہ اسکا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

عائشہ کو یہ نظارہ بہت بھایا تھا۔بے ساختہ ان کے دل نے اپنی بچیوں کے تاعمر خوش رہنے کی دعا کی تھی۔

عزوہ چلو بچے اب کمرے میں جاؤاور وہاں جا کر سکون سے کھاؤ۔

جی میں کھا چکی ہوں بس جا رہی ہوں مگر آپ لوگ مجھے مہمانوں کی آمد پر بلا لیجئے گا۔اول کو سلیپ پر رکھتے تنبیہ کی تھی۔

عائشہ نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ بھی آگے بڑھ گئی۔

"لمحے کی خوشیاں پل میں خفا ہو جاتی ہیں۔" اور کیسے... کوئی عزوہ کو دیکھ لے۔

امی !عزوہ کی اچانک پکار گویا عائشہ اور مسفرا کے لیے سوہان روح ہی ہوا کر دی تھی جیسے ابھی تھی۔

کچن کی دہلیز پر کھڑی وہ اکھڑتی سانسوں کو بحال کی تدو گو میں تھی۔

دونوں بے چینی سے دوڑتی ہوئی اُس تک آن پہنچی تھی۔

بامشکل وہ سینے پر ہاتھ رکھے اپنا تنفس بحال کر رہی تھی اور دھیرے دھیرے اپنے قلب کر سہلا رہی تھی مگر مانو سانس بحال ہونے سے انکاری تھی۔تکلیف کی شدت سے اس کے نگاہوں سے آنسوؤں کا جھرنا بہہ نکلا تھا۔کپکپاتے لب سوکھنے لگے تھے۔

جیسے وہ اپنے نگاہوں میں تڑپ لیے موت سے کچھ پل کی مہلت مانگ ہو رہی تھی یہ منظر دل چیرنے والا تھا۔

بامشکل اُس نے لب وا کیے... چند فقرے تھے جو شاید ادا کرنے تھے مگر حالت قابلِ رحم ہو چلی تھی۔

ابصار صاحب جلدی آئیں۔ دیکھیں عزوہ...

اُس کی ہتھیلی سہلاتے عائشہ نے پکارا گائی۔

مسفرا آواز دو اپنے بابا کو... مسفرا کا بے جان مجسمہ دیکھے بنا عائشہ نے پکارا تو وہ ہوش میں لوٹی۔

بابا! بابا جلدی آئیں عزوہ کی طبیعت خراب ہو گئی، بابا جلدی آئیں مسفرا کی شدید پکار پر ابصار صاحب برق رفتاری سے کچن کی جانب آئے تھے مگر وہاں کا ماحول انہیں اذیت میں مبتلہ کر گیا تھا۔

کیا کہ وہ کچھ کرتے اُس سے پہلے ہی وہ اپنا تنفس بحال کرتے نڈھال ہوتی عائشہ کے ہاتھوں میں جھول گئی تھی۔

خود پر ضبط کے لاکھ پہرے بیٹھاتے ابصار صاحب نے عزوہ کو اپنے پر شفیق بازو میں اٹھایا تھا اور اُس کے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔

ان کے پیچھے عائشہ اور مسفرا بھی تھی۔

===

آپ پریشان ناہوں وہ ٹھیک ہے۔

عائشہ، عزوہ کا ہاتھ تھامے مسلسل اشک بہارہی تھی جب ابصار صاحب نے تسلی بھرے چند فقرے اپنے لبوں سے ادا کیے۔

کیسے پریشان ناہوں میں ابصار صاحب۔ عزوہ کی یہ حالت میری روح کو چھلنی کرتی ہے۔

ابھی کچھ لمحوں پہلے تک اس کی چہچہاہٹ گونج رہی تھی اور اب کیسے بے جان مجسمہ بنے لیٹی ہے۔

عائشہ گلوگیر لہجے میں گویا ہوئیں۔

ابصار صاحب نے ایک نگاہ عزوہ کے وجود پر ڈالی۔ جس کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا ...

سب ٹھیک ہو جائے گا عائشہ... ہماری بیٹی بھی صحتیاب ہو جائے گی ان شاءاللہ آپ دیکھے گا۔

کب ابصار صاحب دو سالوں سے یہ ہی تو سنتے آرہے ہیں ٹھیک ہو جائے گی، ٹھیک ہو جائے گی۔۔

عائشہ کے آنسو خشک ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے مانو جیسے ان کے امید بھی ٹوٹنے لگی تھی۔

اللہ کبھی بھی اپنے بندوں کو اس کی ہمت سے زیادہ نہیں آزماتا عائشہ اور پھر عزوہ تو اتنی معصوم ہے

آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ سب ٹھیک کر دے گا یوں آپ پریشان اور مایوس ناہوں۔

اچھا خیر عزوہ اب پہلے سے بہتر ہے آپ چلیں مہمانوں کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ مسفرا جاؤ جا کر تیار ہو جاؤ۔ ابصار صاحب نے ماحول کا بوجھل پن کم کرتے کہا۔

مگر بابا، عزوہ! مسفرا نے کچھ کہنا چاہا۔

کچھ ہی دیر میں جاگ جائے گی بیٹا وہ۔ مہمان آتے ہی ہوں گے عادل کا فون آیا تھا۔ بول رہے تھے سات بجے تک پہنچیں گے۔

چلو شاباش آپ جاؤ اور آپ بھی چلیں عائشہ۔ ابصار صاحب کے اسرار پر عائشہ، مسفرا کو لیے اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

ابصار صاحب نے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے عزوہ کے جانب دیکھا۔ یہ کڑی آزمائش تھی ان کی۔ اپنے بیٹی کو ہر لمحے زندگی اور موت کے لیے لڑتے دیکھنا۔

اے میرے پروردگار میری بچی کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمایا۔ صدق دل سے دعا کرتے انہوں نے ماسک کو اُس کے چہرے سے جدا کیا کہ بے ترتیب تنفس اب قدرے بہتر ہو چکا تھا عزہ کا۔

صابرہ تم اس کے پاس ہی موجود رہنا۔ اگر اٹھ جائے تو فوراً مجھے بتانا وہ ملازمہ کو ہدایت کرتے اپنی آنکھوں کے گوشے صاف کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

=====

ابیہا طبعیت بہتر ہے نا آپ کی؟ برہان صاحب نے سیڑھیوں سے اترتا استفسار کیا۔

جی بابا۔ اپنے دوپٹے کو شانوں پر درست کرتے اس نے دھیرے سے جواب دیا تھا۔

"یوں سنگھار کیے آپ کی ہستی کس دیس کی سیر کو روانہ ہو چلی ہے محترمہ؟"

داؤد نے لاؤنج میں ابیہا کو تیار کھڑا پایا تو متعجب انداز میں استفسار کیا۔

اس سوال کا کیا جواز بنتا ہے بھئی۔ جہاں تم اور سب جا رہے ہیں خیر سے وہاں میری آمد پر کوئی پابندی تو نہیں۔

تمہیں اجازت نامہ کس نے تھمایا ہے؟ بہت ہی عام سے انداز میں اپنے کف بند کرتے وہ کہہ رہے تھے۔

میں کیوں اپنے بھائی کی رسم میں جانے کے لیے کسی سے اجازت لوں گی۔ ابیہا بگڑے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

بالکل آپ کو اجازت درکار ہو گی۔ جو اس وقت آپ کو قطعی نہیں ہے۔ کمرے میں جا کر آرام فرمائیں آپ۔ داؤد نے صاف انکار کیا تھا۔

بابا ! سمجھالیں آپ داؤد سلمان کو خبر داران محترم نے مجھ پر کسی بھی قسم کی پابندی یا تحکماًانداز اپنا یا ہو تو۔

قدرے سختی سے وہ داؤد کی جانب دیکھتے برہان صاحب سے گویا ہوئی۔

داؤد بیٹا جانے دو ابیہا کو وہ ٹھیک ہے۔ ابیہا کے بگاڑتے زاویے پر برہان صاحب نے اُس کی حمایت کی۔

مگر بابا اس کو بخار تو تھا نا؟ اپنی بات کو در ہوتا دیکھ کر وہ بے بسی سے بولے۔

تم فکر مند نہ ہو ہم سب کے ساتھ تو ہے۔

ٹھیک ہے بابا آپ کہہ رہے ہیں اس لیے مان رہا ہوں۔ وہ

ناچاہتے ہوئے بھی ہامی بھر گئے مگر ابیہا کو سختی سے گھورا تھا۔جو برہان صاحب کے سینے سے لگی مبتسم انداز میں انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

ویسے ابیہا آپ ہیں بہت غضب۔ہم تو گرویدہ ہو چلے ہیں بھئی آپ کے۔ازحف لبوں پر تبسم سجائے شرارت سے گویا ہوا۔

کیا مطلب؟ابیہا قطعی اُس کی گفتگو کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔تو پوری طور پر متوجہ ہوئی۔

"مطلب یہ کہ ایک آپ ہی ہیں جن کے سامنے یہ مسٹر کھڑوس سلمان قطعی مرضی نہیں چلتی ورنہ تو یہ محترم سب کو اپنے اشاروں پر چلاتے ہیں مجھ سمیت۔"ازحف نے خاصے دھیمی لہجے میں کہا تھا۔

بس اللہ کا کرم ہے یہ!اپنے آپ پر ہم قطعی غرور نہیں کرتے۔

ابیہا نے فخریہ اپنے کاندھے جھاڑے تھے انداز میں اُس کے بھی شرارت تھے۔

"آپ لوگوں کو ایسا کیوں محسوس ہوتا ہے کہ میری سماعتیں خاصی کمزور ہیں جب کے ایسا کچھ نہیں ہے۔" داؤد ڈائیووے کی جانب جارہے تھے جب دونوں کو ایک ساتھ کھڑے گفتگو میں مشغول دیکھا تھا تو باآواز بلند گویا ہوئے۔

"میں بالکل بے قصور ہوں بھائی..." ازحف نے فوراً چہرے پر مسکینیت طاری کی۔

بالکل جیسے مجھے تو آگاہی ہی نہیں ہے بھئی تمہارے عمالوں کی۔

اس میں میری کیا خطا ہے کے ابیہا جارہی ہیں آپ مجھ پر کیوں برہم ہیں۔ازحف باخوبی جانتا تھا داؤدابیہا کے لیے کس قدر نرم گوشہ رکھتے ہیں۔

خیر جاتو تمہاری وجہ سے ہی رہی ہے نااس لیے تم ....

خبر دار داؤد سلمان جو تم نے میرے پیارے بھائی کو کچھ بھی کہا۔

داؤد کے گفتگو بیچ میں اچک کر ابیہا نے ٹوکا۔

ہاں سب ہی تمہیں پیارے ہیں سوائے میرے داؤد لہجے میں افسردگی سموئے دھیرے سے گویا ہوئے اور آگے بڑھ کر ابیہا کے لیے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

اچھا تمہیں ایسا کیوں محسوس ہوتا ہے کہ مجھے تمہارے علاوہ سب عزیز ہیں؟ابیہا نے متعجب انداز میں استفسار کیا۔

"ہاں سال میں اک بار ہی اظہار محبت کر کے مجھ غریب پر احسان کیا جاتا ہے۔" داؤد نے اپنے لہجے کو قدرے دردمندانہ بنایا تھا۔

میرے اظہار سے تم خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور میں نہیں چاہتی تم پھول کر موٹے ہو جاؤ اور تمہاری اسمارٹ نیس خراب ہو۔ابیہا کہاں بعض آنے والی تھی۔

بہت ظالم ہو تم ابی تم سے میری خوشی سمبھالی ہی نہیں جاتی ہے۔داؤد نے محبت سے ابیہا کا نازک ہاتھ تھاما۔

تم ایک نہایت واہیات قسم کے انسان ہو۔ایبہانے برق رفتاری سے اپنا ہاتھ ان کی گرفت سے نکال کر دھیان سامنے کے جانب مبذول کروایا۔جہاں عادل اور فاطمہ ان کے جانب ہی آرہے تھے۔

"ناچاہتے ہوئے بھی عشق دیوانا بنادیتا ہے
خدادل تو دیتا ہے لیکن دھڑکن کسی اور کو بنادیتا ہے"

داؤد کے سرگوشیانہ لہجے میں لب ہلائے تھے۔ان کی نگاہوں میں محبت کا جہاں آباد تھا۔

افف داؤد سلمان یہ تمہاری شعر وشاعری کی عادت بھی ناشر مگین انداز میں اپنی نگاہیں جھکائیں۔

بس یہی آکر ایبہا برہان کی ہمت تمام ہو جاتی تھی۔

اب آپ کی محبت میں بندہ شاعر نہ ہو تو کیا ہو پھر تمہارے گلاب چہرے کو دیکھتے لب اپنے آپ بول اٹھتے ہیں۔انہوں نے بھی ترکی باترکی جواب دیا تھا۔

ایبہا تبسم لبوپر سجائے رخ موڑ گئی اور یہی انداز داؤد سلمان کے دھڑکوں کو منتشر کردیا کرتے۔

===

کچھ دیر پہلے ہی برہان صاحب کی فیملی ابصار کے گھر پہنچی تھی۔ڈرائینگ روم میں پررونق ماحول کا منظر تھا۔

عائشہ جی !مسفرا کو بلوالیں ہم بھی مل لیں اور پھر رسم انگھوٹی بھی ادا کرلی جائے۔شگفتہ بیگم نرم لہجے میں گویا ہوئی۔

جی بالکل ابھی بلاتی کر لاتی ہوں۔ عائشہ اثبات میں سر ہلاتی اٹھ گئی۔

جی مسٹر ازحف عادل زرا دل تھام کر بیٹھے گا کہیں آپ کے تنفسی تبادلہ کو خطرہ لاحق نہ ہو جائے۔

کیوں کہ آپ کی ہونے والی رفیقہ حیات تشریف فرما رہی ہیں۔

ابیہا نے شاہی انداز میں فقرے ادا کیے تھے انداز میں واضح شرارت تھی۔

ہاں بھئی بالکل تشریف فرما ہو جائیں ہم کون سا راہ میں نگاہ بچھائے بیٹھے ہیں۔ ازحف قدرے لاپروا لہجے میں گویا ہوا۔

بس جناب زیادہ ہواؤں کے دوش پر سفر نہ کریں آپ سمجھے۔ جیسے ہمیں تو آگاہی ہی نہیں کہ آپ کے دید مسلسل دروازے کو تک رہے ہیں۔ وہ تو شکر امی نے ل بلوا لیا ورنہ مجھے تو خوف لاحق ہو چلا تھا کہیں تم ہی ناپکار بیٹھو کے جن سے ملاقات کو آئے ہیں انہی کے دیدار کو ترس گئے ہیں۔ ابیہا کے شرارت سے گویا ہونے پر وہ تو خجل سا چہرہ جھکا گیا۔

ماشاءاللہ ازحف تم نے تو بڑی جلدی اپنے بزنس میں قدم جما لیے ہیں۔ ابصار صاحب ازحف سے مخاطب ہوئے۔ تو وہ سامنے بیٹھے ابصار صاحب کے جانب متوجہ ہو گیا۔۔

الحمدللہ انکل بس داؤد بھائی کی مہربانی ہے ورنہ مجھے خاصی وقت لگنا تھا۔ ازحف نے محبت سے داؤد کے جانب دیکھا۔ بھائی کے بغیر اتنا سمبھالنا مشکل ترین کام تھا۔

یہ تو محبت ہے انکل ورنہ یہ خود ہی بہت قابل ہے اور اب تو ہماری دوسری برانچ کو اس نے خود سمبھال لیا ہے۔ ورنہ میں خاصی الجھ گیا تھا۔

ماشاءاللہ ! اللہ مزید کامیاب کرے تم دونوں کو داؤد کی بات پر ابصار صاحب مبتسم لہجے میں گویا ہوئے۔

ابصار صاحب اور برہان صاحب کافی عرصے سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ بے شمار مرتبہ بزنس پارٹیز میں ملاقاتیں ہوا کرتی تھی۔

حالانکہ ابصار صاحب کا بزنس برہان اور عادل سے قطعی مختلف تھا۔ مگر اکثر و بشتر بڑی پارٹیز ملاقات کا جواز بن ہی جاتی تھیں اور یہ ہی دونوں کی دوستی پھر رشتہ داری کی وجہ بھی بنا۔

ابصار صاحب بھی ازحف کو قریبی طور پر جانتے تھے جب برہان صاحب نے رشتے کی بات کہی تو چند دن کے سوچ بچار کے ابصار صاحب نے رضامندی ظاہر کردی تھی۔ جو کچھ اندیشے عائشہ اور ان کے دل میں مچل رہے تھے وہ بھی دور ہو چلے تھی مکمل خاندان سے مک کر۔

"مسفرا تیار ہو گئیں بیٹا.. تو چلیں سب منتظر ہیں وہاں۔"

مگر سنگھار میز کے سامنے برجمان نم نگاہیں لیے وہ کسی خلا کو گھور رہی تھی۔ عائشہ متفکر سی اس تک آئی تھیں۔

"مسفرا پریشان نہ ہو۔ مجھے آگاہی ہے تم عزوہ کی وجہ سے فکر مند ہو۔ مگر اب وہ ٹھیک ہے میں ابھی وہیں سے ہو کر آئی ہوں۔ عائشہ نے تسلی آمیز لہجے میں مسفرا کو کہا تھا۔

کتنا پرجوش تھی وہ امی کل سے۔ مگر اب دیکھیں۔ مسفرا کا لہجہ گلوگیر ہوا تھا۔

بس بچے خود کو ہلکان نہ کرو۔ دیکھو رونے سے آنکھیں کس قدر سرخ ہو گئی ہیں۔ اب نہیں رونا اور پھر آپ کے رونے سے نا جانے وہ لوگ کیا وجہ اخذ کریں۔ عائشہ نے نرمی سے سمجھایا۔

"مگر امی میں کیا کروں مجھ سے عزوہ کا درد برداشت نہیں ہوتا وہ میری پیاری سی گڑیا ہے۔ یوں جب میں اُسے درد میں تڑپتا دیکھتی ہوں تو میرا دل رو پڑتا ہے۔ مجھے اپنی بے بسی پر غصہ آتا ہے۔"

"بس بچے جو اللہ کو منظور تم بس دعا کیا کرو اللہ پاک دل سے نکلی دعائیں کبھی رد نہیں کرتا۔ عائشہ نے مسفرا کا گال تھپتھپائے۔

"چلو اب سب آپ منتظر ہیں رسم کے لیے۔"

"پر عزوہ کے بغیر رسم "!

تمہیں تو آگاہی ہے نا بیٹا۔ وہ کب بیدار ہو کچھ علم ہے پھر وہ لوگ رسم کی ادائگی کے لیے ہی تو تشریف فرما ہوئے ہیں۔"

عائشہ کے سمجھانے پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی بات درست تھی بامشکل خود کو سمبھال کر اُس نے اپنا بھیگا چہرا صاف کرتے سر پر دوپٹہ درست کیا تھا۔

===

"گھڑی نے کچھ وقت سر کایا تھا۔ اُس کی نگاہ وا ہوئیں تو منظر میں دھندلاہٹ تھی۔ ذہن کی سنساہٹ نے اُس کے وجود کو بھی مفلوج کر رکھا تھا۔ اذیت سی اذیت تھی اس میں منظر میں آنکھیں کھولنے پر۔"

‘‘اور یہ اذیت ہر بات اُس کے وجود کر خالی کر دیتی تھی۔ ’’

بامشکل گہرا سانس ہوا کے سپرد کر کے چلتی سانس محسوس کر کے اُس نے اپنی زیست کے وراں ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ ‘‘

‘‘مزید چند لمحے ساکت لیٹی چھت پر نگاہ جمائے رہی تھی مانو ہمت مجتمع کر رہی ہو پھر دھیرے سے ہاتھوں کے بل اٹھ بیٹھی۔ ’’

آپ ٹھیک ہیں بی بی جی؟ صابرہ نے اسے اٹھتا دیکھا تو فوراً متوجہ ہوئی۔

ہمم! عزوہ ہولے سے سر کو ہلا گئی۔

‘‘سب کہاں ہیں؟ اپنے بالوں کو جوڑے میں سمیٹتے گویا ہوئی۔ ’’

‘‘جی وہ مہمان آچکے ہیں۔ تو سب وہیں ہیں۔ میں صاحب کو آپ کے جاگنے کی خبر دے آؤں۔ ’’

‘‘نہیں ٹھہرو صابرہ۔ بابا سب کے ساتھ ہوں گے ان کو پریشان نا کرو۔۔ میں خود ہی چلی جاؤ گی۔

عزوہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

‘‘پر بی بی جی آپ کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔ ’’

‘‘میں ٹھیک ہوں صابرہ تم اک کام کرو مجھے جوس لا دو۔ ’’

‘‘جی! اس کے کہنے پر صابرہ کمرے سے باہر چلی گئی تو وہ الماری کی جانب بڑھ گئی ارادہ تیار ہو کر سب کے ساتھ شامل ہونے کا تھا۔ ’’

=====

''السلام علیکم !'' مسفرا، عائشہ کے ساتھ ڈرائینگ روم داخل ہوئی تھی۔

''اُس کے سلام پر تمام موجود افراد نے باہم جواب دیا تھا۔ ''

''ماشاءاللہ آو بیٹا یہاں بیٹھو۔ شگفتہ بیگم نے محبت سے اُسے اپنے جانب بلایا تو عائشہ کا اشارہ پاتے وہ شگفتہ بیگم اور فاطمہ نے درمیان میں آن بیٹھی۔ ''

فاطمہ کے تعریفی جملے پر مسفرا کے چہرے پر شرمگین تبسم آن ٹھہرا تھا۔

''سامنے موجود شخص کی نگاہ مسفرا کے وجود پر پہرا بیٹھائے ہوئے تھی۔ جس کے تپش سے اس کا دل برق رفتاری سے دھڑکنے لگا تھا۔ ''

''پلکوں کی بان پر لرزش کی آمیز واضح تھی۔ جس کا ازحف کو باآسانی ادراک ہو رہا تھا۔ مگر مانو وہ بھی بے بس ہو چلا تھا۔ وہ اُس سحر سے نکلنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اُسے احساس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ بے خودی اُسے رسوا کروا سکتی ہے۔

''میرے بھائی چاہے قسم لے لو اسے تمہارے لیے ہی پسند کیا گیا ہے۔ اس لیے اپنی نگاہوں پر زرا پہرے بیٹھالیں کچھ آدابِ محفل بھی ہوا کرتے ہیں۔ ''

''بیچاری تمہاری ان دو ایکسرے مشین جیسی آنکھوں سے گھبرا رہی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ خود ہی انکار کا پروانہ جاری کردے۔

ایہا کی نگاہوں سے یہ منظر کہاں مخفی رہنے والے تھے۔" سرگوشیانہ لہجے میں ازحف سے گویا ہوئی۔

"میں کہاں! میری نگاہیں حدود کے دائرے میں ہیں۔" ازحف فوراً اپنے نگاہوں کا زاویہ بدل کر گویا ہوا۔

"بس کردو بچاری ٹھیک سے گفتگو بھی نہیں کر پارہی ہے۔"تمہاری ان الو جیسی نگاہیں جو اُس پر جمی ہیں۔ایہا کہاں بخشنے والی تھی۔ میں آئی ہی اس لیے تھی۔ تمہاری ساری حرکات سے واقف کار جو ٹھہری۔"

ایہا نے اپنی لبوں پر مسکراہٹ کو آنے سے بامشکل روکا تھا۔

"آپ تو گھر چلیں پھر میں بتاتا ہوں ہر وقت میری کارکردگی پر نظر رکھتی ہیں ازحف خجل سا ہوا تھا۔"

"تم لوگ کچھ دیر کے لیے اپنے لبوپر قفل نہیں ڈال سکتے ہو۔ایک لمحہ خاموش نہیں ہوئے ہو۔" ان دونوں کے مستقل لب ہلتے دیکھ کر بلآخر وہ بول اٹھے۔

"کیوں کیا یہاں باتیں کرنا ممنوع ہے۔" ایہا نے ترکی باترکی جواب دیا تھا۔ مگر لہجہ خاصی دھیما تھا۔

"نہیں کسی بھی قسم کی گفتگو سے منع نہیں ہے۔۔ مگر جب ضروری باتیں ہو رہی ہوں تو اپنی لبوں کر بندہ قفل ہی ڈال لیتا ہے۔جب شامل نہیں ہونا ہو تو۔"

اچھا بھئی بزرگ ! ہو گئے خاموش بس ایہانے سختی سے گھوتے کہا۔

"ازحف نے بامشکل اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر قہقہہ روکنے کی سعی کی تھی۔" ایہا کے فقروں پر داؤد گہرا سانس جو بھر کر رہ گئے تھے۔

"ابصار صاحب اگر آپ کی اجازت ہو تو کیا رسم کی ادائیگی کر لی جائے؟"عادل نے اجازت طلب کی۔

"جی ضرور کیوں نہیں۔"

ابصار صاحب آپ کی چھوٹی بیٹی نہیں آئی ابھی تک۔ کہاں ہے وہ۔ برہان صاحب کو عزوہ کا خیال آیا تو دریافت کرنے لگے۔

ابصار صاحب کچھ تذبذب کا شکار ہوتے عائشہ کی طرف نگاہ کی وہ بھی انہیں تو ہی تک رہے تھی۔

"جی وہ دراصل اس کی طبعیت بہتر نہیں تھی۔ وہ دوائی لے کر آرام کر رہی ہے ابصار صاحب نے اپنا لہجے سرسری رکھنا چاہا تھا۔

"سب خیریت تو ہے ناابصار؟ عادل تشویش سے گویا ہوئے۔

جی عادل سب ٹھیک سے انہوں نے مسکرا کر تسلی دی۔

"تو پھر بھئ پہنادی جائے انگھو ٹھی فاطمہ۔

عادل کے کہنے پر فاطمہ نے سامنے میز پر رکھی انگھوٹی کے ڈبی شگفتہ بیگم کی طرف بڑھائی۔"

بھابھی جان یہ کام آپ کے ہاتھوں سے ہوگا تو مجھے اچھا لگے گا۔فاطمہ نے جیٹھانی کا مان بڑھاتے ہوئے محبت سے گویا ہوئی۔

شگفتہ بیگم نے محبت بھر نگاہوں سے اپنی چھوٹی بہنوں جیسی دیورانی کی جانب دیکھا اور انگوٹھی لے کر مسفرا کی نازک انگلی میں پہنادی۔

"مبارک ہو میرے بھائی! ایہا مبتسم لہجے میں ازحف کو مبارک باد دی۔

پھر اٹھ کو مسفرا کے منہ میں مٹھائی کا چھوٹا سا ٹکرا ڈالا۔فاطمہ نے مٹھائی اور دعائیں دیتے مسفرا کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔"

داؤد نے اُس کے سر پر دھیرے سے ہاتھ پھیرا اپنی جیب سے پاکٹ سے پرس نکالا اور کہی نیلے نوٹ نکل کر مسفرا کے جانب بڑھائے۔

نہیں بھائی اس کی ضرورت نہیں۔اُس نے ہچکاتے سے انکار کیا تھا۔

"ارے کیوں ضرورت نہیں مسفرا۔اور پھر تمہارا حق ہے میں ازحف کا بڑا بھائی ہوں تو تمہارا بھی تو ہوا۔"

داؤد متبسم لہجے میں گویا ہوئے تو اُس نے پیسے تھام لیے۔

"مسفرا ادھر بیٹھو نا ہمارے پاس ایہا نے صوفے پر اپنے برابر میں جگہ بنائی۔"

"چلو ازحف اب تم بکرے بن گے جو انقریب قربان ہونے والا ہے داؤد نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔"

"ہمم! میں تو ابھی ابھی بنا ہوں مگر بھائی آپ تو پچھلے چار سال سے اس عہدے پر فائز ہیں بس قربان نہیں ہو پا رہے۔اُس نے اک ساتھ سارے حساب بے باک کیے تھی۔"

بے فکر رہو پہلے تمہیں ہی قربان کرواؤ گا۔داؤد نے گھورتی نظاہوں سے دیکھا۔

=====

"عائشہ بھئی سب کا منہ میٹھا کراؤ ابصار صاحب کے مخاطب کرنے پر وہ سب کو پلیٹ میں مٹھائی پیش کرنے لگیں۔ "

"السلام علیکم! تبھی کمرے میں پر جوش بھرے آواز میں سلام کیا گونجا۔ "

"ارے یہاں تو سب میٹھا نوش فرما رہے ہیں۔" یعنی مجھے کچھ دیر ہوگئی شامل محفل ہونے میں؟

"ارے نہیں بچے آپ آرام کر رہی تھی اس لیے آپ کو جگانا مناسب خیال نہ کیا۔ابصار صاحب نے اٹھ کر اس کے سر کو تھپتھایا۔"

"آپ ٹھیک ہو نا بیٹا؟ دھیمی لہجے میں انہوں نے عزہ کے چہرہ کو دیکھتے استفسار کیا تھا۔ "

"جی بابا میں ٹھیک ہوں۔آپ فکر مند نہ ہوں۔ "

"یہ آپ کی چھوٹی بیٹی ہے نا؟ فاطمہ نے عائشہ سے گویا ہوئیں۔

جی! یہ عزہ ہے۔عائشہ اثبات میں سر ہلایا۔

آؤ بچے ادھر بیٹھو... اور اب کسی طبیعت ہے؟ فاطمہ نے پوچھا تھا۔

الحمدللہ بہتر ہوں اب تو۔وہ ہولے سے مسکرائی تھی۔

معذرت بیٹا ہمیں اگر علم ہوتا آپ جاگ چکی ہیں تو ہم سب آپ کے آنے کا انتظار کر لیتے برہان صاحب پر شفیق انداز میں بولے۔

ارے نہیں انکل۔ کوئی مسئلہ نہیں تب نہیں تو کیا ہوا اب شامل جو ہوگئی۔ انہیں جواب دیتی وہ اٹھ کر مسفرا کے برابر میں آبیٹھ۔

”بھئی ازحف بھائی یہ تو ناانصافی برتی جارہی ہے میرے ساتھ۔

اپنی بہن آپ کے ساتھ منسوب کر دی ہے میں نے اور مجھے شکریہ تک ادا نہیں کیا۔ یہ تو درست بات نہیں۔“

اس کی بات پر بے ساختہ سب کے لبوں پر تبسم آن ٹھہرا تھا۔

پر بھئی ہمارا بھائی بھی تو آپ کی بہن سے منسوب ہوا ہے۔ داؤد بھی اُس کی بات کا لطف لیتے گویا ہوئے۔

ہم ویسے آپ کی اس بات میں وزن تو ہے۔ مگر میرا پڑلا بھاری ہے تو اسی بات پر مکمقہ کر لیتے ہیں۔

وہ کیسے ؟ داؤد کے لہجے میں خوشگواریت گھل گئی۔

بہت آسان ازحف بھائی میرا تہہ دل سے شکریہ ادا دیں میں ان کو جزاک اللہ کہہ دوں گی۔

کیا ہی عمدہ عمل ہے نا۔ عزہ نے اپنے لبوں پر تبسم بکھراتے کہا۔

اس کی بات پر سب کے لب مسکرا اٹھے۔

بہت خوب ! داؤد سلمان بے شک تم عزہ کے سامنے ہار جاؤ گے۔" یہ اپنا آپ بہت خوبصورتی سے منائے گی بھئی۔" برہان صاحب نے قہقہہ لگایا۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے بے شک مجھے ان سے سنبھل کر رہنا پڑے گا۔" وہ بھی دھیرے سے مسکرا دیے۔

ماشاءاللہ ! عائشہ آپ کی دونوں بیٹیاں ہی بہت پیاری ہیں عائشہ کو مخاطب کرتے شگفتہ بیگم بولی۔

ہم جلدی ہی ابصار صاحب شادی کا ارادہ رکھتے ہیں آپ کو اعتراض ہو نہیں۔

نہیں برہان صاحب جیسے آپ سب کی رائے۔

پھر درست ہے اگلے دو ماہ میں جو تاریخ مناسب لگے وہ رکھ لی جائے۔ مل بیٹھ کر تقریبات وغیرہ کا دیکھ لیں گے۔ سب کے مشورات سے جو مناسب رہے کا وہ کر لیا جائے گا۔ عادل صاحب گویا ہوئے تو سب ان کے بات سے متفق ہو گئے۔

"ابی ! تم رات کے اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟" داؤد نے اُسے لان کی ٹھنڈی نرم و ملائم گھاس پر ٹہلتے دیکھا تو فکر مندے سے گویا ہوئے۔

ٹھنڈی ہوا نے میری وجود کو سکون بخشا تو مجھے اچھا لگا۔ اس لیے یہاں چلی آئی۔

اور پھر ابھی اتنا بھی وقت نہیں ہوا۔ جواب دے کر وہ پھر سے قدم بڑھا گئی تو داؤد بھی اُس کے ہم قدم چل پڑے۔

"یوں ابیہا کے قدموں سے قدم ملا کر چلنا اُنہیں ہمیشہ ہی خوبصورت لگتا تھا۔ "

وقت! رات کے دس بج رہے ہیں اور پھر ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے ایسی لیے تو کہا۔ پھر تمہیں رات سے بخار بھی تھا۔ یوں اپنے جان پر ظلم نہ کیا کرو ابی۔ تمہاری انہی بے احتیاطوں کے بعض تمہیں بخار اور فلو ہوتا ہے۔ مگر اب چلو اندر داؤد نے لہجے میں ہلکی سی سختی سموئی تھی کہ ابیہا کے پیروں میں چپل بھی نہیں تھی۔

یوں گھاس پر چہل قدمی چپل پہن کر کون کرتا ہے اور ویسے بھی میں اب ٹھیک ہوں داؤد سلمان۔

یوں وہمی نہ ہو جایا کرو تم۔ وہ شکایتی انداز میں گویا ہوئی۔

"بے شک تم مجھے اپنے معملے میں وہمی سمجھ لو ابی مگر تم سے غافل اور بے پرواہ ہونا مجھے قطعی گوارا نہیں۔" داؤد کے لہجے میں شدت در آئی۔

"داؤد سلمان!" ابیہا نہیں ٹوک گئی۔

"میں جانتی ہوں تم مجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہو مگر داؤد محبت میں اتنی شدت بھی اچھی نہیں۔ وہ واقع خوفزدہ ہوئی تھی۔"

اُس کی بات پر داؤد کے لبوں نے تبسم کو چھوا۔

"اس میں خوف زدہ والی کون سے بات ہوئی یار؟ "انہوں نے ٹھہر کر پوری توجہ سے ابیہا کی جانب دیکھا اور اُس کے ہوا کے دوش پر اڑتے بالوں کو اپنے انگشہت سے کان کے پیچھے کیا۔

"بس یوں ہی۔" وہ ایک گہری سانس لے کر بولی

"میں ہوں نا تمہارے پاس پھر ڈر کس بات کا۔"

"تم نہیں جانتے داؤد سلمان میری روح کن خوف کے پنجرے میں ہے۔ہر گزرتے لمحے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی طوفان ہے جو آنے کو ہے اور جب اس کی آمد ہو گی تو تم یا میں کچھ نہیں کر پائیں گے صرف تماشائی بنے کھڑے رہ جائے جیسے۔ایبہا لبو پر قفل ڈالے دل میں ان سے مخاطب تھی۔

اچھا کل میں نے ڈاکٹر سے وقت لیا ہے۔داؤد نے آگاہ کیا۔

"مگر کیوں؟" وہ اچھنتے سے بولی۔

کیوں کا کیا مطلب ہے ابی میں نے تمہارا چیک اپ کروانا چاہتا ہوں۔آخر علم تو ہو تمہارے صحت کا۔داؤد سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

مگر میں نے ڈاکٹر سبرین کو دیکھایا ہے انہوں نے کہا ہے کے بس انفیکشن ہے اس لئے مجھے فلو یا فیور ہوتا ہے میڈیسن دی ہیں وہ لے تو رہی ہوں اور اب تو ٹھیک ہوں میں۔پھر کیا ضرورت ہے کسی اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی ایبہا رسانیت بولی۔

"میں جانتا ہوں ڈاکٹر سبرین اک قابل ڈاکٹر ہیں اس بات سے مجھے انحراف نہیں اور پھر وہ تمہاری بہت اچھی دوست بھی ہیں مگر پھر بھی میرے دل کی تسلی کے لیے تم میرے ساتھ چل لو۔پلیز ابی انکار مت کرنا۔انہوں نے التجائی انداز میں کہا تھا۔

"میرے انکار پر کون سامان جاؤ گے۔" لے کے تو مجھے ویسے بھی جاؤ گے۔

بالکل! ایبہا کے روٹھے انداز میں وہ ہولے سے مسکراتے ہوئے گویا ہوئے۔"

تم میری روح۔۔۔۔۔۔کی آواز ہو

خاص نہیں تم۔۔۔۔۔بہت خاص ہو

"آپ لوگوں کے دل میں قطعی رحم نہیں ہے بندہ مروت میں ہی لحاظ کرلیتا ہے۔"ازحف خاصی بدمزہ انداز میں ان تک آیا تھا۔

"کیوں بھئی ہم نے کون سے تم پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے ہیں؟"ایہا متعجب لہجے میں گویا ہوئی۔

"کیا کیا ہے یہی تو افسوس ہے کہ کچھ کیا ہی نہیں۔ "

نواب صاحب اپنے ادھورے فقروں کو مکمل ادا کرنے کی تکلیف اٹھائیں گے آپ یا یوں ہی پہلیاں بھوجتے رہیں گے۔داؤد نے قدرے زور سے ازحف کے کندھے ہاتھ رکھا تھا۔

ایہا دیکھیں!ازحف نے فوراً مدد طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

داؤد سلمان کیوں ستاتے ہو تم اُسے،آرام سے بھی تو گفتگو کی جاسکتی ہے۔ایہا نے انہیں سختی سے گھورتے ازحف کے شانے کو سہلایا۔

"تم میرے بھائی کس سے توقع رکھتے ہو مجھے کہو کیا مشکل درپیش آن پڑی ہے۔ "

وہ مجھے نا.... ازحف نے فقروں کو ادھورا چھوڑا۔

اب کہہ بھی دو یا اک اور دوں۔داؤد نے گھورا۔

"جی وہ تھوڑی سی مسفرا سے بات تو کروادیں۔" ازحف نے بالوں پر ہاتھ پھیرتے متبسم لہجے میں کہا۔

"دیکھو کس قدر بے شرم و بے حیا ہے یہ لڑکا۔ کیسے بڑے بھائی کے سامنے ایسی باتیں کر رہا ہے اور تم اس کو معصوم کہتی ہو داؤد نے اس کا کان مروڑا تھا"

"لو بھلا اس میں بے شرمی کی کیا بات ہے آپ کے ہی نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش ہے۔"

کراہتے ہوئے ازحف نے اپنا کان چھڑوایا۔

"بد تمیز انسان باقی کاموں میں تو کبھی پیروی نہیں کی۔"

"امم ہم! بس ہو گئی تم دونوں کی بحث شروع۔ اگر آپ لوگ مجھے کچھ کہنے کا موقع دیں تو کچھ پوچھ سکتی ہوں میں؟"

ہاں بولو داؤد سیدھے کھڑے ہوئے۔ ازحف جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ عزوہ نے تمہیں واپسی میں مسفرا کا فون نمبر دیا تو تھا پھر؟ ایہا نے ذہن پر زور ڈالا تھا۔

"ہاں مگر عزوہ نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔"

"ہیں کیسا دھوکا؟" داؤد متعجب لہجے میں گویا ہوئے۔

"اس نے مجھے مسفرا کا نہیں بلکہ عائشہ آنٹی کا نمبر دیا تھا۔" ازحف خاصی خجل سا ہوا تھا۔

مطلب! ایہا نے نا سمجھی سے اُس کی جانب نگاہ کی۔

میں نے فون کیا تھا رابطہ جڑتے ہی عائشہ آنٹی کی آواز میرے سماعتوں سے ٹکرائی وہ تو شکر تھا کہ میں نے کچھ کہا نہیں اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ ازحف کے فقرے مکمل ہوتے بے ساختہ داؤد اور ایہا کا قہقہہ لان میں گونج اٹھا۔

"آپ لوگ ہنسیں تو نہیں!" ازحف کو ان کا ہنسنا بھایا نہیں تھا۔ چڑ کر بولا۔

"اچھا! پر میرے بھائی پہلے معلوم تو کر لیتے۔ اب اتنا بھی کیا دیوانہ ہونا داؤد نے اپنے ہنسی کو تھاما تھا کہ ازحف کی اتری شکل پر انہیں رحم آگیا تھا۔"

پھر ایہا کی جانب متوجہ ہوئے۔ ابی تمہارے پاس ہے نامسفرا کا نمبر۔ دے دو بیچارے کو۔

ہاں ہے! آؤ میں دیتی ہوں تمہیں اب اپنی شکل کے زاویے تو درست کرو۔ ایہا نے بھی اُسے مزید ستانے کا ارادہ ترک کیا تھا۔

==========

وہ مکمل طور پر کتاب کی جانب متوجہ تھی۔ جب موبائل کے رنگ ٹون نے اُس کا ارتکاز توڑا تھا۔

نگاہ گھما کر اُس نے ٹیبل کھ کنارے پر رکھے فون کی اسکرین پر جھانکا۔

جہاں انجان نمبر چمک رہا تھا۔ رات کے گیارہ بجے کس کا فون ہے۔ کتاب کو بند کر کے اُس نے وہیں رکھا وہ کچھ تذبذب کا شکار ہوتی تھی۔

ہیلو! فون کو کان سے لگائے سمبھل کر کہا۔

"جی السلام علیکم! مقابل سے ابھری آواز جب اُس کی سماعت سے ٹکرائی تو لمحہ بھر کے لیے سانس تھم سی گئی۔"

مقابل کون تھا یہ پوچھنے کے قطعی ضرورت نہیں تھی اُسے۔ بہت ہی مدھم سا تبسم آپ ہی آپ اُس کے لبو پر آن ٹھہرا۔

گزرے کچھ گھنٹوں میں اس آواز کی بازگشت ذہن میں اتنی بار ہوئی تھی کہ اُسے محسوس ہوا مانو وہ ہمیشہ سے اس آواز کے سحر میں رہی ہو۔

"وعلیکم السلام! خود کو ہوش کی دنیا میں لا پٹختے ہوئے گویا ہوئی تھی۔"

"کیا میں اس خوش فہمی کا شکار ہو سکتا ہوں کے آپ مجھے پہچان گئی ہیں؟" دلفریب آواز پھر سے ان کے کان سے ٹکرائی تو وہ اس سحر میں دوبارہ سے قید ہونے لگی مگر اپنے بے قابو دل کو سمجھاتے وہ مکمل توجہ سے متوجہ ہوئی۔

جی! نرم سے تبسم کے ساتھ جواب دیا۔

اللہ میری قسمت کو نظرِ بد سے بچائے۔ازحف کے خاصی پرجوش لہجے میں کہنے پر مسفرا کی کھلکھلاہٹ گونجی۔

اور اس کھلکھلاہٹ نے مانو ازحف کے وجود میں جلترنگ بجا دیے۔

آپ کی ہنسی بہت خوبصورت ہے مسفرا۔ بالکل آپ کی طرح۔بے ساختہ ازحف کے لبوں سے فقرے ادا ہوئے تھے اور میں پوری کوشش کروں گا ساری زندگی آپ کو یوں ہی ہنستا مسکراتا رکھوں۔

اچھا ایک بات پوچھوں آپ سے؟

جی۔ازحف کے سوال پر وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

آپ خوش تو ہیں نا اس رشتے سے؟ نا جانے کیوں وہ یہ سوال کر گیا تھا۔

جی !اس بار بھی مسفرا کی جانب سے یک لفظی جواب آیا تھا۔

اف آپ کو جی کے علاوہ اور کچھ کہنا نہیں آتا۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ مسفرا سنبھلی۔

اچھا جی تو یعنی میں مان لوں ہے میں آپ کو پسند آ گیا ہوں؟ وہ شرارت سے گویا ہوا۔ مگر مقابل سناٹا چھا گیا تھا۔

"بولیں نا مسفرا! سوال اتنا مشکل تو نہیں ہے۔"

وہ میں فون رکھتی ہو امی بلا رہی ہیں اللہ حافظ۔ مسفرا کی گھبراہٹ میں ڈوبی آواز پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

ٹھیک ہے پر میرا جواب آپ پر ادھار ہے۔ جو آپ کو دینا ہی ہے۔ اللہ حافظ ان شاء اللہ پھر بات ہو گی اپنا خیال رکھیے گا۔ ازحف کے سلسلہ منقطع کرتے مسفر نے گہری سانس لی تھی۔ مگر چہرے پر شرمگین تبسم نے پہرا کر رکھا تھا۔

"لگتا ہے کسی بہت خاص شخصیت سے گفتگو ہو رہی تھی۔" عزوہ کی آمد ہوئے تھی مگر مسفرا کو فون تھماتے دیکھ پوچھا۔ چہرا جو گلناز ہو رہا تھا۔

اس کے سوال پر مسفرا نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں میں دبایا۔

"او یعنی ازحف بھائی نے آپ کے نمبر تک رسائی حاصل کر ہی لی۔ بیڈ کے کنارے پر ٹک کر وہ گویا ہوئی۔"

کیا مطلب ؟مسفرا نے متعجب انداز میں پوچھا۔تو عزوہ نے ہنستے ہوئے اپنی کار کردگی اُس کے گوش گزار کی۔

افف کتنی بری بات ہے عزوہ اگر ازحف کو برا لگ جاتا تو۔وہ فکر مندی سے گویا ہوئی۔

اوہو نہیں لگتا بُرا۔ازحف بھائی بہت اچھے ہیں دیکھیں نا آپ سے ذکر بھی نہیں کیا۔وہ بات کو مزاق میں اڑا گئی۔

تم کبھی نہیں سدھرو گی۔عزوہ یوں پریشان کرتے ہیں کیا کسی کو مسفرا نے ہلکے سے اُس کے سر پر چھپت لگائی۔

اب چلو بہت رات ہو گئی ہے سو جاؤ مسفرا نے گھڑی کی جانب نگاہ کی جو بارہ کا ہندسا عبور کر چکی تھی۔

مسفرا کمبل درست کرتی خود بھی اس نے برابر میں لیٹ گئی مگر نیند تو آج اُس کے آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

ازحف کے شخصیت اسے اپنے سحر میں کھینچ رہی تھی پہلے گھبرا کر اُس نے آنکھیں کھول لی پر اپنی اسی حرکت پر مسکرا دی۔

اب کہا گواہ تھا اس سحر سے نکلنا۔

=====

"بابا!" آج میری دوپہر کے بعد کی یہ میٹنگز ازحف سمبھال لے گا۔آپ کو جو بھی اس کے متعلق گفتگو کرنا ہو آپ اسی سے کر لیے گا۔ناشتہ کے دوران داؤد نے برہان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے تھے۔

"کیوں بیٹا! خیریت تو ہے؟" برہان صاحب متعجب لہجے میں گویا ہوئے تھے کہ داؤد کبھی بھی اپنے کام کو یوں دوسرے کے سپرد نہیں کیا کرتے تھے۔

جی باباسب ٹھیک ہے۔دراصل ابی کے لیے ڈاکٹر فرقان سے اپوئیمنٹ لی ہوئی تھی۔وہ بہترین ڈاکٹر ہیں کچھ ماہ پہلے ہی امریکا سے لوٹے ہیں۔اس لئے سوچا کے کیوں نہ ابی کا معانیہ اور رپوٹس انہیں دیکھادی جائیں۔ داؤد نے مکمل تفصیل سے انہیں آگاہ کیا تھا۔

ٹھیک ہے جیسا تمہیں بہتر لگے۔پھر اچھا ہے تسلی ہو جائے گی برہان صاحب بھی متفق ہوئے تھے۔

ازحف تمہیں کسی قسم کی کوئی مشکل تو درپیش نہیں ہو گی نا۔ساتھ بیٹھتے ازحف سے انہوں نے استفسار کیا۔دراصل مجھے بھی کل رات ہی ان کے جانب سے کنفرمیشن کا میل ملا تھا۔

"نہیں بھائی کوئی مسلۂ نہیں بلکہ اگر آپ چاہیں تو آج نہیں جائیں۔ابھی والی میٹنگ بھی میں سمبھال لوں گا۔"

ارے نہیں! تم تو جانتے ہو سمیر زیدی کو نہایت ہی بددماغ واقع ہوا ہے خواہ مخواہ تمہیں پریشان کردے گا۔داؤد کہہ کر ہولے سے مسکرائے۔

"اچھا آپ سے بھی زیادہ کوئی بد دماغ ہے کیا اس دنیا میں مجھے اس بات کی آگاہی نہیں تھی۔

ازحف نے متبسم لہجے میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا کہ داؤد کا ہاتھ اُس گردن تک بس پہنچنے ہی والا تھا۔

تم ایک نمبر کے واہیات انسان ہو تم نے کبھی بعض نہیں آنا ہے۔داؤد نے سختی سے دانت پیسے مگر

وہ ہنستے ہوئے داخلی دروازے کی جانب روانہ ہو گیا۔

کب جانا ہے داؤد ہسپتال؟

تین بجے تک کا بڑی امی۔آپ ابی کو یاد کروادیے کا ویسے میں فون کر لوگا مگر پھر بھی۔ اور اسے

کہیے گا یونی نا جائے ورنہ وہ تھک جائے گی اور پھر ہاسپٹل کا پتہ نہیں کتنا وقت لگے۔انہوں نے

شگفتہ بیگم کی بات پر جواب دیتے ہدایت بھی کی۔

داؤد بھی نا ایسے ہی ابیہا کو لے کر فکر مند رہتا ہے۔میری ڈاکٹر

سبرین سے بات ہوئی تھی ان کا کہنا ہے بس انفیکشن ہے ابیہا کو مکمل دوائی کا کورس کرے گی تو ان

شاءاللہ تو ٹھیک ہو جائے گی برہان صاحب نے داؤد کو فکر مند دیکھا تو شگفتہ بیگم سے گویا ہوئے۔

آپ تو جانتے ہیں نا داؤد کو کس قدر حساس ہے وہ ابیہا کے معملے میں۔جب تک وہ خود تسلی نہیں کر

لے گا اسے سکون نہیں ملے گا۔

شگفتہ بیگم کی بات پر وہ سر ہلا گئے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات تو نہ تھی سب جانتے تھے۔

=====

''ابصار صاحب کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے پھر؟'' چائے کی ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھتے عائشہ نے مخاطب کیا۔

''کس بارے میں؟''ابصار صاحب نے اخبار سائیڈ پر رکھا اور چائے کا کپ تھاما۔

شادی کی تقریبات کے بارے میں۔

سوچنا کیا ہے عائشہ میں بات کروں گا عادل اور برہان صاحب سے۔ آپ جانتی ہیں عزوہ کی صحت اجازت نہیں دیتی کہ وہ زیادہ بھیڑ یا شور شرابے میں رہے۔ڈاکٹر نے سختی سے ہدایت کی ہے۔میں اس کی صحت کا رسک نہیں لے سکتا ہوں اس لیے بہتر ہے پہلے ہی انہیں آگاہ کروں کہ ہم سادگی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔

نہیں بابا! یہ مناسب نہیں ہے۔عزوہ نے انکار کیا تھا۔غالباً اس کی سماعتوں تک ان دونوں کی مکمل گفتگو پہنچ چکی تھی۔

پر بیٹا! ابصار صاحب نے کچھ کہنا چاہا۔

''پلیز بابا! میں نہیں چاہتی کے میری وجہ سے اپیا کی شادی میں کسی بھی قسم کی کمی بیشی ہو۔اور پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کے شادی سادگی سے ہونے پر میرے طبیعت خراب نہیں ہو سکتی؟'' آپ میری وجہ سے اپیا کی ساتھ ناانصافی نا کریں آپ لوگ۔ اپیا مجھ سے محبت کرتی ہیں وہ کچھ نہیں کہیں گی پر کیا میرا دل گوارہ کرے گا۔

ابصار صاحب کا ہاتھ تھامے وہ دھیرے سے ہمکلام تھی۔ عائشہ نے محبت بھرے نگاہ سے اُس کے جانب دیکھا۔

اس میں کوئی شک نہ تھا کہ اپنی صحت سے زیادہ اُسے مسفرا کی خوشی عزیز تھی۔

"اور پھر میں وعدہ کرتی ہوں۔ اس دوران میں اپنا پورا خیال رکھوں کی آپ دونوں کو کسی بھی طرح پریشانی نہیں کروں۔ "

ٹھیک ہے اگر آپ کہتی ہیں تو ہم مان لیتے ہیں مگر عزہ آپ کو اپنا بہت خیال رکھنا ہوگا کسی بھی قسم کی کوتائی آپ نہیں برتیں گی۔ ابصار صاحب نے عائشہ کو بھی رضامند دیکھا تو ہامی بھر لی۔

شکریہ بابا! محبت سے اس نے ابصار صاحب کے کندھے پر سر رکھا تو ان کے لبو پر تبسم آن ٹھہرا۔

اب چلو تم تیار ہو جاؤ۔ ہمیں ہاسپتال جانا ہے۔ وقت ہو گیا ہے۔

جی امی! میں ایسی لیے تو آئی تھی عائشہ کے کہنے پر جواب دیا۔

عائشہ آپ تمام رپوٹس لے آئیں مجھے ایک ڈاکٹر سے ملاقات کرنی ہے شاید وہاں ضرورت پڑے۔

ابصار صاحب کی بات پر وہ سر
اثبات میں سرہلاتی اٹھ گئیں۔

میری وجہ سے آپ اور امی خاصی پریشان ہوتے ہیں نا۔ ہر لحہ فکر میں رہتے ہیں۔

نہیں عزوہ! ایسا کبھی سوچنا مت کہ آپ ہمیں پریشان کرتی ہیں۔

ابصار صاحب نے اس کی آنکھوں میں آئی نمی کو دیکھتے کہا۔

•"مگر عزوہ کی روح میں ملال نے جگہ بنالی تھی۔ "

===

"ازحف اس فائل کو تم اچھی طرح پڑھ لینا۔تاکہ تمہیں کسی قسم کی مشکل نا ہو۔" داؤد خاصی عجلت میں اس کے کیبن میں آئے

تھے۔

"جی بھائی آپ فکر مند نہ ہوں میں دیکھ لوں گا۔اور آپ ابھی تک گئے نہیں ایک بج چکا ہے۔

گھڑی میں وقت دیکھتے وہ گویا ہوا۔"

بس نکل رہا ہوں۔ تھوڑا الجھ گیا تھا۔

ٹھیک آپ جائیں کہیں دیر نا ہو جائے اور یہاں کی قطعی فکر نا کیجئے گا۔

"میں جانتا ہوں تم کافی نہیں بہت لائق فائق ہو گئے ہو۔ میرے بغیر بھی سب سمبھال لو گے۔" داؤد کے لہجے میں فخر تھا۔

"نہیں بھائی ! ایسا نہیں ہے آپ کے بغیر میں اب بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ "

داؤد سلمان، ازحف کے لیے سایہ دار درخت سے کم نہیں تھے۔

ہر مشکل میں وہ ازحف کے ساتھ کھڑے ہوتے۔دونوں کے درمیان چھے سال کا فرق تھا۔اُس کے باوجود دونوں بہترین دوست تھے۔جو اپنے تمام پریشانی، سکھ ایک ساتھ بانٹتے لیا کرتے تھے۔

"اُف ایسا یہ کیا ہے؟""مسفرا کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھا تو عزوہ نے کوفت میں ڈوبی آواز سے پکارا۔

کیا ہوا؟اسے قطعی اندازہ نہیں ہوا تھا نا سمجھی سے عزوہ کی جانب دیکھا۔

"یہ ہی تو میں پوچھ رہی ہوں؟ازحف بھائی میں لمحہ بھر صبر نہیں ہے۔پانچ منٹ جو مجھے ایک سین بھی دیکھنے دیا ہو۔وہ خاصی چڑی ہوئی تھی۔"

ازحف نے ! مسفرا نے تعجب سے دیکھا۔

"جی! محترم کے دس منٹ میں کوئی دس ہزار کے قریب میسیجز موبائل کی زینت بن چکے ہیں۔"

"یہ لیں آپ کا موبائل۔توبہ جواب کبھی آپ کا موبائل لینے کی سنگین غلطی مجھ سے ہوئی ہو تو۔"غالباً وہ مسفرا کے موبائل میں اپنا پسندیدہ ڈرامہ دیکھ رہی کہ اُس کے فون کے چارجینگ ختم ہو گئی تھی۔

پوری قسط اب دوبارہ سے دیکھنا پڑے گی۔موبائل تھماتی وہ کمرے سے نکل گئی۔

"بے تابی سے مسفرا نے موبائل کی جانب دیکھا جہاں لاتعداد میسیجز مسڈ کالز تھی۔اس کے لبوپر تبسم آن ٹھہرا۔دھیرے سے اس نے اسکرین کو ٹچ کیا۔"

"(میں کب سے میسج اور کال کر رہا ہوں مگر آپ ہیں نے نا جانے کس وادی کی سیر پر ہیں یہ ظلم کی انتہا ہے کسی کو اپنے لیے تڑپانا۔)" اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

لاؤنج کے صوفے پر بے ترتیب لیٹے موبائل سینے پر رکھے وہ خلا کو گھور رہا تھا۔"انتظار جان لیوا ہی ہوتا ہے۔آج علم ہوا ہے۔"

"کیا ایک بار پھر مجھے میسج کرنا چاہیئے؟ "وہ سوچ کی وادی میں ہی تھا جب موبائل تھرتھرا اٹھا۔ عجلت بھرے انداز میں اُس نے فون نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔ مگر بدقسمتی تھی کہ لاک کھولنے سے پہلے ہی کسی نے پیچھے سے فون کو اچک لیا تھا۔ قطعی غیر متوقع کاروائی تھی ازحف کو سمبھلنے کا موقع بھی فراہم نہ ہو سکا تھا۔

ہڑبڑاتا کراٹھتے اُس نے دیکھا تو داؤد مسکراہٹ لبوں میں دبائے اُسی کی جانب متوجہ تھے۔

اضطرابی بھرے انداز میں ازحف نے ان کے ہاتھ سے فون لینا چاہا۔

"بھائی پلیز تنگ نہ کریں۔"

"ایسا کیا ہے بھئی اس میں جو تم اس قدر بے چین ہو رہے ہو۔" دادو کے انداز میں شرارت تھی۔

"میری قوتِ برداشت تمام ہو چلی تھی تب تو ان کا میسج آیا ہے۔" دے دیں نا پلیز ازحف کے لہجے میں زمانے بھر کی مسکینیت تھی۔

"اووو ویری سیڈ مجھے بے حد افسوس ہے کے وہ بھی تمہیں گھاس نہیں ڈال رہی۔" بے ساختہ داؤد کا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

"بھائی! آپ انتہائی فضول قسم کے انسان ہیں۔اس نے احتجاج کیا تھا۔

''اچھاجی ! میں فضول ہوں تو پھر یہ تو طے ہے فضول لوگ اچھی خبریں نہیں دیا کرتے۔'' وہ مانو جیسے برامانتے پر سکون سے صوفے پر بیٹھ گئے۔

اچھاسوری بتائیں ناپلیز ! وہ منت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

گڈ ! دراصل پاپانے آج ابصار انکل کی فیملی کو ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے۔

کیاواقعی وہ پر جوش ہوا تھا۔

''تمہاری حرکتیں دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا ہے ازحف کہ تمہاری شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔'' داؤد نے ہنستے ہوئے اُس کے سر پر چپت لگائی تھی۔

''میرے سمجھدار بھائی نے اپنے چھوٹے بھائی کو اتنی شاندار خبر سے آگاہ کیا ہے تو وہ میرا فون دینے میں لمحہ بھی نہیں لگائیں گے ہے نا۔''

''زیادہ مکھن نالگاؤ ! داؤد نے فون اس کی جانب بڑھایا اور خود فاطمہ کے کمرے کی جانب چل دیے۔''

ازحف نے مقدر بھر تیزی سے میسج کیا-

مسفرا کمرے کی کھڑکی میں کھڑی اسی کے جواب کی منتظر تھی

چمکتی اسکرین کو دیکھ کر چہرہ بھی روشن ہو گیا۔

''السلام علیکم ! کیسے ہیں آپ؟ ''

وعلیکم السلام !'' تھوڑاخفا۔'' مسفرا کے سوال پر خفگی میں ڈوباجواب موصول ہونے پر ہنس دی۔

''آپ ہنس رہی ہیں مسفرا۔ یہ زیادتی ہے۔''

''اچھا معذرت کی درخواست ہے جناب سے۔'' دراصل میں باہر تھی اور فون کمرے میں تھا۔ آپ کو کسی بھی قسم کی وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے مسفرا۔

''آپ میرے دل کے سب سے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ مسفرا کے لہجے میں شرمندگی محسوس کرتے وہ محبت گویا ہوا۔ ''

''میں مشکور ہوں ازحف کے آپ نے مجھے اس خاص مقام سے نوازہ ہے۔''

مسفرا یہاں آنا۔ عائشہ کی پکار اُس کی سماعتوں میں پڑی وہ جو کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی لبو خاموش ہو گئے۔

ازحف میں آپ سے بعد میں ہمکلام ہوتی ہوں اتنا کہہ کر اُس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔ یہ سچ ہے مسفرا آپ میرے لئے بہت سے بھی زیادہ خاص ہو گئیں ہیں۔ کوئی مجھ پر یوں حکومت کر لے گا کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

جی امی! آپ مجھے بلا رہی تھی وہ عائشہ کے کمرے میں آتے ہوئے بولی

ہاں وہ برہان بھائی صاحب نے فون کر کے ہمیں آج رات کے کھانے پر بلایا ہے۔ تم تیاری کر لو۔

مگر امی میں! مسفرا کے ادھورے فقروں کو عائشہ باخوبی سمجھ گئی تھی۔

کوئی مضائقہ نہیں بچے۔ عائشہ نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

مجھے جانے کے بھی اجازت ہے نا بھئی؟ عزوہ کے آواز پر مسفرا نے عائشہ کی جانب نگاہ کی بات بہت عام تھی مگر دل کو دکھا گئی دیتی تھی۔

"بالکل! آپ کے نا جانے کا سوال ہی نہیں اٹھتا عائشہ نے بامشکل اپنے لہجے کو نم ہونے سے روکا تھا۔"

بہت عمدہ! پھر میں آج کے لیے کپڑے دیکھ لو۔ وہ ہر ممکن کوشش کرتی تھی اپنے وجود میں چھائی کسک، ادھورے پن کو وہ دوسروں کے سامنے نا آنے گے۔ زندگی کے چند باب وہ خوشیوں کے سنگ اپنے پیاروں کو سکون دے کر گزارنا چاہتی تھی۔

اپیا! آپ بتائیں کیا زیب تن کرنا پسند فرمائیں گی آخر یہ پہلی دعوت ہے آپ کی اپنے سسرال میں۔ عزہ کے لہجے میں شرارت تھی۔

بہت بہت بدتمیز ہو تم! مسفرا نے سختی سے گھورا۔ وہ وہ ہنس دی۔

اچھا ٹھیک ہے۔ اب چلیں مسفرا کا ہاتھ تھامے اُس کے کمرے میں لے گئی۔

یا اللہ میری بچیوں کو ساری خوشیاں دیکھنا نصیب کر آمین۔۔ عائشہ نے مسکراتے ہوئے دعا کی تھی۔

=====

"فاطمہ شام کے لیے تم نے انتظامات دیکھ لیے ہیں نا۔" کسی قسم کی کوئی کمی بیشی تو نہیں ہو گی۔ شگفتہ بیگم کے انداز میں فکرمندی تھی۔

"آپ پریشان نہ ہو میں نے بریانی، مٹن قیمہ اور چائینز رائس کا کہہ دیا ہے اُس کے علاوہ کچھ شامل کرنا ہو تو آپ بتائیں۔"

"نہیں! ٹھیک ہے بس میٹھے میں رس ملائی بول دینا۔ شگفتہ بیگم نے اضافہ کیا اور داؤد تم آج کہیں مت جانا۔ تم تو اتوار کے دن بھی کوئی نہ کوئی کام نکال لیتے ہوں۔ "

ٹھیک ہے آپ خفا تو نہ ہوں۔ کہیں نہیں جاؤ گا مگر ایک شرط ہے میری وہ محبت سے شگفتہ بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔

"کیسی شرط؟" فاطمہ نے گھورا تھا انہیں۔

یہ ہی کہ میرے لیے اٹیلین پاستہ بھی بنے گا۔ وہ متبسم سے گویا ہوئے۔

"اک تو تمہارے یہ آستے پاستے نہیں ختم ہوتے داؤد۔" فاطمہ نے ٹوکا تھا۔

"فاطمہ تمہیں علم تو ہے اُسے کتنا پسند۔" چلو بن جائے گا بس شگفتہ بیگم محبت سے گویا ہوئی۔

"داؤد سلمان! یہ بات مجھے قطعی گوارہ نہیں کہ تم ہر وقت میری امی سے اپنے لاڈ اٹھواتے رہتے رہو۔" ابیہا کمرے میں داخل ہوئی تھی اور سامنے کا منظر اُسے بھایا نہیں تھا خاصی ناراضی بھرے لہجے میں بولی۔

"اور آپ کو کیوں بے چینی محسوس ہوتی ہے۔ ویسے آپ کی ذات شریف بھی تو حصہ دار بتی ہے میری والدہ کی محبتوں میں۔ اُس وقت کیوں احساس نہیں جاگتا۔" داؤد کی جانب سے ترکی بات ترکی جواب آیا تھا۔

"اور پھر آپ اس بات سے انحراف نہیں برت سکتیں کے بڑی امی کی محبت پر پہلا حق صرف میرا ہے۔"

"بتائیں بڑی امی! میں درست ہوں نا" انہوں نے شگفتہ بیگم سے صداقت نامہ دلوانا چاہا۔ تو وہ مسکراتی ہوئی اثبات میں سر ہلا گئی۔

عادل اور فاطمہ کی شادی ل، شگفتہ بیگم اور برہان صاحب کی شادی کے تین سال بعد ہوئی تھی۔ مگر شگفتہ بیگم کو شادی کے پانچ سال بعد اللہ نے اک بیٹی سے نوازہ تھا۔ جب تک داؤد نے ہی ساری محبتیں سمیٹی تھی۔ داؤدل، فاطمہ اور عادل سے زیادہ شگفتہ بیگم اور برہان صاحب کے چہیتے تھے۔ ابیہا کی پیدائش کے بعد بھی ان کے حیثیت میں کمی نہیں آئی تھی۔ برہان صاحب برملا کہتے تھے کہ داؤد سلمان ان کے بڑے بیٹے کی طرح ہیں۔

اور دوسری جانب داؤد نے بھی ہمیشہ ان دونوں کو ماں باپ سے بڑھ کر چاہا تھا۔ ان سے کچھ سال بعد ازحف کی آمد نے تو مانو گھر کی خوشیوں میں چار چاند لگا دیے تھے۔ یہ تینوں گھر بھر کی رونق ہی تو تھے۔

"آپ کا جھکاؤ ہمیشہ امی، داؤد سلمان کی جانب ہی ہوتا ہے۔" ابیہا خفگی سے گویا ہوئی۔

"اور تم سے یہ برداشت نہیں ہوتا۔" داؤد متبسم سا بولے۔

داؤد اب بہت ہوا تم مسلسل ابیہا کو پریشان کر رہے ہیں فاطمہ کو کہاں برداشت تھا ابیہا کا مرجھایا انداز فوراً سے بیشتر انہیں ٹوکا۔

"میرے بغیر کیا راز و نیاز ہو رہے ہیں؟" کمرے میں داخل ہوتے سب کو گفتگو میں مشغول پایا تو گویا ہوا۔

"آپ کی سماعتوں سے ہماری گفتگو بچ جائے یہ نہ ممکن کہاں۔ بی جمالو کی طرح کان لگائے رکھتے ہو در و دیوار سے۔" داؤد کہاں اسے چھوڑنے والے تھے۔

افف بھائی! قسم سے آپ بھی نا پتہ نہیں کہاں کہاں سے میرے لیے لقب ڈھونڈتے ہیں مجھے وہ کتاب دیں آج ہی جلا کر قصہ تمام کر دیتا ہوں۔ ازحف خاصی چڑا تھا۔

"اب تمہارے کارنامے ہی ایسے ہوتے ہیں۔"

"خیر جو بھی ہو اب آپ مجھے میرے نام سے بلائیں گے بات ختم شد اور ہاں وہ جو آپ نے مجھے شاہی لقب دے رکھا ہے مہربانی کر اب وہ آپ بالکل نہیں کہیں گے۔"

"بھئی خیر سے اب میں شوہر جیسے رتبہ پر فائز ہونے والا ہوں میرے عزت کی جائے وہ بھی پوری شان سے ازحف نے مسخرے پن کی حد تمام کرتے ہوئے کہا۔

"شوہر! تم شوہر تو کیا دس بچوں کے باپ کے عہدے پر فائز کیوں نا ہو جاؤ پھر بھی تم گدھے ہی رہو گے اس لیے اس لوب سے پیچھا چھڑوانا تمہارے لیے ناممکن ہے۔"

داؤد نے واضح انکار کیا تھا۔

بڑی امی یہ انتہا درجے کی ناانصافی ہے میرے ساتھ۔ آپ کبھی بھی بھائی کو کچھ نہیں کہتی ہیں۔ مگر ان کے لبوں کے کنارے دبی مسکراہٹ پر وہ منہ بناتا کمرے سے نکل گیا۔

''اب میں قطعی آپ لوگوں سے ہمکلام نہیں ہوں گا چاہے منتیں ہی کیوں نہ کرلی جائیں میری۔

باآوازبلنداُس نے صدالگائی تھی۔''

داؤد سلمان کیوں تنگ کرتے ہواُسے۔دیکھاناراض ہوگیاناوہ ابیہا سختی سے گویا ہوئی۔

''جیسے تم تواُسے جانتی نہیں ہوابھی چند لمحے نہیں گزریں کے نواب کی آمد ہوجانی ہے۔'' داؤد کے فقرے لبوں میں ہی تھے جب آہٹ ہوئی اور سامنے ازحف کا چہرادیکھائی دیا۔

لو کہا تھاناانہوں نے نگاہوں سے اشارہ کرتے کہا۔

''میری یاداشت کہتی ہے کہ وہ تم ہی تھے غالباًجو کبھی ہم سے گفتگو نہیں کرنے والے تھے پھر۔''

''خیر خمیازہ بھگتناپڑتا مجھے۔'' ازحف کہتاہوافاطمہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

''آپ کی یہ بات ہمارے ناقص عقل سمجھ نہیں پائی زرا صاف گوئی سے کہیں گے آپ۔'' ابیہا نے حیران نگاہ سے دیکھا۔

وہ میرے سسرال کی آمد کا علم مجھے پھر کیسے ہوتا۔ہنستے ہوئے اُس نے فاطمہ کے ڈوپٹے کا پلو منہ پر رکھا۔

''کس قدر بے شرم ہو تم ازحف دور ہٹو یہاں سے۔''زرا بڑوں کالحاظ جو باقی بچاہو فاطمہ نے غصے سے گھورا۔

میں نے کہاں کچھ کہاہے فاطمہ کے باہوں میں بازو حائل کرتاہو گویاہوا۔

”تم کبھی نہیں سدھر سکتے آجائیں گے تو اطلاع کر دی جائے گی۔“ ابھی چل کر کچھ کام ہی کر لو داؤد اٹھ کھڑے ہوئے۔

الحمدللہ آپ جیسے بھائی کے ہوتے ہوئے مجھے قطعی کسی دشمن کی ضرورت نہیں ہے۔ جو شدید بدمزہ ہوا تھا۔ ان کے بات پر۔

”تقریباً شام سے سات بجے ابصار صاحب گھر والوں سے ساتھ برہان ہاؤس پہنچے تھے۔ ان کے استقبال کے لیے سب وہاں تھے۔ سلام ودعا کے بعد سب اندر تشریف لے آئے۔ “

مسفرا قدرے پیچھے تھی ازحف نے مسکرا کر اُس کے جانب دیکھا۔

” ہلکے سنہری رنگ کے لباس میں زیب تن، ریشمی بالوں کی آبشار کو سمبھالتی وہ ازحف کے ضبط کا امتحان لینے کے درپر تھی۔“ دونوں کے نگاہیں دوچار ہوئیں مسفرا کی روپوشی کہا ممکن تھی۔ نگاہوں سے پھوٹے محبت کے پیمانے اعزاز بخش گئے تھے۔

”لانج میں بڑی گرم جوشی سے تبادلہ گفتگو جاری تھی۔ تکلفی کی رمق بھی اب باقی نہیں رہی تھی۔ “

ابیہا آپی!“ کیا امید ہے آپ کے باورچی خانے میں مجھے سرخ مرچیں درامد ہو جائیں گے اگر ممکن ہو تو کیا دینے کا تکلف آپ کریں گی۔“ بہت دھیرے سے عزوہ نے اسے مخاطب کیا تھا۔

"سرخ مرچ! مگر کیوں جواب ایہا کے بجائے داؤد کے جانب سے آیا تھا وہ بھی خاصی حیران ہوئے تھے۔"

داؤد کے فقروں پر ازحف اور مسفرا بھی متوجہ ہوئے تھے۔ یہ سب بڑوں سے قدرے الگ مگر نزدیک بیٹھے تھے۔

"اب سنا ہے کہ نظر اتارے کا عمل ان سے بھی کیا جاتا ہے مسفرا آپی مجھے بہت عزیز ہیں۔" عزوہ کے لہجے میں شرارت کی رموق تھی۔

چند لمحے لگے تھے ان سب کو بات سمجھنے میں۔ ازحف نے بے اختیار چہرا جھکایا تھا اور ایہا اور داؤد ہنس پڑے۔

عزوہ! مسفرا نے ٹوکا تھا مگر وہاں پرواکیسے تھے۔

بڑوں کے درمیان شادی کی تاریخ کو لے کر گفتگو چل اٹھی تو

یہ سب بھی وہاں متوجہ ہو گئے۔

اگر مناسب خیال رہے تو اگلے ماہ کی اٹھارہ تاریخ رکھ لی جائے عادل نے مشورہ دیا تھا۔

بہت بہتر ہے! ابصار صاحب بھی رضامند ہوئے تھے۔

ٹھیک ہے اٹھارہ تاریخ کو نکاح کے ساتھ رخصتی رکھ لیتے ہیں۔داؤداور ازحف کی۔ برہان صاحب کی بات پر سب متفق ہوئے تھے۔

تمام مشاورات بہتر اسلوبی سے طے پاگئے تھے۔شگفتہ بیگم نے محبت سے ابیہااور مسفرا کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

دونوں خانداوں کی پہلی شادی تھی سب ہی بہت پر جوش تھے۔

کھانے کا وقت ہوا تھا فاطمہ نے اطلاع دی تھی اور سب ڈائینگ ہال کی جانب بڑھ گئے۔

""مسفرا کھانے میں تکلف نہ کرو بیٹا۔"" فاطمہ نے محبت سے اُس کے پلیٹ میں بڑیانی نکالی۔

شکریہ آنٹی مگر یہ بہت ہے۔

فاطمہ !عزوہ کو یہ پیش کرو شگفتہ بیگم نے فرائڈ رائس کا باول ان کے جانب بڑھایا۔

""نہیں آنٹی میری لیے یہ سوپ ہی کافی ہے آپ پریشان نہ ہوں۔""اس نے سہولت سے انکار کیا۔

مگر کیوں بیٹا کھانا پسند نہیں آیا کیا شگفتہ بیگم کو فکر مندی ہوئی۔

ارے نہیں آنٹی بس دراصل میرے طبعیت بہتر نہیں۔ڈاکٹرز نے مجھے اس قسم سے کھانوں سے منع کیا ہے۔عزہ نے مفصل جواب دیا تھا۔

کھانے سے فرغت کے بعد چائے کا دور چلا اور گفتگو کا سلسلہ جہاں سے ٹوٹا تھا وہیں سے بحال ہوا تھا۔

"فاطمہ آنٹی گھر بہت خوبصورت ہے اگر آپ کی اجازت ہو کیا میں دیکھ سکتی ہوں۔ "

"بالکل ! آپ کو اجازت طلب کی کوئی ضرورت نہیں۔" وہ مسکرا کر گویا ہوئی ساتھ ازحف کو پکارا۔

ازحف ! مسفرا اور عزہ کو لے جاؤ فاطمہ کے حکم وہ اٹھ کھڑا ہوا تو دونوں ساتھ چل دیں۔

"عزوہ کی جانب سے دل کچھ پریشان سا ہو رہا ہے عائشہ وہ ٹھیک تو ہے جس دن ہم رسم کے آئے تھے آپ تب بھی کہہ رہی تھی وہ بیمار ہے۔ فاطمہ کے لہجے میں حقیقتاً پریشانی تھی۔ "

بے ساختہ عائشہ نے ابصار صاحب کی جانب نگاہ کی۔

کیا بات ہے آپ لوگ پریشان معلوم ہوتے ہیں عادل گویا ہوئے۔

گہرے سانس لیتے ابصار صاحب نے خود کو پرسکون کیا تھا۔ مانو فقروں کو ترتیب دینے کی کوشش کر رہے ہوں۔

"دراصل آیت کو دل کی بیماری ہے۔" ابصار صاحب کی بات پر تمام لوگ سن سے ہو گئے تھے۔

"کیسی بیماری انکل؟" داؤد نے سمبھال کر پوچھا تھا۔

"وہ مانو یقین و گماں کی دہلیز پر تھے۔ عزوہ کا وجود انہیں ماننے نہیں دے رہا تھا۔" اُس کے چہرے کی رونق سے کب اندازہ ہوا تھا۔

"عزوہ کا دل مکمل طور پر صحتیاب نہیں ہے۔ ہارٹ وینز ڈیمجڈ ہیں۔" ڈاکٹر تو کہتے ہیں یہ اللہ پاک کی مہربانی ہے کے وہ اب تک زندہ ہے ورنہ ..."

ابصار صاحب کی باتوں پر وہاں موجود لوگوں کے جسم میں کپکپی دوڑ گئی تھی۔ ابیہا نے ہاتھ میں تھامے چائے پر گرفت مضبوط کی۔ بلکہ وہاں سب ہی نقوش کے دل ہولے تھے اور حیرت سے عائشہ اور ابصار صاحب کو دیکھ رہے تھے۔

"یا اللہ اِس بچی کی ابھی عمر ہی کیا ہے شگفتہ بیگم پر ملال لہجے میں گویا ہوئی۔"

"کوئی ٹرٹمنٹ تو ہو گا نا ابصار صاحب؟" آجکل تو سائنس اتنی ایڈوانس ہو گئی ہے عادل نے پوچھا --

"دو سال پہلے ہمیں پتہ چلا تھا تب سے تو علاج سے ہی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ٹھیک ہو جائی مگر عزہ کی بگڑتی حالت کو دیکھ کر کارڈیولاجسٹ کا کہنا ہے دوائیں صرف وقتی ہیں۔۔ جتنی جلدی ہو سکے اس کے سرجری کروانا ہو گی۔ مگر قسمت تو نا جانے کیا منظور ہے۔ "

"عزہ کو ہارٹ ڈزیز کے ساتھ ایتھیما بھی ہے۔ دل کی رفتار تھمی ہے تو سانس سینے میں تھم جاتی ہے۔ ایسی حالت میں سرجری ناممکن سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ہر ممکن کوشش کر لی ہے۔ اپنے بچوں کے زندگی سے بڑھ کر دولت نہیں مگر ٹھیک کہتے ہیں لوگ پیسے آپ کو زندگی نہیں دے سکتا۔" ابصار صاحب کے لہجے میں دکھ بول رہا تھا۔

"عزوہ ہر لمحے اپنی زندگی کے لیے لڑ رہی ہے۔ اس بات کا علم نہیں کہ ہر آنے والی سانس کے بعد دوسری آیے گی بھی یا نہیں۔ لمحوں میں اُس کے حالت بدل جاتی ہے۔ جب وہ اپنے ڈوبتی اکھڑتی سانسوں کے درمیان پکارتی ہے تو میری روح تک زخمی ہو جاتی ہے۔" عائشہ اذیت سے کہہ رہی تھی۔

آپ فکر مند نا ہوں عائشہ۔ عزوہ جلد صحتیاب ہو گی۔ فاطمہ نے انہیں تسلی دی۔ اور وہاں موجود افراد کے پاس سوائے حوصلے اور تسلی کے کچھ بھی نہ تھا۔

===

ماشاءاللہ ازحف بھائی آپ کا تو گھر بہت خوبصورت ہے دیوار کے سامنے کھڑی وہ توجہ سے اُس پر لگی نقاشی کو دیکھتی عزہ گویا ہوئی تھی۔

بہت شکریہ! مگر لگتا ہے کوئی ہے جیسے پسند نہیں آیا؟

''آپ کو ایسا گمان کیوں ہوا۔'' وہ سفید ماربل پر نگاہیں جمائے کھڑے تھی از حف کے فقرے اُس کے سماعت نے سنے تو متبسم سے گویا ہوئی۔

''آپ کی نگاہیں لمحے کے لیے بھی نہیں اٹھیں۔ پھر بندہ بشر ہوں گمان تو آئی جاتے ہیں۔'' سیاہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا گیا۔

''اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے گھر بہت خوبصورت ہے۔ ''

''اور گھر کا مکین ؟'' دھیمے انداز میں پوچھے جانے والے سوال نے مسفرا کے لبوں پر مسکراہٹ کو گہرا کیا تھا۔

وہ رخ موڑ کر عزہ کی جانب متوجہ ہو گئی جو ایکیوریم میں موجود مچلیوں کے ساتھ مصروف تھی۔

نیچے سب منتظر ہوں گے عزہ چلیں ؟

جی ! مسفرا کی پکار پر وہ سر ہلا گئی۔

ایسا آپی ! آپ کے کمرے باہر موجود مچھلی گھر بہت خوبصورت ہے۔

عزہ کے پکار پر سب کی نگاہ اُس کی جانب اٹھیں تھی۔'' یہ گماں کہاں ہوتا تھا اسے دیکھ کر کہ وہ بیمار ہے وہ بھی بے انتہا۔ ''

تشکر ! مگر یہ شوق داؤد کا ہے۔ اسے ہی منفرد مچلیاں رکھنے کا شوق ہے۔

اور دیکھ بھال کا بھی۔ داؤد نے ایبہا کے فقروں کو مکمل کیا تھا۔

ہاں بالکل! ورنہ مجھے بس دیکھنے تک کا شوق ہے ایبہا ان کے بات پر ہنس دی۔

"بہتریں! ویسے آپ کو تاجر نہیں ہونا چاہتے تھا۔" وہ اب مکمل داؤد کی جانب متوجہ تھی۔

"کیوں؟" اُس کی بات پر وہ خاصے متجعب ہوئے تھے۔

"یہ پیشہ آپ کی شخصیت سے مطابقت نہیں رکھتا یہ میرا خیال ہے آپ کو اختلاف کا حق ہے۔"

"آپ کی شخصیت میں حساسیت کے رموق بہت واضح ہے آپ کو مصنف یا مصور ہونا چاہئے تھا۔"

"ویسے درست کہا تم نے عزہ، داؤد کو شاعری سے بھی شغف حاصل ہے۔"

چلیں آپ کی شخصیت کے باب یہاں کھل کر سامنے آتے ہوں گے۔

"بہت خوب انسانوں کو پڑنے کا علم باخوبی جانتی ہو۔" برہان صاحب نے ستائش سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"دل نے کام کرنے میں سستی دیکھا رکھی ہے تو سوچا ذہن کی رفتار میں تیزی لائی جائے۔"

وہ سنجیدہ فقروں کو بذلہ سنجی میں کہہ گئی تھی۔اور بہت دھیرے سے اُس نے اپنا رخ از حف کے جانب موڑ کر ماحول کو کسی بھی بوجھل پن کے دائرے سے نکال دیا تھا۔"

===

انہی باتوں میں وقت کا پتہ ہی نہیں چلا جب کافی دیر ہو گئی تو ابصار صاحب نے جانے کی اجازت چاہی۔

ان شاءاللہ برہان صاحب جلد ہی ملاقات ہو گی۔

ان شاءاللہ ضرور ابصار صاحب۔

بھائی میرے چلی گئی مسفرا آجاؤ اندر..داؤد نے جب اُسے پارکینگ کے پاس ہی کھڑے دیکھا تو بولے۔

ہاں ہاں جانتا ہوں میں بس یوں ہی کھڑا تھا۔موسم اچھا ہے نا اس لیے۔۔اور کیا آپ بس مجھ پر ہی نظر رکھتے ہیں ازحف نے اپنی شرمندگی کو چھپاتے کہا۔

خوب جانتا ہوں کون سا موسم اچھا ہے۔داؤد مسکراتے ہوئے کہتے اس کے سر پر ہاتھ مارتے اندر بڑھ گئے۔۔۔

افف مسفرا آپ نے بھی نا جانے کیا جادو کر دیا ہے مجھ پر ازحف دل ہی دل میں اس مخاطب ہوتا ہوا تھا۔

"یہ عشق محبت تو ٹھیک ہے مگر تم تو جان بن رہی جاناں"

وہ لبوں پر مسکراہٹ لاتا ہوا بڑبڑایا اور سیٹی پر شوخ سی دھن بجایا اندر چلا گیا۔

====

"کیا بات ہے ابی بہت خاموش ہو؟" داؤد کے کمرے کی بالکنی میں کھڑے وہ دونوں چائے نوش فرما رہے تھے۔

ابیہا غائب دماغی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ نگائیں دور افق پر موجود ادھے چاند پر ٹکی تھیں۔ شاید ذہن کی کیفیت اس قابل نہ تھی کہ وہ توجہ دیتی۔ ناجانے ذہن کے پردوں پر کون سی الجھن نے بسیرا کر رکھا تھا۔ داؤد کی پکار پر وہ چونک اٹھی۔

میں عزہ کے بارے میں سوچ رہی ہوں داؤد۔ ابیہا چائے کے مگ پر نگاہ جماتے اُس کے کنارے پر انگلی پھیرنے لگی۔

"اسے دیکھ کر کوئی خیال کر سکتا ہے اس معصوم لڑکی کے وجود میں کس قدر خوف نے سرایت کر رکھی ہے۔" مانو عزہ کا دکھ ابیہا کو اپنے اندر سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔

"ہنسی کے پردے میں درد کی کرچیاں وہ کس کمال سے چھپا جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے دکھ کم عمری کی کل کائنات کو سمیٹ لیتے ہیں کہ ہم جینے کا لطف ہی کھو بیٹھتے ہیں اور وہ لڑکی تو موت کے

ذہلیز پر مسکرا کر کھڑی ہے۔اور وہ تو دوسروں کو اپنے جانب ترحم بھری نگاہ اٹھانے کا بھی موقع فراہم نہیں کرتی۔"

سوچو داؤد جب اُس کا دل دھڑکنے سے انکار کرتا ہو گا۔سانس سینے میں ہی اٹک جاتی ہو گی تو وہ کس اذیت سے دوچار ہوتی ہو گی۔حقیقتاً ابیہا کے لہجے میں افسردگی تھی۔"

"مجھے علم ہے ابی ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ہر لمحے زندگی کے لیے لڑنا آسان نہیں۔پھر والدین کا اپنی اولاد کے لیے یہ سب برداشت کرنا کیا آسان عمل ہے۔"

"مگر ہم سب اللہ کے حکم کے آگے بے بس ہیں۔ہر انسان آزمائش سے گزرا جاتا ہے ابیہا۔اللہ کبھی خوشیاں سے نواز کر آزماتا ہے تو کبھی غم دے کر یہ انسان کا کام ہے کہ وہ تحمل سے اللہ کے فیصلے میں راضی ہو جائے۔"

اور تم دیکھنا ان شاءاللہ! عزہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔عزہ کی حالت نے داؤد کے دل کو بھی گداز کیا تھا۔انہوں نے نرمی سے ابیہا کی نگاہوں سے بہتے آنسوؤں کو اپنے پورے پر چنا۔

"ان خوبصورت جھیل سی نگاہوں پر اتنا ظلم مجھے گوارہ نہیں۔" "کچھ اپنا نہیں تو ہمارے وجود پر رحم کے درخواست ہے آپ سے۔" ابیہا کے منتشر ذہن پر انہوں نے پھر ابٹھانے کی کوشش کی تھی۔

میری بس میں اگر ہوتا ہٹا کر چاند تاروں کو

میں نیلے آسماں بس تیری آنکھیں بنا دیتا

تم بہت بد تمیز ہو داؤد سلمان اُس کے لبوں پر تبسم آن ٹھہرا تھا۔ ''محبت کو ہر لمحہ اظہار کی ضرورت ہوئی ہے۔'' کئی تمنائیں ان کے دل میں انگرائی لے کر بیدا ہوئیں تھی۔

داؤد سلمان! ان کے لہجے میں چھپے کئی مطلب اُسے اپنی منہ پھیر لینے پر مجبور کر گئے تھے۔

''تم بہت برے ہو! میں جا رہی ہوں سونے۔'' ایک ہی گھونٹ میں وہ ٹھنڈی چائے کو ختم کرتے گویا ہوئی۔

''ٹھیک ہے جاؤ! مگر یہ بات ذہن نشین کر لو یہ دوریوں کے عذاب میری قسمت میں بس کچھ وقت کے لیے ٹھہرے ہیں۔ پھر یہ فرار کی راہیں تم اپنا تو نہ پاؤ گی۔ بس ایک بار اختتارات کے مل جانے کے دیر ہے پھر دیکھنا سبقتوں کی زمہ داری اٹھا لوں گا۔''

داؤد کے مشتاق جملے ایہا کے وجود کو کسی اور دیس لے جاتے تھے۔ کئی پہرے درمیان میں آن پڑتے تھے۔

''ایہا کا دل بے قابو ہی تو ہو جاتا تھا۔ اس نے سرعت سے چہرا جھکا کر قدم بڑھا دیے۔ اُس کی ہمت بھی یہی تک تھی۔

داؤد کا قہقہہ اُسے اپنے پیچھے سنائی دیا تو مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

یہ محبتیں، یہ عنایتیں، یہ مسرتیں تیرے نام ہیں

میرے ہم قدم، میرے ہم نشیں یہ رفاقتیں تیرے نام ہیں

کبھی گمشدہ، کبھی روبرو، کبھی آئینہ، کبھی عکس تو

میرے ہم نوا، میری خواہشیں، میری محبتیں، تیرے نام ہیں

کبھی یہ ہنسی، کبھی یہ نمی، کبھی رنجشیں، کبھی قربتیں

میری زندگی کی حسیں سبھی، یہ عبارتیں تیرے نام ہیں

وہ بھی پرسکون سے کمرے کی جانب چلے آئے لبو میں گنگناہٹ تھی وہ ابیہا کے سنگ خوبصورت دنوں کی یاد لیے نیند کی وادیوں کھو گئے تھی۔

"کیا بات ہے ابیہا بہت خاموش ہو؟" داؤد کے کمرے کی بالکنی میں کھڑے وہ دونوں چائے نوش فرما رہے تھے۔

ایہا غائب دماغی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ نگاہیں دور افق پر موجود ادھے چاند پر ٹکی تھیں۔

شاید ذہن کی کیفیت اس قابل نہ تھی کہ وہ توجہ دیتی۔ ناجانے ذہن کے پردوں پر کون سی الجھن نے بسیرا کر رکھا تھا۔ داؤد کی پکار پر وہ چونک اٹھی۔

میں عزوہ کے بارے میں سوچ رہی ہوں داؤد۔ ایہا چائے کے مگ پر نگاہ جماتے اُس کے کنارے پر انگلی پھیرنے لگی۔

"اسے دیکھ کر کوئی خیال کر سکتا ہے اس معصوم لڑکی کے وجود میں کس قدر خوف نے سرایت کر رکھی ہے۔" مانو عزوہ کا دکھ ایہا کو اپنے اندر سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔

"ہنسی کے پردے میں درد کی کرچیاں وہ کس کمال سے چھپا جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے چھوٹی کم عمری کی کل کائنات کو سمیٹ لیتے ہیں کہ ہم جینے کا لطف ہی کھو بیٹھتے ہیں اور وہ لڑکی تو موت کے دہلیز پر مسکرا کر کھڑی ہے۔ اور وہ تو دوسروں کو اپنے جانب ترحم بھری نگاہ اٹھانے کا بھی موقع فراہم نہیں کرتی۔"

سوچو داؤد جب اُس کا دل دھڑکنے سے انکار کرتا ہو گا۔ سانس سینے میں ہی اٹک جاتی ہو گی تو وہ کس اذیت سے دوچار ہوتی ہو گی۔ حقیقتاً ایہا کے لہجے میں افسردگی تھی۔"

"مجھے علم ہے ابی ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہر لمحے زندگی کے لیے لڑنا آسان نہیں۔ پھر والدین کا اپنی اولاد کے لیے یہ سب برداشت کرنا کیا آسان عمل ہے۔"

''مگر ہم سب اللہ کے حکم کے آگے بے بس ہیں۔ ہر انسان آزمائش سے گزرا جاتا ہے ابیہا۔ اللہ کبھی خوشیاں سے نواز کر آزماتا ہے تو کبھی غم دے کر یہ انسان کا کام ہے کہ وہ تحمل سے اللہ کے فیصلے میں راضی ہو جائے۔''

اور تم دیکھنا ان شاءاللہ! عزوہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کی حالت نے داؤد کے دل کو بھی گداز کیا تھا۔ انہوں نے نرمی سے ابیہا کی نگاہوں سے بہتے آنسوؤں کو اپنے پورے پر چنا۔

''ان خوبصورت جھیل سی نگاہوں پر اتنا ظلم مجھے گوارہ نہیں۔'' ''کچھ اپنا نہیں تو ہمارے وجود پر رحم کے درخواست ہے آپ سے۔'' ابیہا کے منتشر ذہن پر انہوں نے پہرا بٹھانے کی کوشش کی تھی۔

''میرے بس میں اگر ہوتا ہٹا کر چاند تاروں کو

''میں نیلے آسماں بس تیری آنکھیں بنا دیتا

تم بہت بد تمیز ہو داؤد سلمان اُس کے لبوں پر تبسم آن ٹھہرا تھا۔''محبت کو ہر لمحہ اظہار کی ضرورت ہوئی ہے۔'' کئی تمنائیں ان کے دل میں انگرائی لے کر بیدا ہوئیں تھی۔

داؤد سلمان! ان کے لہجے میں چھپے کئی مطلب اُسے اپنی منہ پھیر لینے پر مجبور کر گئے تھے۔

''تم بہت برے ہو! میں جا رہی ہوں سونے۔'' ایک ہی گھونٹ میں وہ ٹھنڈی چائے کو ختم کرتے گویا ہوئی۔

''ٹھیک ہے جاؤ! مگر یہ بات ذہن نشین کر لو یہ دوریوں کے عذاب میری قسمت میں بس کچھ وقت کے لیے ٹھہرے ہیں۔ پھر یہ فرار کی راہیں تم اپنا تو نہ پاؤ گی۔ بس ایک بار اختتارات کے مل جانے کے دیر ہے پھر دیکھنا سبقتوں کی زمہ داری اٹھا لوں گا۔ ''

داؤد کے مشتاق جملے ایہا کے وجود کو کسی اور دیس لے جاتے تھے۔ کئی پہرے درمیان میں آن پڑتے تھے۔

''ایہا کا دل بے قابو ہی تو ہو جاتا تھا۔ اس نے سرعت سے چہرا جھکا کر قدم بڑھا دیے۔ اُس کی ہمت بھی یہی تک تھی۔

داؤد کا قہقہہ اُسے اپنے پیچھے سنائی دیا تو مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

یہ محبتیں، یہ عنایتیں، یہ مسرتیں تیرے نام ہیں

میرے ہم قدم، میرے ہم نشیں یہ رفاقتیں تیرے نام ہیں

کبھی گمشدہ، کبھی روبرو، کبھی آئینہ، کبھی عکس تو

میرے ہم نوا، میری خواہشیں، میری محبتیں، تیرے نام ہیں

کبھی یہ ہنسی، کبھی یہ نمی، کبھی رنجشیں، کبھی قربتیں

میری زندگی کی حسیں سبھی، یہ عبارتیں تیرے نام ہیں

وہ بھی پرسکون سے کمرے کی جانب چلے آئے لبو میں گنگناہٹ تھی وہ ایہا کے سنگ خوبصورت دنوں کی یاد لیے نیند کی وادیوں کھو گئے تھی۔

======

مسفرا اگر مصروف نہیں کو تو بیٹا اس پر نظر ثانی کرلو۔کچھ بدلوانا ہو یا ایسی میں ہی تبدیل کرنا ہو تو وقت رہتے ہو جائے گا۔

عائشہ دو سونے کے سیٹ کے ڈبے لیے مسفرا کے کمرے میں داخل ہوئی تھی وہ جو آرام دہ حالت میں بیٹھی کتاب کا مطالعہ کررہی تھی اٹھ بیٹھی۔

"یہ دنوں بہت خوبصورت ہیں ان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں امی۔" مسفرا نے ایک نازک سے ہار کو ہاتھوں میں تھا جس پر گہرے سبز دو نگ جڑے تھے۔

"دیکھیں مجھ پر بھی جچ رہا ہے۔ہار کو گولے میں لگا کر عائشہ کو دیکھایا۔ "

ماشاءاللہ! بالکل یہ بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔اللہ پاک یہ سب پہنا نصیب کرے آمین۔ عائشہ نے محبت آمیز لہجے میں کہا تو مسفرا کی آنکھیں نم ہونے لگی۔

"یہ کمرے میں کس موسم کی برسات ہو رہی ہے۔ عزہ کی نگاہ مسفرا کی سرخ ہوتی ناک پر پڑی تھی۔ "

"اپیا! آپ کے نگاہوں سے پھوٹی خوشیاں ہمیں سکون اور راحت دیتی ہیں یوں رو یا نہ کریں آپ۔" اور پھر آپ جانتی ہیں شادی کے ایک سوا ایک فوائد میں سے دوسرے نمبر پر آنے والا فائدہ یہ ہے کہ دلہنوں کو اتنے خوبصورت زیورات زیب تن کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔" شرارت بھرے انداز میں کہا تو مسفرا کے لبوں پر بھی تبسم آن ٹھہرا تھا۔ بہت بری ہو تم! اس نے مصنوعی غصے سے کہا تھا۔

بیگم صاحبہ! باہر کوئی آیا ہے ان کا کہنا ہے داؤد سلمان صاحب نے بھیجا ہے۔ ملازم کی اطلاع پر عائشہ باہر چلی گئیں۔

"السلام علیکم! اس وقت آپ کو پریشان کرنے کے لیے معذرت چاہتا ہو دراصل داؤد سر نے یہ تحفے بھجوائے ہیں۔ وہ خود آنے والے تھے مگر آخری وقت ضروری کام کی وجہ سے مجھے بھیج دیا۔" وہ ٹیبل کے جانب اشارہ کرتے وہ گویا ہوا تھا۔

پھر اجازت لے کر چلا گیا۔

کیا بات ہے امی سب خیریت ہے؟ مسفرا کے سوال پر عائشہ اس کے جانب متوجہ ہوئی۔

"بیٹاداؤد نے تحفے بھیجے ہیں تم دونوں کے لیے۔مجھے بتایا تھامیں آگاہ کرنا بھول گئی۔"

"میرے لیے بھئی؟" عزہ نے تعجب سے پوچھا تھا۔

ہم! عائشہ کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ میز کے جانب بڑھی۔ جس کے ایک جانب باکس رکھا تھا اُس نے احتیات سے اُس پر لگے کاغذ کے ریپر پر لگی چٹ کھولی۔

"آپیا! یہ آپ کے لیے!" سنہری حرفوں میں مسفرا کا نام جگمگا رہا تھا۔

"کھولو کیا ہے اس میں؟" مسفرا کے کہنے پر اس نے احتناط سے ڈبہ کھولا تو چند کتابیں سامنے آئیں۔

"جب کے دوسرا پر مخمل کا جامنی رنگ کا کپڑا تھا۔جس میں نیچے چھوٹا سا مچلی گھر تھا۔نارنجی رنگ کی خوبصورت سے مچھلیاں اُس میں تیرتی دکھائی دے رہی تھی۔"

"بہت عمدہ" !عزہ نے ستائشی انداز میں کہا۔

بالکل یہ کتابی بھی ہی عمدہ ہیں اس بات میں کوئی دورا ہے نہیں کہ داؤد بھائی کا زوق واقع لاجواب ہے۔مسفرا نے کتابوں پر نظر ثانی کرتے سراہا تھا۔

امی! میں داؤد بھائی کو فون کر لو۔بلاوجہ انہوں نے زحمت کی ہے۔انہیں شکریہ ادا کر دو گی۔عزہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"فون کو کان سے لگائے وہ مضطرب سی ٹہل رہی تھی غالباً دوسری جانب سے سلسلہ قائم نہیں کیا جا رہا تھا۔" چہرے پر واضح الجھن تھی۔

"کیا ہوا!" مسفرا کے سوال پر وہ چند لمحے ٹھہر گئی۔ داؤد بھائی سے رابطے کی کوشش کر رہی ہوں مگر ہو نہیں پا رہی۔

"ہو سکتا ہے وہ مصروف ہوں تم بعد میں کر لینا۔"

"ہم شاید! چلیں ایک بار اور کوشش کر لیتی ہوں۔" مسفرا کا بھی موبائل بجنے لگا تو وہ بالکنی میں چلی آئی۔

"السلام علیکم!" ازحف کی آواز اُس کے اعصاب پر خوشگوار اثر ڈالتی تھی۔

"وعلیکم السلام! جی تو محترمہ کیا پسند آیا آپ کو ہمارا انتخاب؟"

ازحف کے استفسار پر وہ قدرے حیران ہوئی تھی۔

"کون سا انتخاب؟"

"ارے کتابیں نہیں دیکھیں کیا آپ نے؟" وہ متعجب ہوا۔

"مگر وہ تو داؤد بھائی نے بھیجی ہیں۔"

"اب بندہ اتنا بھی بدذوق نہیں ویسے۔"

"بالکل! آپ بہت باذوق واقع ہوئے ہیں۔" وہ ہنس پڑی تھی۔

"خیر یہ قدرے ناانصافی ہوئی ہے میری ساتھ۔"

"اچھا جی کیسی۔" وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔

"جب میں نے آپ کو تحفہ دینا چاہا تو آپ کی جانب سے انکار ملا مگر داؤد بھائی سے تو آپ نے وصول کر لیا۔" ازحف نے شکایتی انداز میں کہا۔

داؤد بھائی کی جانب سے ایک بہن کو تحفہ دیا گیا ہے۔ اگر آپ بھی اس...

"لاحول ولہ! اللہ کو مانیں آپ محترمہ"..بے ساختی وہ بول گیا۔

"نہیں دیتا کوئی بھی تحفہ بھئی۔ جب تک آپ میرے نکاح میں نہیں آجاتی بس۔"! مسفرا اس کی بات پر مسکرا گئی۔

سلسلہ منقطع کر کے جب وہ واپس کمرے میں لوٹی تو عزوہ کو وہی پایا تھا۔

کیا ہوا بات نہیں ہوئی داؤد بھائی سے۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"چلو وہ اب خود سے کر لیں ہے۔ مجھے اندازہ ہے تمہارا نمبر سرفہرت ہو گیا ہو گا۔" مسفرا کی بات پر وہ ہنس دی۔

افف عزہ کیا سوچیں گے وہ اتنا فون کون کرتا ہے بھئی۔ اُس نے خود کو ڈپٹا۔

میٹنگ کے دوران مسلسل بجتے فون نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ غیر شناسا نمبر پر فلحال وہ توجہ نہیں دے سکتے تھے۔ اس لیے سائیلنڈ کر دیا۔ مگر توجہ منتشر ہو رہی تھی۔

"السلام علیکم!" محتاط انداز میں کہا گیا تھا۔

وعلیکم السلام! کیا آپ جانتے ہیں۔ میں بہت دیر سے رابطہ کر رہی ہوں؟" دوسری جانب سے قدرے خائف سی آواز ابھری تھی وہ متعجب رہ گئے تھے اس اندازِ تخاطب پر۔

"معافی چاہتا ہوں مگر میں آپ کو پہچانا نہیں۔" آواز بھی غیر شناسا تھی۔

سحر انگیز سی آواز تھی جو عزوہ کے کان میں گونجی تھی۔ فون پر کسی کو شاید اتنا شائستہ کہتے نہیں سنا تھا اس نے۔ چند لمحے وہ اسی سحر میں کھوئی رہی تھی۔

"ہیلو! اگر آپ اپنی پہچان سے آگاہ کر دیں تو بہت بہتر ہو گا۔"

داؤد کے فقرے اُسے حال میں کھینچ لانے کا سبب بنے تھے۔

"اوہ معذرت... مجھے پہلے آگاہ کرنا چاہیئے تھا۔ میں عزوہ بات کر رہی ہوں۔" وہ سمبھل گئی تھی، اُسے سمبھلنا پڑا تھا۔

نام سن کر وہ مسکرا دیے۔ دراصل میں مصروف تھا۔ سابقہ بات کا جواب دیا تھا۔

’’معافی چاہتی ہوں آپ کو پریشان کرنا میرا مقصد نہیں تھا۔‘‘ بس آپ نے جو تحفے بھجوائے ہیں اُس کے لیے تشکر کہنا تھا وہ بہت خوبصورت ہیں۔ مگر آپ کو تکلف کی ضرورت نہیں تھی۔

’’تکلف کیسا عزوہ! مسفرا کی طرح تم بھی ہمارے گھر کا حصہ ہو شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہیں پسند آیا میرے لیے اتنا کافی ہے۔

’’یہ انداز گفتگو نا جانے کیوں اُس کے وجود میں سنسناہٹ طاری کر رہی تھی۔ ‘‘

بہت شکریہ! اہمیت کا تاج سر پر رکھنے کے لیے۔

’’مگر تشکر سکون فراہم کرتا ہے۔ مدد کرنے والے اور تحفہ عنایت کروالے کا شکرادا کرنے میں تاخیر نہیں برتنی چاہئے۔ اللہ حافظ۔ ‘‘

نا جانے کون سا احساس تھا جو مزید گفتگو میں حائل ہوا تھا وہ چاہ کر بھی رابطہ جاری نہ رکھ پائی۔

اچانک سلسلہ منقطع ہو جانے پر داؤد کو تعجب تو ہوا تھا مگر انہوں نے زیادہ توجہ نہیں برتی۔

’’دل کی دہلیز پر نا جانے کون سے لمحے ٹھہرنے کو تھے۔ وہ انجان ٹھہری تھی۔‘‘

عزوہ!’’سنہری قلم سے دل کی زمین پر کچھ نئی حکایت بکھرنے کو تھی۔‘‘ مگر مسفرا کی پکارنے لکھنے کے عمل میں وقفہ ڈالا دیا تھا۔

بات ہو گئی! وہ منتظر کھڑی تھی۔

جی ہو گئی ! وہ واپس اپنے جون میں لوٹ آئی تھی۔ مگر سنہری قلم کھل چکا تھا۔ جس سے وہ ان جان تھی۔

=====

''اپیا! آپ باخبر ہیں کہ امی قطعی رضامند نہیں ہوں گی۔ اُس کے باوجود آپ ساتھ نہیں دے رہی۔'' وہ خاصی اشتعال میں تھی۔

''کیوں ضد پر منحصر ہو عزوہ۔'' میں بالکل بھی اس بات کے حق میں نہیں ہو کہ ان کے آفس جایا جائے۔ اور پھر گھر بھی تو کیا جا سکتے ہیں نا۔

'' بالکل مگر آفس جانے میں کیا مضائقہ ہے بھئی۔ انسان کو آسان کام ویسے بھی کا ہل بنا دیتے ہیں۔'' وہ ابھی بھی باضد تھی۔

مگر !... ٹھیک ہے اگر آپ چلنے کو راضی نہیں ہیں تو پھر میں اکیلے ہی روانہ ہو جاتی ہوں۔'' مسفرا کی فقرے مکمل ہونے سے پہلی ہی بول اٹھی۔

''عزوہ کی ضد تھی اُسے داؤد اور راز حف کے آفس جانا ہے۔ وجہ تحفے کی بدلے تحفہ دیا جانے کی تھی۔''

"جب کہ مسفرا کی جانب سے کہنا تھا کہ اس طرح جانا بد تہذیبی میں شمار ہوگا۔" مگر وہ عزوہ تھی اپنے ذہن میں آئی سے پیچھے ہٹ جانے کی عادت کہاں تھی اُس میں۔

"اور آپ کی غیر موجودگی میں مجھے کچھ ہوگیا تو افسوس نا کیجیے گا آپ۔"

عزوہ! مسفرا اُس کے فقروں پر ہول اٹھی تھی۔ قدرے سختی سے ٹوکا۔

"اوہ! تو میں یہ سمجھاں آپ مان گئی ہیں۔" وہ متبسم سے گویا ہوئی۔

"تم سے کبھی کوئی بازی کے پایا ہے۔" مسفرا نے جیسے ہار مان لی تھی۔

"بہترین۔ چلیں آپ تیار ہوں میں ایہا آپی سے بات کرلوں۔ وہ بھی چل لیں گی تو آپ کو بھی سہارا مل جائے گا۔"

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا عزوہ! مسفرا نے بے بسی سے کہا جب وہ فون تھامے مسکرا گئی۔

**

"فاطمہ دن کم رہ گئے ہیں مصروف نہ ہو تو سنار کے چلیں۔"

مصروفیت کیسے بھابھی۔ جب آپ بولیں چلتے ہیں۔ سیب کے کاشت کاٹ کر فاطمہ نے شگفتہ بیگم کی جانب بڑھائی۔

ٹھیک مین عائشہ سے بات کرتی ہوں مسفرا کو ساتھ لے چلیں تو ابیہا اور وہ اپنی پسند کے زیوار لے لیں گی۔

یہ بہتر خیال ہے آپ کا اب بچوں نے پہینا ہے تو ان کے ہی مرضی کی چیڑیں بھی ہوں فاطمہ ہم خیال ہوئی تھی۔

کہاں جانے کا ارادہ ہے آپ لوگوں کا؟ ڈائینگ کے کرسی کھینچتے وہ مخاطب ہوئی تھی۔

ہم ہی نہیں تم نے چلنا ئے سنار کے پاس۔ شگفتہ بیگم نے سیب کا چھوٹا ٹکرا اُس کے منہ مین ڈالا۔

ارے واہ! پھر کب چلنا ہے؟ وہ رضا مند ہوئی۔

آج یا کل چلتے ہیں۔ فاطمہ کی بات جاری تھی جب موبائل بج اٹھا اُس کا۔

ہیلو! گفتگو درمیاں میں تھم گئی۔

السلام علیکم اپیا! کیسی ہیں آپ؟

وعلیکم السلام ! میں ٹھیک ہوں۔

آپی معذرت آپ کو پریشان کر رہی ہو مگر کچھ وقت کے عنایت کی درخواست ہے۔

مطلب! ابیہا نے نا سمجھی سے کہا۔

دراصل ہم آپ کو لینے آرہے ہیں مقدور بھر تیزی سے آپ تیار ہوں جائیں۔

مگر جانا کہاں ہے بھئی! وہ ابھی بھی متعجب تھی۔

آگاہ کردوں گی آپ بے فکر ہو جائیں اغوا کا بالکل ارادہ نہیں آپ کا۔ مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

اب آپ تیار ہو جائیں مسفرا آپیا نے پہلے ہی خاصا وقت ضائع کر دیا ہے۔ آپ کو اب رعایت نہیں مل سکتی۔

مگر! ایبہا کے فقرے ادھورے ہی رہ گئے تھے کہ مقابل سے سلسلہ منقطع کیا جا چکا تھا۔

کیا ہوا کس کا فون تھا؟

عزوہ کا تھا۔ نا جانے کہاں جانے کا کہہ رہے تھی۔ اپنی کہہ کر بات ختم کردی۔ آپ تو جانتی ہیں اُسے یوں ہی اردادہ بنا لیتی ہے جانے کا اور بتاتی نہیں ہے ایبہا مسکرائی۔

آج کل کے بچے بھی نا! چلو تیار ہو جاؤ جا کر شگفتہ بیگم بھی ہنس دیں۔

ویسے بچی بہت پیاری ہے وہ۔ بس اللہ پاک اُسے جلدی سے ٹھیک کر دے۔

جی بھابھی جان میرا خود عزوہ کی جانب سے دھیان نہیں ہٹتا اک الگ سا احساس محسوس ہونے لگا ہے مجھے شگفتہ بیگم کی بات پر فاطمہ نے نم لہجے سے گویا ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کہاں جارہے ہیں کیا اب علم ہو سکتا ہے بھئی؟ گاڑی کا دروزاہ بند کرتے ایہا ان دونوں سے مخاطب تھی۔

آفس! خاصی پرسکون سا جواب آیا تھا۔

آفس مگر کس کے؟ ایہا متعجب سے گویا ہوئی۔ مگر عزوہ کے نگاہوں میں اپنا جواب دیکھائی دے رہا تھا۔

رفیق جی چلیں آپ! ایہا کی جانب مسکراہٹ اچھال کر اُس نے ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

اس طرح اچانک! کیا داؤد اور ازحف کو خبر ہے؟

نہیں! مگر کیا خبر دار کرنا لازم ہے عزوہ نے استفسار کیا۔

میں نے کہاں تھا عزوہ بتا دیتے ہیں مگر تم نہ مانیں مسفرا نے سختی سے کہا۔

ارے نہیں مسفرا میں بس یوں ہی پوچھ رہی تھی کہیں دونوں میٹینگ وغیرہ یا سائڈ پر نہ ہوں۔

ایہا نے تحمل سے جواب دیا۔

میرا بھی ایہا یہ ہی کہنا تھا مگر اس لڑکی نے نا میری بات نا مانے کے قسم کھا رکھی ہے۔

افف! کیوں خفا ہو رہی ہیں اگر نہیں ہوں گے بلوا لیے جائیں گے۔وہ مسکرائی تھی اور اُس کے اس پر سکون انداز پر مسفرا کلس کر رہ گئی۔

اور تمہیں یقین ہے وہ لوگ دوڑے چلیں آئیں گے؟!ایہا کی بات پر اُس کے لبو پر تبسم بھر گیا۔

اب دونوں کے لائف لان لے جا رہی ہوں یہ ناممکن ہے کہ وہ نا آئیں۔

شرارت آمیز فقروں پر ایہا بے ساختہ ہنس پڑی مسفرا کے لبو نے بھی مسکراہٹ کو چھوا تھا۔

چند لمحے بعد ہی گاڑی رکی تو وہ لوگ ایک عمارت کے جانب چل دیے۔

السلام علیکم! جی۔۔ مسٹر اداؤد سلمان آفس میں موجود ہیں ان سے ملاقات کرنی ہے۔

ایہا لاپروائی سے ریسیپشن پر خوبصورت سے لڑکی جس کا نام سمارہ تھا سے مخاطب ہوئی۔

جی وہ تو اپنے کیبن میں ہیں۔ مگر کیا آپ نے ان سے ملاقات کا وقت لے رکھا ہے۔سامنے سے شائشہ لہجے میں جواب کے ساتھ سوال کیا تھا۔ بے ساختہ ایہا کے لبو پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

نہیں! یک لفظیٔ جواب دیتی وہ آگے بڑھی۔

سوری میم! آپ یوں ملاقات نہیں کر سکتی۔اس طرح ملنے کے اجازت نہیں ہے۔سر سخت برہم ہوتے ہیں۔اگر کوئی اس طرح ان سے ملے۔

ایہا کو جاتے دیکھ بے ساختہ سمارہ ان تک آئی تھی مسفرا اور عزوہ متعجب سے یہ نظارہ دیکھ رہی تھی۔

میرا نام! ایہا برہان ہے۔ کیا اب میں جاسکتی ہوں متبسم سی کہتی اُس نے اجازت طلب کی۔

اوہ! آپ معذرت میم! مجھے علم نہیں تھا میں کچھ دن پہلے ہی یہاں اپوائینٹ کی گئی ہوں سمارہ نے شرمندگی سے کہا۔

کوئی بات نہیں میرا ابھی کافی دن سے یہاں آنا نہیں ہوا۔

آؤ چلیں! دونوں کو ساتھ لیے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔

کیا ہمیں اندر آنے کی اجازت ہے سر؟ تھوڑا سا دروازہ وا کیے عزوہ نے اجازت طلب کی۔

لیپ ٹاپ کی اسکرین پر متوجہ انہوں سے نگاہ اٹھائی تھی۔ اور اس بات کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ حیران ہوئے تھے۔

آپ یہاں! وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ اُس کی عزت میں اضافے کے لیے تھا۔

عزوہ ان کے اس انداز پر مسکرائی دی۔

میں اپنے ساتھ اوروں کو بھی لائی ہوں۔ مسفرا اور ایہا کی جانب اشارہ کیا وہ اُس کے پیچھے داخل ہوئے تھے۔

السلام علیکم بھائی! مسفرا نے جھجکتے ہوئے کہا۔

سب خیریت! آپ سب یہاں اگر کسی قسم کا کام تھا تو آپ مجھے فون کر دیتے میں آ جاتا۔

ایسی کوئی بات نہیں بس ملاقات کا شوق ہوا تو چلے آئے کیا ہمارا یہاں آنا قابل اعتراض ہے۔اُس کے چہرے پر معصومیت تھی۔

ارے نہیں! میں تو آپ سب کے آرام کے لیے کہہ رہا تھا۔اور آپ اس قدر معصوم نہیں ہیں محترمہ نزدیک آتے وہ متبسم سے لہجے میں گویا ہوئے۔

عزوہ کو ان کا یہ انداز سابقہ حال میں لے جانے کی فراق میں تھا۔

مجھے بھی راستے میں خبر کی ہے۔

ابیہا کے آواز نے اُسے بیچ میں سے ہی کھینچ لیا تھا۔

اگر آپ ازحف بھائی کو بھی بلا لیں گے کو کسی پر عنایت کے در کھل جائیں گے شریر لہجے میں مسفرا کے جانب دیکھتے گویا ہوئی۔

عزوہ! معذرت بھائی اس کی باتوں کو اہمیت نہ دیجئے گا آپ۔

مسفرا نے اُسے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

آپ لوگ بیٹھیں وہ ہنستے ہوئے ازحف کو کال کرنے لگے۔

ماشاءاللہ یہاں تو بڑی بڑی ہستیاں براجمان ہیں۔ سلام دعا کے بعد ازحف گویا ہوا۔

انسان کی زندگی میں کچھ لمحے بہت خوبصورت ہوتے ہیں جو انہیں ساری زندگی یاد رہتے ہیں۔ اور ان لمحات کو انسان کو جمع کرتے رہنا چاہئے ایہا نے مسفرا کی جانب دیکھتے کہا تھا۔ اس کا اشارہ کس جانب تھا سب باخوبی جان گئے تھے۔

''بالکل! خوشیاں جہاں سے ملیں وہاں سے سمٹ لو۔'' داؤد نے بھی خیال شامل کیا تھا۔

داؤد بھائی یہ میری جانب سے آپ کے لیے امید ہے پسند آئے گا۔ اور یہ ایپا کی جانب سے۔

چھوٹا سے بیگ کر عزوہ نے ان کی کی جانب بڑھایا تھا۔

مگر یہ کس لیے! داؤد نے ابھی تک تھاما نہیں تھا۔

آپ لیں تو سہی ان کے سامنے ٹیبل پر رکھ کر وہ ازحف کے جانب متوجہ ہوئی۔ اور دوسرا بیگ اس کی جانب بڑھایا۔ ویسے تو آپ کے لیے تحفے میں میں آپ کی محبوب ہستی لے آئی تھی مگر پھر بھی یہ آپ کے لیے۔

ازحف دھیرے سے ہنس دیا۔ ویسے عزوہ، بھائی درست کہہ رہے ہیں اس کے ضرورت نہیں تھی

ازحف نے انکار کیا تھا۔

"تحائف ضروریات کے لیے نہیں دیے جاتے ازحف بھائی۔ آپ مجھے لاتعداد تحفے دیتے ہیں میں آپ کے احترام میں لے لیتی ہو۔ اور پھر رشتے برابری کی سطح پر ہو تو مکمل لگتے ہیں۔ ورنہ ان میں ادھوراپن آجاتا ہے۔ اور ادھوراپن رشتے کو کمزور کر دیتا ہے۔" سنجیدگی سے کہتی وہ سب کے لبو پر قفل ڈال گئی تھی۔

عمدہ پسند! داؤد نے گھڑی کو دیکھتے سراہا۔

بہت شکریہ پسند کرنے کے لیے یہ گھڑی میرے جانب سے جب کہ ٹائی آپیا کی جانب سے۔

اگر آپ کو یہ بات ناگزیر نہ لگے تو میری خواہش ہے آپ گھڑی کو پہنیں۔ عزوہ نے دھیمے سے التجا کی تھی۔ ناجانے کیوں اُس کی دل میں یہ خواہش بے دار ہوئی تھی۔

ابھی! وہ حیران سے ہوئے۔

آپ کو پسند تو آئی نا! اسے شبہ ہوا تھا۔

اچھا لائیں میں پہنادوں! بے ساختہ نزدیک آکر اُس نے داؤد کے ہاتھ سے گھڑی تھماتے ان کی کلائی تھامی۔

رکیں عزوہ! اس سے پہلے وہ اپنی کاروئی کرتی داؤد کی آواز اُسے ٹھہرنے پر مجبور کر گئی۔

جی! اُس نے سوالیہ نگاہ اٹھائیں داؤد کے مضبوط کلائی اب بھی اُس کے نرم ہاتھوں میں تھی۔

معذرت عزوہ مگر میں گھڑیاں نہیں بدلتا۔

یہ مجھے ابیہا نے کئی سال پہلے دی تھی جو آج تک میری کلائی پر بندھی ہوئی ہے۔

لمحے بھر کو عزوہ کا دل ویران ہوا۔ اتنی سے بات ہے پھر میرا دل یوں پستی میں کیوں جا رہا ہے۔ تحفہ لینے والے کی خواہش کے اُسے وہ استعمال کرنا ہے یا نہیں۔ پھر میرے دل کو تکلیف کیوں ہو رہی ہے۔

کیوں! اس سوال کا جواب اُس کے پاس نہیں تھا۔

داؤد نے اُس کا کھویا کھویا انداز محسوس کیا تھا۔

اگر میں ابیہا آپیا سے اجازت طلب کرلوں تو! اُس کے انداز پر داؤد کی مسکراہٹ کشادہ ہوئی تھی۔ سفید دانتوں کی قطار جگمگائی کہ آوارہ بادل سی کوئی سوچ تھی جو اُس کے ذہن میں اٹک گئی عزوہ نے نگاہ بھر پر داؤد کہ چہرے کے ہر زاویے کو دیکھا تھا۔

اس کی قطعی ضرورت نہیں تم پہنادو! ابیہا نے نزدیک آکر عزوہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ بے ساختہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی اور کا تھاما ہاتھ چھوڑا۔

ابیہا نے گہری نگاہ سے اس عمل کو دیکھا تھا کچھ ایسا تھا عزوہ کے انداز میں جو اُسے چونکانے پر مجبور کر گیا تھا۔

بہت شکریہ !

بڑی احتناط سے گندمی کلائی پر سفید رنگ کی گھڑی پہناتے اُس کی نگاہ اپنے ہاتھوں پر پڑی تو وہ متحیر رہ گئی۔اُس کے ہاتھوں میں گویا چراغاں سا ہو رہا تھا۔اُس نے داؤد کا تھاما ہاتھ چھوڑا۔احساس ہوا یہ قمقموں کی روشنی ان ہاتھوں کو تھامنے سے ہوئی تھی۔

یہ تم پر زیادہ اچھی لگ رہی ہے داؤد سلمان !ابیہاں کی پکار اک بار بھی اُسے کی لیے رحمت بنی تھی۔

کیا ہو رہا ہے مجھے۔اپنے سوچ پر اُسے حیرت ہوئی تھی۔

ازحف بھائی اپنے آفس کی اچھی سے چائے تو نوش فرمائیں !خود سے گھبرائی تھی وہ۔اس لیے مکمل توجہ ازحف کے جانب موڑی۔

ابیہا نے بہت دھیان سے اُسے دیکھا تھا کچھ انوکھا سا بدلو ہوا تھا۔کیا یہ سمجھنا ابھی باقی تھا۔

عزوہ !کیا کروں میں تمہارا !اُس کے بے حد پر سکون سے انداز پر مسفرا زچ ہوئی تھی مگر انداونی کیفیت سے وہ ناواقف تھی آگاہ تو ابھی وہ خود بھی نہ ہوئی تھی۔

آپ کچھ نا کریں آرام سے یہاں بیٹھیں۔اور ہمارے ساتھ بہترین سی چائے پییں ازحف نے مسکراتے کہا۔

ویسے آپ کے ساتھ خیالوں کی وادی میں دردر پھرتے یہ موقع کہی بار خود کو فراہم کروایا ہے پر حقیقت زیادہ خوبصورت ہے۔ازحف کے لہجے میں محبت تھی۔ مسفراہنس دی۔

غائبانہ شریک کر کے تمہیں

ایک چسکی بھری ہے چائے کی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابیہا کیا بنا رہی ہوں بیٹا؟ فاطمہ کچن میں داخل ہوئیں تھی اور اُسے مصروف پایا تو استفسار کرنے لگی۔

میں! چاکلیٹ ٹرائیفل چھوٹی امی۔آپ جانتی ہیں ناداؤد سلمان کو وہ کتنا پسند ہے۔ابیہا فریج دودھ نکالتے گویا ہوئی۔

ہمم! اُس کی عادت خراب کرنے میں تمہارا ہاتھ بھی کم تو نہیں فاطمہ نے مصنوعی سختی سے کہا تھا۔

ایسی بات نہیں! پھر مجھے پسند ہے اُس کے لیے یہ سب کرنا۔

پسند! عزوہ کہیں ان راہوں کی مسافر تو نہیں ہو چلی۔وہ داؤد سلمان.... نہیں، نہیں میں زیادہ سوچ رہی ہوں۔ مگر اُس کے انداز مجھے کوئی کہانی سنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

وہ خاصی الجھی تھی مسلسل ذہن عزوہ میں الجھا رہنے لگا تھا کچھ تھا جو اُسے بے چین کر رہا تھا۔

ایہا کہاں کھو گئیں؟ فاطمہ کی پکار پر وہ چونکی۔

نہیں کچھ نہیں۔ وہ مسکرائی۔

اچھا زیادہ تھک مت جانا کسی کو کہہ کر مدد لے لو۔ فاطمہ ہدایت کرتی چلی گئی تو وہ بھی تمام الجھنیں جھٹک کر مصروف ہو گئی تھی۔

تقریباً اک گھنٹے کی محنت ہے بعد وہ فارغ ہوئی تھی۔ ستائشی انداز میں اپنی سجی ہوئی ڈش کو دیکھا۔ مگر اگلے لمحے مانو اُسکے جسم میں سنسناہٹ ڈور گئی۔

سر میں اٹھنے والی درد کی لہر اس قدر شدید تھی کہ وہ بے ساختہ کراہ اٹھی۔ یہ عمل چند لمحے رہا تھا مگر اُس کے جسم سے مانوں جان نکال گیا تھا۔ درد کی شدت سے آنکھوں میں آئے آنسو صوف کرتی وہ سمبھال کر کھڑی ہوئی۔

میرے خیال میں شاور لے لینا چاہئے گرمی کی وجہ سے بھی ممکن ہے ایسا ہو گیا ہو۔ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتی وہ اپنے کمرے کے جانب بڑھ گئی اُس سے پہلے کچن سمٹنے لیے ملازم کو آواز دی تھی۔ کہ مزید کسی مشقت کی ان ہمت باقی نہیں تھی۔

"وہ فریش ہو کر نیچے آئی تھی جب داؤد کی آمد ہوئی۔ "

ابی ! مہربانی کرکے میرا ایک کام کردو۔ خاصی معصومیت بھرے لہجے میں کہتے وہ اُس کے پیچھے ہی کچن میں داخل ہوئے تھے۔

''ہم کیا ہوا؟'' ابیہا نے زیرِلب مسکراتے ہوئے فریج کھولا تھا۔

مجھے '' چاکلیٹ ٹرائیفل کھانا ہے مہربانی کرکے بنا دو جانتی ہو نا تمہارے ہاتھ کا ہی پسند ہے بس۔ ان کی فرمائش پر ابیہا کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ ''

''تمہارے لبوں پر یہ تبسم کیوں ہے؟'' وہ بر امان گئے تھے اپنی بات کا جواب نہ ملنے پر۔

''اس لیے!'' ابیہا نے باول ان کے سامنے پیش کیا۔

''بہت خوب!'' وہ متعجب سے ہوئے تھے۔ مگر پھر خود ہی اپنے حیران ہونے پر ہنس دیے۔ کیا انہیں آگاہی نہیں تھی ابیہا کے بارے میں۔

''بہت عمدہ! ٹرائیفل سے انصاف کرتے انھوں نے تعریفی سند سے بھی نوازہ تھا۔ ''

''تمیں کیسے خبر ہو جاتی ہے ابیہا کہ میں کس وقت کیا چاہ رہا ہوں؟'' لبوں پر در آیا سوال وہ پوچھ گئے۔

''اس دل کو ہو جاتی ہے خبر۔'' ابیہا کے انداز میں فخر تھا۔

"اچھا جی!" تو یہ میرے باقی جزبوں کی آگاہی کیوں نہیں دیتا تمہیں داؤد شریر ہوئے تھے ابیہا نے سرعت سے چہرا جھکایا۔ وہ جانتی تھی ان کی بات کا مطلب۔

ابیہا کی اس حرکت پر داؤد کا قہقہہ گونجا تھا۔

"تمہاری ہنسی کتنی خوبصورت ہے داؤد۔ کھوئے سے انداز میں انہیں دیکھتے دھیمے سے گویا ہوئی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے مانو پہلی بار دیکھی ہو۔ "

"واللہ اسے نا دیکھا کیجئے"!

"میرا یہ جزبہ نہال، میرا عشق، میرا جنوں آپ کی ان اداؤں کی وجہ سے ہی تو شدت کی ان سیڑھی تک پہنچتا ہے۔ "

داؤد کے شرارت بھرے فقروں پر وہ بھی حال میں لوٹ آئی تھی پھر دھیرے سے مسکرادی۔

"اچھا منہ کھولو!" داؤد نے چمچہ اس کی طرف بڑھایا تھا۔

"ارے یہ سب کیا ہو رہا ہے کچھ لحاظ برتا جائے۔ ابھی شادی میں دس دن رہتے ہیں۔ "

ازحف کچن میں داخل ہوا تھا۔ داؤد نے سخت گھوری سے اُسے نوازہ۔ کبھی دو لمحے ہمیں عنایت نہ کیجئے گا تنہائی کے۔

"ہاں آپ کو کون سی مشکل درپیش ہوتی ہے۔ ترس تو ہم جاتے ہیں دیدار یار کو۔ "

کیا مطلب ہے تمہارا! داؤد نے کھانے سے انصاف کرتے سوال کیا۔

"بھائی! درخواست ہے آپ سے مہربانی کر کے ملاقات کا کوئی ذریعہ بنادیں۔ "

"ویسے جس طرح تم نے میرا موڈ غارت کیا ہے دل بالکل نہیں ہے تمہاری مدد کرنے کا۔وہ پرسکون سے انداز میں کہتے ازحف کو بے آرام کر گئے۔ "

"ابیہا! اس نے بے چارگی سے پکارا۔ "

داؤد سلمان! بری بات ہے۔اس طرح پریشان مت کرواُسے۔

"اک تو یہ اپنی ہر بات منوانے کے لئے تمہیں بیچ میں لے آتا ہے۔اس لیے یہ مجھے مزید زہر لگتا ہے وہ خفا ہوئے تھے۔ "

جب کے دوسری جانب ازحف کے لب مسکرا اٹھے۔

"کرتا ہوں کچھ۔وہ فون اٹھا کر آگے بڑے۔ خبردار جو تم نے اسے کھایا ہو تو۔ "

ازحف کو باول کی جانب ہاتھ بڑھاتا دیکھ وہ برق رفتاری سے نزدیک آئے۔یہ میرا ہے اسے ہاتھ بھی مت لگانا۔

کیا بدتمیزی ہے داؤد سلمان! ابیہا نے ٹو کا تھا وہ واقعی ازحف کے ساتھ بچے بن جاتے تھے۔

"چلو ٹھیک ہے ملاقات یار ائفل مرضی تمہاری انہوں نے مانو بدلا لیا تھا۔ "

"نہایت ہی کوئی بد تہذیت اور بد لحاظ قسم کے انسان واقع ہوئے ہیں آپ از حف.جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا ان کے بات پر۔"

"وہ تو ہوں میں وہ مسکرا کر کہتے چلے دیے۔ "

"ایہا! تھوڑا سور وچکھادیں!" سرگوشایہ سے آواز ابھری۔

"سوچنا بھی مت کہ مجھے خبر نہیں ہو گی۔اور ایسا کیا تو قطعی اجازت نہیں دلواؤں گا بڑوں سے داؤد کی اونچی آواز ان دونوں کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی ایہا ہنس پڑی۔ "

"آپ ہنس رہی ہیں؟" وہ بگڑا

"نہیں بھئی لو تم کھاؤ میں دیکھتی ہوں کیسے نہیں لیتا اجازت وہ۔ایہا باول تھما کر داؤد کے پیچھے گئی تھی۔"

======

"عائشہ! عزوہ کی طبعیت کیسی ہے اب؟" ابصار صاحب نے فون کو سائیڈ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی اللہ کا شکر ہے۔جب سے ڈاکٹر واحد سے ٹریٹمنڈ کروانا شروع کیا ہے تب سے کافی بہتر ہے وہ۔'' عائشہ ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔۔۔ہو سکتا ہے ان دواؤں سے ہی ٹھیک ہو جائے وہ اور آپریشن تک بات نہ جائے۔

اللہ آپ کی زبان مبارک کرے عائشہ مگر! ابصار صاحب بولتے بولتے رکے۔

''کیا ہوا؟ ''آپ خاموش کیوں ہو گئے عائشہ نے پریشانی سے دیکھا۔

عائشہ،ڈاکٹر واحد کا بھی یہ ہی کہنا ہے داوئیں وقتی ہیں۔ابصار صاحب نے دکھ سے کہا۔

آپ فکر نا کریں ڈاکٹر فیضان نے بھی تو یہ ہی کہا تھا مگر دیکھیں ڈاکٹر واحد ملے نا ہمیں جن کی میڈیکل ٹرٹمنڈ سے عزوہ بہتر ہوئی ان شاءاللہ آگے بھی اللہ کوئی نا کوئی وسیلہ ضرور بنائے گا۔

======

''آخر ماجرہ کیا ہے! کیوں اس قدر میرا سر دکھ رہا ہے۔''

اپنی کنپٹیوں کو سہلاتے وہ بے سدھ سی بیڈ پر آبیٹھی۔درد میں شدت بڑھی تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو چلے۔یااللہ! بے ساختہ زبان سے ادا ہوا۔

جب برداشت جواب دینے لگی تو لرزتے ہاتھوں سے سائیڈ کی درواز کھول کر دوائی تلاشنی چاہتی مگر دھندلائی نگاہوں سے دیکھنا ناممکن ہو چلا تھا۔ مگر خود پر ضبط کرتی وہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی۔

سکینہ ! پانی لانا۔ ایہانے باآواز بلند پکار لگائی تھی جس پر چند لمحے میں ملازمہ اندر داخل ہوئی۔

''آپ کی طبعیت کو ٹھیک ہے بی بی جی ؟'' سرخ پڑتا چہرہ چغلی کھا رہا تھا۔

ہاں ٹھیک ہو۔ بس تھوڑا آرام کروں گی۔ کوئی مجھے جگائے نہیں۔ کپکپاتی آواز پر قابو پاتی وہ گویا ہوئی تھی۔

ہدایت پاتی ملازمہ چلی گئی تو وہ دوائی لیتی لے کر لیٹ گئی۔

ذہن منتشر ہو چلا تھا۔ انجانے سے خوف کے سائے اسے پکڑنے لگے تھے جن سے چاہ کر بھی وہ نکل نہیں پا رہی تھی۔

======

''کیسے ہو داؤد ؟'' وہ خاصی عجلت بھری انداز میں فائل میں کچھ لکھ رہے تھے انہیں دیکھ کر محسوس کیا جا سکتا تھا کہ انہیں اس کام کو ختم کرنے کی جلدی تھی۔ وجہ واضح تھی کئی دن کی

مصروفیات کی بناپر وہ ازحف اور ابیہا کے ساتھ خریداری کے لیے نہیں جا پا رہے تھے اور ان لوگوں کی ضد تھی داؤد کے بغیر جانا نہیں ہے۔

نازک سی آواز نے انہیں اپنی نگاہ اٹھانے پر مجبور کیا تھا۔

السلام علیکم صنم! وہ شائستہ سے لہجے میں متوجہ ہوئے۔

"کیسے آنا ہوا آپ کا؟" وہ اسے دیکھ کر متعجب ہوئے تھے مگر ظاہر نہ ہونے دیا تھا۔

"آپ نے تو نہ ملنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ تو خیال گزرا یہ فریضہ ہم ہی انجام دے دیں۔" وہ شکوہ کناں لہجے میں گویا ہوئی۔

"آپ جانتی ہیں کام کی مصروفیت کا؟"

"اتنا بھی کیا کام کہ دوستوں کے لیے وقت نہ ملے انداز ایسا تھا مانو عرصے سے درمیان میں دوستی رہی ہو۔"

داؤد متحیر ہوئے تھے اس کی بات پر۔ ہمارے درمیان دوستی کا رشتہ کب قائم ہوا وہ سوچ کر رہ گئے۔ صنم کے والد عظمت اکرم صاحب کے ساتھ داؤد نے کچھ عرصے پہلے اک پروجیکٹ پر کام کیا تھا۔ اسے دوران صنم سے بھی ملاقات ہوئی مگر یہ ملاقات نہایت سرسری تھی کہ انہیں دوستی کا نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔

"ویسے ایک خبر کافی گردش کر رہی ہے سوچا تم سے مہر لگوالی جائے۔ "

"وہ جو ر سیور تھامے کافی منگوا رہے تھے "متعجب سا صنم کی جانب دیکھا۔

"کیسی خبر؟ یہ ہی کہ تمہاری منگنی ہو چکی ہے۔اس بات میں صداقت بھی ہے یا بس ایسے ہی کہہ دیا ہے۔"اپنی بات کہہ کر اُس نے جانچتے نگاہوں سے داؤد کا چہرا دیکھا۔

"بے ساختہ داؤد کے ماتھے پر شکنوں کا جال بکھرا تھا۔"

"معذرے صنم مگر میں اس قسم کی احمقانہ حرکت کیوں مرتکب کروں گا؟" داؤد کے لہجے میں ہلکے سے تپش تھی۔

"آپ تو خفا ہو گئے۔میرے کہنا کا مقصد تو یہ تھا کہ اکثر لوگ ایسا کہتے ہیں تاکہ کوئی ذاتی زندگی میں دخل اندازی نہ کرے۔" وہ داؤد کے انداز پر سمبھلی تھی۔

"لوگوں کا علم نہیں مگر مجھے اپنی ذاتی اور کاروباری زندگی کو سمبھالنا باخوبی آتا ہے۔" وہ صاف گوئی سے مخاطب ہوئے۔

"تمہارے اسی پہلو نے مجھے متاثر کیا ہے داؤد۔" وہ بس سوچ سکی تھی کہنے کی ابھی جرت نہ تھی اُس میں۔

مگر داؤد عقل و سلیم والے تھے انہیں باخوبی علم ہو رہا تھا کہ صنم کس روش پر چل نکلی ہے۔

چند لمحے درمیان سے سرکے تھے جب داؤد کے فون نے توجہ اپنے جانب مبذول کی۔انہیں خبر تھی کہ ایسا انہیں یاد کروانے کے لیے فون کررہی تھی۔

بھائی آپ ابھی تک فارغ نہیں ہوئے؟ ازحف اندر داخل ہوا تھا۔

ہو گیا! معذرت چاہتا ہوں مس صنم! مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے۔مزید آپ کو وقت نہیں دے پاؤں کا۔ازحف کو جواب دے کر وہ بہت عام سے لہجے میں مگر سمبھل کر گویا ہوئے تھے۔

کوئی بات نہیں پھر ملاقات ہو جائے گی۔ مسکراہٹ لبو پر سجائے وہ اٹھ گئی تھی۔

اوہ یہاں تو خاصی ضروری گفتگو چل رہی تھی۔ازحف معنیٰ خیزی سے مسکرایا۔

فضول مت بولا کرواب چلو۔داؤد نے گھورا تو وہ ہنس دیا۔

=====

"ارد گرد سے بے پرواہ مگن سی اپنی راہ چل رہی تھی۔دل نے کسی جانب دھیان دینے کے اجازت ہی نہیں دی تھی مگر اب ناجانے کون سی آندھی چل نکلی تھی۔تنہا بیٹھی تھی جب دل نے شدت سے کسی کے دیدار کی تمنا کی۔وہ تو چاند سورج سے واقف کار نہ تھی پھر۔"

"پھر یہ کیسی بے بسی نصیب ہوئی تھی۔اس کی سوچیں ان سوالوں پر محوِ پرواز گھوم رہی تھی۔"

عزوہ! جلدی سے تیار ہو جاؤ! ہمیں شاپینگ کے لیے جانا ہے مسفرا کی آواز پر وہ چونک اٹھی۔

''میں؟'' نگاہوں میں تعجب تھا۔

''ہاں بھئی امی سے اجازت لے لی ہے نیچے سب انتظار کر رہے ہیں جلدی کرو۔''

''امی نے کس کے کہنے پر عنایت فرمائی ہے۔'' وہ متبسم سے بولی۔

''داؤد بھائی کے''!

''یااللہ! مسفرا کے لبو سے نکلا نام اُس کے بے سکون وجود میں راحت کا سامان کر گیا تھا کتنے ہی پل وہ مہر بہ لب رہی۔یاد کرنے پر اپنی خواہش ابھری وہ مانو مجسمہ سازی میں تبدیل ہو گئی۔ ''

عزوہ کیا ہوا ایسے کیوں کھڑی ہو چلو جلدی کرو۔ مسفرا نے اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلایا تھا۔ اپنی کیفیت پر وہ خود بھی حیران ہوتی تھی۔اس دورانیے میں یہ انکشاف اُس پر ہوا تھا کہ کئی دنوں سے اس کے اندر کی حبس زدہ کیفیت میں سدھار آیا تھا۔مانو الجھی ہوئی سانسیں بحال ہو گئی تھی۔ مگر کیوں؟ وہ اسی سوال میں الجھی باتھ روم کے جانب بڑھ گئی۔

عزوہ! کسی بھی قسم کی بے احتیاطی نہ برتا تم۔اور خیال رہے تنہا کہی بھی مت جانا۔'' مال کے اندر داخل ہوتے مسفرا نے احتیاطی تدابیروں سے آگاہ کیا تھا۔

’’مسفرا آپ تمام راستے یہی بات کہتی آئیں ہیں۔اس کے ساتھ ہمیں بھی از بر ہو چلی ہیں۔‘‘ ازحف نے ہنستے ہو کہا۔

’’عزوہ قطعی میری بات نہیں مانتی بس اس لیے وہ جھیپ ہی تو گئی تھے۔‘‘اس کے انداز پر وہ تمام لوگ ہنس دیے۔

’’درِاثنا عزوہ کی نگاہ داؤد کے متبسم چہرے پر پڑی۔کیا خاصیت ہے ان میں جو میں متوجہ ہو رہی ہوں۔ ‘‘

مسفرا آپ پریشان مت ہوں۔داؤد کی آواز اسے چونکا اٹھی۔

’’ایپا مجھے لے کر ضرورت سے زیادہ احساس ہیں۔بس اسی لیے فکر مند ہو جاتی ہیں۔جواب دے کر اُس نے خود کو سمبھالا تھا۔‘‘

’’اچھا چلو آؤ چلتے ہیں۔‘‘ ایپا کے کہنے پر سب اوپر کی جانب چل دیے۔

’’یہ دیکھو داؤد؟ کس قدر خوبصورت ہے۔‘‘ اس نے گہرے نیلے رنگ کا خوبصورت لہنگا اس کے سامنے لہرایا تھا۔

عمدہ! داؤد نے بے ساختہ ستائشی انداز میں کہا۔

’’تم یہ لینا چاہتی ہو؟‘‘ انہوں نے چند لمحے ٹھہر کر ایپا کی جانب دیکھا۔

ہاں! اور ابھی تو تم نے کہا تمہیں پسند آیا ہے۔

''وہ تو میں بس یونہی پوچھ رہا تھا۔ تم پہلی دلہن ہو گی تو اپنے شادی پر یہ رنگ پہنو گی۔'' وہ مسکرا رہے تھے۔

''میں جانتی ہوں تمہیں یہ رنگ پسند ہے پھر کیا یہ بہترین نہیں ہو گا کہ اپنے اہم دن پر میں تمہاری مرضی کے مطابق سجوں۔'' ابیہا نے محبت امیز لہجے میں کہا۔

بالکل! وہ بھی زیر لب مسکرائے۔

''کیا بات ہے مسفرا کچھ پسند نہیں آیا؟'' اپنا لہنگا سیلز مین کی جانب بڑھاتے ہوئے متوجہ ہوئی تھی۔

''کافی مشکل ہے ابیہا! اتنے ساروں میں سے کسی ایک کو پسند کرنا۔'' مسفرا واقعی الجھی ہوئی تھی۔

''اگر آپ کو نا گزیر نا گزرے تو کیا آپ میرے پسند کا لیں گی۔'' ازحف نے اجازت چاہی تھی۔

بالکل! یہ میری لیے قابل عزت بات ہو گی وہ مسکرائی تھی۔

''ہائے صدقے! پھر چلیں وہاں وہ مجھے پسند آیا ہے۔'' ازحف آگے بڑھا تو مسفرا اُس کے ہم قدم ہو گئی۔

''یہ دونوں کتنے خوبصورت لگتے ہیں ساتھ میں۔ جیسے بس ایک دوسرے لے لیے ہی بنائے گئے ہوں۔''

''میرا دل کیوں مسلسل عجیب سی حرکت میں ہے۔ایسا کیا ہوا کہ اس میں انجانے سے احساس پنپنے لگے جن کا سرا ہاتھ نہیں آرہا۔ کیا ہے جو مجھے انوکھا سا لگ رہا ہے۔ نا کوئی زخم ہے نا ہی کوئی مرض پھر کیا ہو چلا مجھے۔ آپ کے پاس ہونے پر میری وجود میں سنسناہٹ کیوں ہو رہی ہے۔''

''عزوہ! کیا بات ہے طبعیت ٹھیک ہے ازحف نے کھویا سا پایا تو متعجب سا اس تک آیا۔'' بے پرواہ سی بھٹک رہی تھی ازحف نے پکارا تو بے ساختہ گھبرا اٹھی۔

''جی! میں ٹھیک ہوں بس تھوڑی تھک گئی ہو۔اُس کے لہجے میں بھی تکان تھکن محسوس کی جا سکتی تھی۔ مگر اُسے احساس نہ تھا کہ وہ نڈھال اپنی بکھری سوچ کی وجہ سے ہے۔

تو گھر چلتے ہیں عزوہ! ابیہا فکر مندی سے گویا ہوئی۔

آپ پریشان مت ہوں مسفرا آپی کا ایک سوٹ ابھی رہتا ہے وہ لے لیتے ہیں پھر چلیں گے۔اس نے سمبھال کر انکار کیا۔

نہیں عزوہ وہ بعد میں بھی لیا جاسکتا ہے۔داؤد بھی متفکر سے گویا ہوئے تھے۔وہ عزوہ کو اپنے عہد پر لائے تھے۔ان کے ذمہ داری بڑی تھی۔

''آپ لوگ یوں ہی متفکر ہو رہے ہیں۔اور ایہا آپی ایک ہی سوٹ تو رہ گیا ہے۔ پھر بعد میں دوبارہ آنا بہت مشکل ہو جائے گا۔آپ لوگ لے آہیں۔ میں یوں کرتی ہو کیفٹ ایریا چلی جاتی ہو۔ایک حل اس نے پیش کیا تھا۔''

''بالکل نہیں عزوہ!'' تمہیں اکیلا میں نہیں جانے دوں گی مسفرا کی جانب سے صاف انکار آیا۔

''اچھا بھئی ٹھیک ہے پھر چلیں میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔ آپ لوگوں نے اتنا مشکل بنا لیا یہ سب اب تک تو لے بھی آتے وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی۔''

ٹھہرو!ابی تم جاؤ ازحف اور مسفرا کے ساتھ میں عزوہ کے ساتھ کیفٹ ایریا میں ہوں۔اور اب کوئی بحث نہیں جاؤ انہوں نے گویا فیصلہ سنایا تھا۔

''یہ مناسب ہے ! چلو۔ایہا ان دونوں کے ساتھ اور آگے بڑھی تو داؤد بھی اسے لیے دوسرے فلو کی جانب چل دیے۔

''معذرت آپ میرے وجہ سے ان لوگوں کے ساتھ نہیں جا پائے۔'' وہ شرمندگی سے گویا ہوئی۔

''ایسی بات نہیں ہے عزوہ! میں بھی واقع میں تھک گیا تھا اور اب تو بھوک بھی لگنے لگی ہے آفس سے لوٹ کا کچھ کھایا بھی نہیں تھا۔'' داؤد متبسم سے لہجے موبائل میں کچھ لکھ بھی رہے تھے۔

''بہت دھیان سے عزوہ نے انہیں دیکھا تھا۔

''اُس کا ناتجربے کار دل اس بات پر حیران و پریشان ہو رہا تھا۔ایسا کیا ہوا ہے جو داؤد کے یوں متوجہ ہونے پر وجود میں گھبراہٹ سی ہونے لگی ہے۔پہلے چند ملاقاتوں میں تو یہ احساس کبھی نہیں جاگا۔ان کے ہم قدم چلتے وہ الجھی ہوئی گتھی کا سرا تلاش رہی تھی مگر ناامید رہی۔''

''سب کے ساتھ تو ڈنر کریں گے۔ابھی کچھ ہلکا پھلکا لے کھا لیتے ہیں۔ ''

ان کی آواز پر اُس نے اپنے جزبات کی جانب دے کان لپیٹ لیے۔

''کیا خیال ہے ویسے بھی ان لوگوں کی آمد جلدی نہیں ہونے والے۔'' وہ متبسم لہجے میں بولے۔

پھر کیا منگواؤ؟ اُسے مہر بہ لب دیکھ کر وہ پھر گویا ہوئے۔

''جو آپ اپنے لیے منگوائیں۔'' قفل ٹوٹا۔

آڈر نوٹ کروا کر داؤد موبائل کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

وہ بے خیالی میں ان کا جائزہ لینے لگی۔

''تمہاری پسندیدہ جگہ کون سی ہے۔'' اچانک ہوئے سوال پر اس نے گڑبڑا کر نگاہ چرائی

''میری! کوئی نہیں۔ ''

''آپ کی کون سی ہے؟'' چند لمحے درکار تھے سمبھلنے کے لیے۔اس لیے الٹا سوال کر ڈالا۔

''سوئیزرلینڈ مجھے پسند ہے۔بہت خوبصورت جگہ ہے وہ۔ابی اکثر مجھے وہاں کے مقامات کے تصویریں دیکھاتی رہتی تھی وہ کہہ کر ہنس دیے۔

اور تمہیں کوئی جگہ کیوں نہیں پسند! کوئی تو ہو گی۔انہوں نے کولڈ کافی کا سپ لیا۔

''میں نے کسی دوسرے ملک کو دیکھنے کی چاہ نہیں کی۔مجھے اپنا ملک پسند ہے۔

ویسے جس شہر میں ہوں اس کے سارے مقامات دیکھنا چاہتی ہوں-وہ مسکرا کر بولی۔

اُسی لمحے داؤد کا موبائل بجا تھا۔انہوں فون کان سے لگا یا۔مگر شور کے باعث آواز کا سمجھنا مشکل ہو رہا تھا۔ میں ابھی آیا۔اشارہ کرتے وہ کرسی سے اٹھ گئے۔

''ان کے اٹھتے ہی مانو محسوس ہوا تمام جانب شور سا مچا ہو۔کسی کے سحر سے نکل کر ایسا لگتا ہے۔وہ متعجب ہوئی؟

''کیا میں ان کے سحر میں جکڑے تھی؟'' یہ سوال پہلے سوال سے بھی زیادہ مشکل ترین تھا۔یہ کیسے جزبات وجود میں بھڑک اٹھے ہیں جو میری جان کو پھوک رہے مگر آگاہی میسر نہیں کر پارہے۔''

=====

''داؤد ادھر کیوں کھڑے ہو؟'' وہ لوگ کیفِ ٹیریا کی جانب آئے تو انہیں راستے میں پایا۔

''بھائی، عزوہ کہا ہے؟'' مسفرا نے متلاشی نگاہوں سے اطراف میں دیکھا تھا۔

''وہ اندر بیٹھی ہے۔ میں فون سنے چلا آیا تھا اندر شور خاصی ہے۔'' داؤد جواب دیتے اندر کی جانب موڑے تھے جب کوئی ان سے ٹکرایا۔

''سر! اندر جو لڑکی آپ سے ساتھ بیٹھی تھیں انہیں کچھ ہو گیا ہے غالباً انہیں سانس لینے میں دشواری پیش آرہی ہے۔ آپ چلیں۔''

''کیا! اس شخص کے فقرے مکمل ہونے سے پہلے ہی داؤد اندر کی جانب دوڑے تھے۔ ان کی مانو روح فنا ہوئی تھی۔ لمحوں کی غفلت انہیں مجرم بھی ٹھرا سکتی تھی۔''

''اندر ایک افرا تفری مچی تھی۔ عزوہ بامشکل اپنے تنفس کو بحال کرنے کی کوشش میں نڈھال سی ہو رہی تھی۔''

''ان لوگوں کو پنے جانب بڑھتا پاتے کوئی سکون میسر ہوا تھا اُسے۔''

عزوہ! مسفرا نے روتے ہوئے پکارا۔ جب کے ایہا نے اُس کی کمرے کو سہلانے کی کوشش کی۔

مگر اپنے تنفس کو بحال کرنے کے مشقت میں نڈھال ہو کر وہ کرسی سے ایک جانب گرنے کو تھی۔ جب داؤد نے برق رفتاری سے اُسے سمبھالا۔

"مانو کوئی بادل کا ٹکرا تھا جو ان کے مضبوط ہاتھوں میں آن گرا ہو۔"

ایبہا نے بامشکل مسفرا کو تھاما۔

"ازحف گاڑی اسٹارٹ کرو جلدی"۔داؤد بھی پریشان ہوئے تھے۔وہ عزوہ کو سمبھالے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اور وہ اس دورانیے میں خود کی زندگی سے جو نجتی اور کوئی آگاہی پا گئی۔"

"ڈولتی سانسوں میں داؤد کے سینے سے لگی وہ نئے راستوں پر نکل گئی۔اُس کے جزبات نے صریحاً اظہار کیا تھا۔کن گھڑیوں میں یہ کون انکشاف ہو چلا تھا۔"

"موت دہلیز پر کھڑی تھی اور محبت دستک دے گئی تھی۔تمام نا الجھی ڈوریں ان کے حصار میں آتے ہی سلجھ گئیں۔محبت امرت بن کر نہیں تھی برسی تھی۔اُس کے بوندو نے تو روح پر آگاہی دیتے ہی چھالے ڈال دیے تھے۔وہ تو خود کو بھی صواب دید کے قابل نہ رہی تھی۔"

"جان سے زیادہ اس خیال نے اُس کی سانسوں پر دباؤ ڈالا تھا۔"

"عزوہ ہوش مت کھونا۔" داؤد کے پکار اُس کے سماعت سے ٹکرائی۔

"وہ اسی لمحے مر ہی تو جانا چاہتی تھی۔غلط وقت پر، غلط انسان سے محبت کا ادراک ہوا تھا۔"

۔نہیں!"اُس کے لبو سے آخری فقرہ بس یہ ہی ادا ہوا تھا۔

"عزوہ خدا کے لیے ہوش میں رہو۔" گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اُسے لٹاتے وہ مسلسل کہہ رہے تھے۔

"ایہانے اُس کا سر اپنی گود میں رکھا۔ ازحف نے مقدور بھری تیزی سے گاڑی کا انجن اسٹارٹ کیا تھا۔

مسفرا ! عزوہ کا کس ہسپتال میں علاج چل رہا تھا۔

مسفرا اپنا ہوش کھوئے بس عزوہ کا ہاتھ مسل رہی ہی ازحف کینپکار پر غائب دماغی سے اس کے جانب نگاہ کی۔

نام بتائیں مسفرا ہسپتال کا؟ وہ سمجھ سکتا تھا اُس کی حالت۔

ٹائم لائن ! کپکپاتے لہجے میں آواز آئی۔

ازحف ! جلدی کرو عزوہ کی نبض گرتی جارہی تھی ایہا کی پکار پر ازحف نے رفتار کو مزید بڑھایا تھا۔ اور تقریباً بیس منٹ کا راستہ اس نے بامشکل دس، بارہ منٹ میں طے کیا تھا۔

جلدی ڈاکٹر کو بلائیں ! ان کی حالت بہت حالت ہے۔

نرس کو روک کر ازحف نے ہڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پلیز جلدی کریں۔

عزوہ! ماحول میں افرا تفرے مچی تھی جب اس کا نام کسی نے پکارا تھا اور عجلت میں نزدیک آتا اُس کے کلائی تھامی۔

نرس جلدی ان کو اندر روم میں لے کر چلو۔

ڈاکٹر واحد! میں ہی عزوہ کا ٹریٹمنٹ کر رہا ہوں سب کے نگاہوں میں سوال پا کر وہ گویا ہوتے آگے بڑھ گئے۔

داؤد اور راز حف کاریڈور میں چکر کاٹ رہے تھے دونوں کے چہروں سے پریشانی جھلک رہی تھی - مسفرا یوں پریشان نہ ہو وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ایہا نے بامشکل خود کو سمبھال رکھا تھا۔ ورنہ تو حالت ایسی تھی کہ خود بھی قابو کھو دیتی۔

"داؤد اور راز حف خود بھی فکر مندہ سے چکر کاٹ رہے تھے۔ ان کی جان بھی مانو سولی پر لٹکی تھی۔

"میری کوتاہی ہے یہ ایہا مجھے عزوہ کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہیئے تھے۔"

"کیا مجھے آگاہی نہیں تھی اس کے صحت کے بابت۔" نم لہجے میں گویا ہوئی۔

ایسا خیال مت کرو مسفرا! ایہا نے تسلی دی۔

"آپ قصوروار نہیں ہیں مسفرا! خطاوار میں ہوں، شرمندہ ہوں کہ اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے سرانجام نہ دے پایا۔" داؤد کے لہجے میں ندامت تھی۔

''نہیں بھائی! میرا مقصد آپ کو لاپرواہ کہنا نہیں تھا۔'' مسفراشرمندہ ہوئی تھی۔داؤد نے ہولے سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا یہ دلاسہ تھا ان کی جانب سے۔

ڈاکٹر واحد اُسی لمحے باہر نکلے تو سب اُس کے جانب متوجہ ہو گئے۔

آپ لوگ فکر مند نہ ہوں عزوہ اب بہتر ہے۔ڈاکٹر واحد کے فقروں نے سانس کو بحال کیا تھا۔

''مگر اچانک ہوا کیا تھا؟''ازحف کے استفسار کیا۔

''آپ جانتے ہی ہوں گے ان کے حالت کے متعلق۔وہ دل کی مریض ہیں۔خون کی گردش میں کمی آ جانے کے باعث ایسا ہو جاتا ہے۔ایک گھنٹہ مزید او بزرویشن میں رکھیں گے پھر آپ ان کو گھر لے جا سکتے ہیں۔ڈاکٹر واحد نے ازحف کے کندھے پر ہاتھ پر کر تسلی آمیز لہجے میں کہا تھا۔''

''بھائی! ابصار انکل کو خبر کر دی آپ نے؟''

ہاں! ابھی بات ہوئی ہے انہیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ اب ٹھیک ہے۔ازحف کی بات کا جواب دیتے ان کی نگاہ ابیہا کی جانب اٹھی۔

''ابی! کیا ہوا ہے تمہیں؟''وہ پریشان سا ہوتے اس کی جانب بڑھے جو بری طرح لڑکھڑائی تھی۔ اگر جو دیوار کا سہارا نہ لیتی تو شاید زمین بوز ہو جاتی۔

''سر چکرا گیا تھا۔'' وہ سمبھل کر بولی تھی۔

''یہاں بیٹھو! بلکہ ایسا کروں گھر چلی جاؤ۔'' داؤد متفکر ہوئے تھے اُسے لے کر۔

''میں ٹھیک ہوں داؤد! ایہانے نفی میں سر ہلایا جب کے وہ قطعی ٹھیک نہیں تھی۔ سر میں مانو ٹیسیں سی اٹھ رہی تھی جو اُس کے صبر کو آزما رہی تھی۔ مگر داؤد کے چہرے پر رقم پریشانی اُسے صبر کی تلقین کر رہی تھی۔''

''عزہ کیسی ہے مسفرا؟'' وہ ٹھیک تو ہے عائشہ نے ابصار صاحب کے ساتھ آتے پکارا تھا۔

''مسفرا نے ماں کا وجود پاتے ہیں ایک بار اور رونا شروع کر دیا تھا۔ ''

''آپ اس طرح رو کر انہیں پریشان کر رہی ہیں مسفرا، ازحف نرمی سے گویا ہوا۔''

وہ ٹھیک ہے کچھ دیر میں ہوش بھی آجائے گا ازحف نے اُس کے جانب سے جواب ادا کیا۔

اور اُسی لمحے نرس نے آکر اُس کے ہوش میں آنے کی اطلاع فراہم کی۔

''ہوش میں لوٹتے ہی آخر منظر جو اُس کے ذہن میں ابھرا تھا وہ حقیقتاً جان لیوا ہی تھا۔''

''میں اتنی کم ظرف نکلی! اتنا بڑا گناہ مجھ سے کیسے مرتکب ہو سکتا ہے۔ ''

''میں کیسے اپنے جزبات پر پہرے نہ بیٹھا پائی۔ میں متواتر اس تکلیف کو کیسے سہوں گی۔ میں کیسے نگاہ اٹھا پاؤں گی۔ مجھے تو میرے دل نے ہی زلیل و رسوا کر دیا۔'' آنکھ کے کنارے سے آنسو کی لکیر بہہ نکلی۔ بے بسی سی بے بسی تھی۔

عزوہ! عائشہ عجلت میں اُس کے پاس آئیں تھی باقی سب بھی ان کے پیچھے کھڑے تھے مگر اُس کی نگاہ داؤد پر مانو تھم سی گئی تھی۔

"یہ کیسے زخم خود پر لگا لیے ہیں کہ مرہم بھی میسر نہ ہو گا۔ "

سب اُس سے بات کر رہے تھے مگر وہ لبو پر قفل ڈالے لیٹی تھی۔

"ابیہا کی بے ارادہ نگاہ اس منظر میں اٹک گئی۔ مانو شک نے یقین کا لبادہ زیب تن کر لیا تھا۔ "

"یہ لڑکی کن راہ کے مسافر ہو چلی۔" ابیہا نے تکلیف سے سوچا تھا۔

"اُسے جلن، حسد، آشتعال اُس لمحے عزوہ پر کچھ نہ آیا سوائے ترس کے۔ اور کیوں اس کا ابھی ابیہا کے پاس جواب نہیں تھا۔"

تم ٹھیک ہو نا بچے! ابصار صاحب نے محبت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ ہوش میں لوٹی تھی۔

اپنی نگاہوں پر پہرے بیٹھاتی وہ ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جی بابا!" کس قدر محنت سرف کرنا پڑی یہ دو فقروں کے لیے یہ وہ ہی جانتی تھی۔

"معذرت عزوہ میری کوتاہی کی وجہ سے یہ سب ہوا!" داؤد شرمندہ تھے۔

"نہیں! غلطی ساری میری ہے۔ آپ اس معملے سے ناواقف کار ہیں۔" وہ بے اختیار کہہ اٹھی۔

"قصوروار صرف میں ہوں مجھے تو آگاہی تھی تمام پہلوؤں کی۔ مجھے سمبھلنا چاہئے تھا۔ دل میں دبی گھٹن کو وہ ایک سانس میں ہی باہر نکال دینا چاہتی تھی مگر اب یہ کہاں ممکن تھا۔ "

"کچھ باتوں پر ہمارا بس نہیں ہوتا عزوہ! وہ بس ہو جاتی ہیں ا یہا نے تحمل سے کہا تھا وہ مہر بہ لب رہ گئ تھی۔"

"آپ نہیں جانتی ا یہا آپی میں نے آپ کے دل پر ہاتھ مارا ہے جس کی آگاہی اگر ہوگئی نا آپ کو تو مجھ سے منہ پھر لیں گی۔ میری اس حرکت پر نفرت تو بہت چھوٹا عمل ہو گا۔" اس کی نگاہ سے آنسو موتی کی صورت رواں ہوئے تھے۔

"ابی! اس طرح یہاں کیوں بیٹھی ہو۔ اپنے کمرے جا کر آرام کرو۔ "

"جس راز سے وہ متنبہ ہوئی تھی۔ ایسے میں اطمینان اور قرار نے فرار حاصل کر لی تھی۔"

"عزوہ کا چہرا اُس کی نگاہ میں مانو آن بسا تھا۔ اس کی بہم گفتگو ا یہا کا سانس محال کر رہی تھی۔ وہ کیسے نیند کے آغوش میں چلی جاتی جب کہ کسی نے اپنی وجود کو مشقت میں مبطلہ کر لیا تھا۔ عزوہ کی نگاہ میں رقم تحریر مسلسل اُس کے ذہن میں ابھر رہی تھی۔ جس سے اُس کی شریانے پھٹنے کو تھی۔ "

"ہاں بس جا رہی ہوں!" داؤد نے ہولے سے اُس کا ہاتھ تھاما تو وہ سمبھل کر گویا ہوئی۔

''کوئی بات ہے ابیہا!'' چہرے پر نگاہیں مرکوز کیسے وہ مکمل طور پر متوجہ تھے۔

''نہیں! نہیں تو... میں جو راز پا گئی، تمہیں ان کی خبر نہ ہو داؤد سلمان۔ ''

''عزوہ اپنے جزبے سمبھال لے گی۔ اور اُسے ایسا کرنا ہوگا۔ ورنہ تباہی مقدر ٹھہرے گی۔''

بس عزوہ کے جانب سے پریشان تھی۔

تم فکر مت کرو جاؤ جا کر آرام کرو ان کے کہنے پر وہ چپ چاپ اٹھ گئی کہ مزید رکتی تو لبو کا قفل ٹوٹ جاتا۔

===

''آخر کیوں وہ شخص میرے حق میں سراپا آزمائش بنا دیا گیا ہے۔'' ابیہا آپی مجھے مسفرا اپیا سے کم عزیز تو نہیں پھر کیسے میں ایسا کر سکتی ہوں۔

''جو آپ سے محبت کرتے ہوں کیا ان کی محبت پر ایسا حق جمایا جاتا ہے۔'' اُس کی نگاہیں جل تھل ہونے لگیں۔ وہ خود کے موازنے پر شرمسار ہو گئی تھی۔

''داؤد سلمان! میرا دل محبتوں کے زخم سے چور ہو چلا ہے یہ تو پہلے ہی کمزور تھا۔ اب کیسے یہ روگ کے کشت اٹھائے گا۔ ''

بے بسی سے اُس نے اپنا سر بیڈ سے ٹکایا تھا کہ کسی آواز نے اُسے اپنے جانب متوجہ کیا۔

غائب دماغی سے اُس نے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا تھا۔

"السلام وعلیکم کیسی ہو!" آواز سن کر ایک لحظے کو تاری سکتہ ہوا تھا۔

بے اختیار اس نے موبائل نگاہ کے سامنے کیا۔ جالی حرف میں داؤد لکھا تھا۔

"آپ!" اُس کے ہونٹ بے آواز ہلے تھے۔ خود سے متنبہ ہونے کے بعد وہ تصور خیال بھی نہیں کر سکتی تھی کہ داؤد سے ہم کلام ہو گی۔

اپنی بے بسی پر ٹھٹھکے ہوئے آنسوؤں کا ریلا مانو باندھ توڑ کر ابل پڑا۔

"ایسے کیوں حیران ہوئی ہو عزوہ۔ کیا مجھے تمہیں فون کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔" وہ شرارت سے گویا ہوئے۔

"میں بس تمہاری خیریت معلوم کرنا چاہتا تھا تم ٹھیک ہو نا؟"

"میں ٹھیک ہوں! کہیں دور سے اپنی آواز وہ ڈھونڈ کر لائی تھی۔

میں پھر سے معذرت چاہتا ہوں عزوہ اپنی کوتاہی پر۔

"آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔"

"مجھ سے جو جرم ہوا ہے اگر اس کی خبر ہو جائے تو مجھے علم ہے میرے وجود پر نگاہ ڈالنا آپ کو اپنی توہین لگے گا کجا کہ ابھی معذرت مجھ سے چاہتے ہیں۔"

مجھے کچھ کام ہے میں پھر آپ سے بات کرتی ہوں اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتے وہ انہیں سلسلہ تمام کرنے کا کہہ گئی۔مزید حوصلہ نہ تھا۔ابھی وقت درکار تھا اپنے حوصلوں کر مجتمع کرنا کا۔

اچھا چلو ٹھیک ہے! داؤد الجھے تھے اس کے انداز پر۔

اللہ حافظ! کال منقطع کر کے بہت سے آنسوؤں کو اُس نے آزاد چھوڑ دیا تھا۔

جبکہ دوسرے جانب داؤد متغیر رہ گئے۔

=====

''ہیلو داؤد! وہ عزوہ کے بابت سوچتے نیچے کی جانب آئے تھی جب ہال میں صنم کے پکار پر متحیر رہ گئے۔''

وہ فاطمہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تھی۔

''آپ یہاں؟'' اپنے حیرت وہ فقروں میں بھی سمو گئے تھے۔

''کیوں! کیا میری یہاں آمد آپ کو پسند نہیں آئی؟'' مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ بولی۔

''نہیں! میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں۔دراصل آپ شہر میں نہیں تھیں نا۔''فاطمہ کے گھورنے پر وہ سنبھلے تھے۔

''کل واپسی ہوئی۔کال کی تھی تمہیں مگر شاید تم مصروف تھے تو سوچا ملاقات کر لی جائے۔اور یہاں آئی تو خبر ہوئی پر سو شادی ہے۔تم نے تو دعوت دینا تک ضروری خیال نہیں کیا۔'' جوس کا گھونٹ بھرتے کہا تھا۔

''ایسی بات نہیں عظمت صاحب کو دعوت نامہ پہنچا دیا گیا ہے۔'' انہیں خاص طور پر پورے خاندان کے ساتھ آنے کے درخواست کی گئی ہے۔

''مگر مجھے خیال گزرا تھا کہ تم مجھے خاص طور پر بلاؤ گے۔''صنم کے انداز میں اکتاہٹ تھی۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔'' اگر ایک ہی خاندان کے ہر فرد کو مختلف بلاوا دیتے تو سال بھر پہلے ہی اس کام کی ابتدا کرنی پڑتی۔ایسا کے متبسم جواب پر وہ چونکی تھی۔

''چھوٹی امی!امی آپ کو بلا رہی ہیں۔ ''

''میرا مقصد خاص دوستوں سے تھا۔'' وہ خاصی بدمزہ ہوئی تھی۔ چلیں کل ہماری مہندی مایوں ہے آپ کی شرکت ہمیں پسند آئے گی۔

جی ضرورت!اب میں چلتی ہوں صنم کو مزید وہاں بیٹھا دشوار ترین ہو گیا تو اجازت چاہی تھی۔

''تمہاری بہت دوستی ہو گئی ہے؟'' نگاہیں جمائے وہ داؤد کی جانب متوجہ تھی۔

''بھئی میں بے قصور ہوں!''انہوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔

''فضول لگتی ہے مجھے یہ عورت۔''

''یار عورت تو نہ کہو لڑکی ہے بیچاری۔''انہوں نے شرارت سے کہا۔

''داؤد سلمان! بہت بد تمیز ہو تم۔'' وہ خاصی چڑی تھی۔

''اچھا معذرت بھئی۔'' اُس کے انداز پر وہ ہنس دیے تو وہ بھی مسکرا دی۔

تم اس قابل ہو داؤد سلمان کے تم سے محبت کی جائے ذہن کے پردے پر عزوہ کا سراپا لہرایا تو سوچنے لگی۔ ناجانے اُس کا کیا ہو گا۔

===

''اور بھئی میرے پیارے بھائی! کیا ہو رہا ہے؟ ''داؤد قدرے تکان بھرے انداز میں لان میں کھڑے۔ ملازموں کو لان سجانے کی ہدایتیں دے رہے تھے۔

جب ازحف کے استفسار پر اُس کی جانب متوجہ ہوئے جو آرام دہ انداز میں ہاتھ میں چپس کا باول تھامے کھڑا تھا۔ ان کے دیکھنے پر مسکرا کر باول بڑھایا۔

نہایت ہی کوئی واہیات قسم کے انسان واقع ہوئے ہو تم۔ اُس کی مسکراہٹ پر وہ تب ہی تو گئے تھے۔

مجھ معصوم سے ایسی کون سے خطا سرزد ہو گئی ہے بھئی؟

معصوم! میں صبح سے پاگلوں کی طرح لگا ہوا ہوں مگر تمہیں لحاظ و مروت چھو کر نہیں گزرا۔

کیا صرف میری شادی ہے! تمہاری نہیں؟ اور یہ مجھے دو داؤد نے چپس کا باول جھپٹا تھا۔

''نہیں میری بھی ہے-'' ازحف مسکراتے ہوئے ڈھٹائی سے بولا۔

''ہاں! مگر اک کام کی جو زمہ داری اپنے سر لی ہو۔''

''وہ کیا ہے نا بھائی! آپ پاکستانی بچے ہیں۔ جہاں بڑا بھائی آئرن مین، سپر مین، اسپائیڈر مین ہوتا ہے۔ جو سب کر سکتا ہے۔ یہ بات کہتے نا صرف ازحف کے لہجے بلکہ چہرے پر بھی بلا کی معصومیت تھی۔''

''ہاں! مگر تم اک نام تو لینا بھول گے؟'' داؤد نے باول پاس رکھی کرسی پر رکھا تھا اور مضبوطی سی اس کے شانے کر پکڑا۔

''کون سا؟'' وہ پر سوچ انداز میں بولا۔

''بیڈ مین! انہوں نے ایک جاندار مکا اُس کی کمر میں مارتے کہا تھا۔

''بھائی! کچھ تو خیال کریں میری شادی ہے۔''

بالکل خیال کرتا ہوں مگر پہلے یہ تمام پھیلاوا ہوا ہے سمیٹو سمجھے۔ میں آرام کرنے جا رہا ہوں۔

''داؤدا گر فارغ ہو تو طلحہ صاحب سے بات کر لو۔''

وہ لاؤنج میں داخل ہوئے تھے جب برہان صاحب نے کہا۔

انہیں کانٹرکٹ کے بارے معملہ طے کرنا تھا۔میں نے کہا تھا ابھی تم مصروف ہو دو چار دن بعد بات کر لیتے ہیں۔ مگر وہ کل ہی ملک سے باہر جا رہے ہیں کچھ پتہ نہیں کب تک واپسی ہو اس لئے بہت معذرت کر رہے تھے وہ برہان صاحب متفصل لہجے میں گویا سے کہا۔۔

"کوئی مسلہ نہیں میں ابھی ہی بات کرتا ہوں۔" وہ اپنے کمرے میں چلے آئے۔

"ہمم! اس لیے کہتے ہیں اپنے چھوٹے بھائی پر روب نہیں جمانا چاہئے۔

نیچے دس منٹ کا کام چھوڑ کر آئے تھے نا اب دو تین گھنٹے کے لیے پھنس گئے اور یہ طلحہ صاحب دماغ بھی بہت کھاتے ہیں۔ازحف ہنستے ہوئے اندر آیا تھا۔"

"تمہاری بدنظری ہے یہ۔" وہ بیڈ پر لیپ ٹاپ کھولے بیٹھے تھے مگر بیزاریت واضح تھی۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔لائیں مجھے دیں میں بات کر لو گا۔آپ آرام کریں۔"

"نا کر یار ایسا مزاق داؤد شرارت گویا ہوئے۔"

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ازحف کے خفگی سے دیکھنے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

=====

اپیا! یہ میرا سوٹ تو خراب کر دیا ہے۔میں کیسے پہنو گی یہ۔

’’مشکل راستوں پر قدم نج فرما بیٹھی مگر۔ بے شک یہ دشوار ترین رستے تھے اس بات کی آگاہی تھی کہ یکہ و تنہا ہی ان راستوں پر اب اُسے سفر کرنا تھا۔‘‘

’’اپنے وجود پر پھیلی گہری مہیب تاریکی وہ اپنے جان سے عزیز رشتوں پر نہیں پڑنے دی سکتی تھی۔

اس لیے اپنے جزبوں پر ایک جانب لپیٹ کر۔ محبت کا لمحے میں بڑھے تناور درخت کو وہ نظر انداز کرنا چاہتی تھی اس لیے اپنے مکمل توجہ شادی کے کانب مبزول کر دی۔ مگر سوچوں سے کہاں پیچھا چھڑوایا جاسکتا تھا۔ وہ تو کسی آسیب کی طرح اُس کے جان کو آلگی تھی۔‘‘

’’کیا ہوا ہے؟‘‘ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی رات میں پہنے جانے والے زیور کا انتخاب کر رہی تھی جب عزوی کی پکار پر متوجہ ہوا۔

’’اس سوٹ کی قمیض چھوٹی ہے جب کہ میں نے لمبی رکھنے کو کہا تھا اور یہ پجامہ بنا دیا ہے مجھے شرارہ چاہیئے تھے۔

اکتاہٹ اُس کے چہرے سے ظاہر تھی۔‘‘ بیڈ پر سوٹ رکھ کر بے دلی سے کہا تھا اُس نے۔

’’یہ بھی اچھا لگ رہا ہے عزوہ؟‘‘ مسفرا نے دل بہلانا چاہا۔

’’وقت بہلاؤں سے آگے بڑھ گیا ہے آپیا میں اب بڑی ہو گئی ہوں وہ بے بسی سے مسکرا دی۔‘‘

"بر حال مجھے یہ نہیں پہنا ہے۔ مانا کے زندگی کے راستے میری جانب نہیں موڑتے مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں ہر بات کو لبوں پر قفل ڈالے مان لوں۔ وہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی جب کے مسفرا نا سمجھی سے اُس کے بات کا مفہوم تلاشتی رہ گئی۔

"وہ عزوہ کی باتوں کو سمجھنا چاہتی تھی مگر قسمت نے بھی مانو کسی کو راز دار بھی اس کا نہ بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔

ابھی اُسے خود جلنا تھا، تپنا تھا کہ آگاہی کبھی کبھی عذاب ہوتی ہے۔ اور عزوہ کو ابھی عذاب کو جھیلنا تھا تنہا، اکیلے۔"

مسفرا کے اٹھ کر اُس کے پیچھے جانے سے پہلے ہی اُس کے کزنز نے کمرے میں آ کر اُسے روک لیا تھا۔

"خدا کے لیے عزوہ! میں تمہاری کسی بھی فضول گوئی میں نہیں آؤں گی۔ اس حماقت کی مجھ سے قطعی امید مت رکھنا۔"

"امی! پلیز وہ بالکل بھی اس قابل نہیں ہے میں پہن سکوں۔" وہ الجھن زدہ لہجے میں گویا ہوئی۔

''عزوہ اس وقت بابا بھی نہیں ہیں، اوران کی واپسی کب تک ہو گی مجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ کسی اور سے منگوایا تو تمہیں پسند نہیں آنا اس لیے ضدمت کرو۔'' عائشہ نے سمجھانے کے کوشش کی تھی۔

''میں ڈرائیور کے ساتھ میں چلی جاتی ہوں۔'' تجویز پیش کی گئی تھی مگر عائشہ کے سخت گھونے پر اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ بات بھلی نہیں ہے۔

وہ بے دلی سے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی تو عائشہ مصروف سے انداز میں لاونج میں بکھرا پھیلاوا اٹھاوانے لگی۔

''میں پہلی لڑکی ہوں گی جو انتہائی فضول جوڑا اپنے بہن کی مایوں میں ذیب تب کروں گی وہ غصے سے بولی تھی۔ مگر تب ہی ایک آواز جس نے وجود میں ویرانی بھر دی تھی اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی اور قوت ضبط اچانک ہی حملے کی زد میں آئی تھی۔'' بے ساختہ وہ نگاہ اٹھا گئی۔

سامنے ہی سفید شرٹ کے ساتھ براؤن پینٹ پہنے ہاتھوں میں چند بیگ اٹھائے داؤد عائشہ کی جانب متوجہ تھے۔''عزوہ کی نگاہوں کو پلیٹنے کا خیال بھی نہیں گزرا تھا۔اور مانو تمام یاددہانیاں پست پش چلی گئی تھی۔ نگاہیں سرور کے لمحے تسخیر کرتے دل کے قحط زدہ علاقوں میں رسد کی ترسیل پر پر کمر بستہ تھی۔ ''

''آپ کون سی وادی میں جا پہنچی ہیں محترمہ؟'' خیالات کی وادی میں دردر پھرتے داؤد کی گھمبیر آواز اُس کی سماعتوں پر ابھری مگر جواب ندادر۔

''لانبی لانبی انگلیوں والے مضبوط گندمی ہاتھ کے سلیقے سے ترشے ہوئے ناخنوں کی چٹکیاں اُس کی نگاہوں کے سامنے بجنے پر وہ چونکی، اور مانوں سے چونکی جیسے تمام زار آج باہر آنکلے ہوں۔''

''اسے رہنے دو داؤد! محترمہ کے مزاج برہم ہیں سامنے جوس کا گلاس رکھتے عائشہ متبسم سے گویا ہوئی اور عزوہ نے گہرا سانس لیا'' ''اس وقت وہ لبو کے قفل توڑنے کے حالت میں کہاں تھی۔ ماں نے جیسے مدد کو ہاتھ بڑھایا تھا۔''

''کیوں بھئی! مزاج کی برہمی کی وجہ جان سکتے ہیں ہم؟'' داؤد مسکرائے تھے۔

''ایسی بات نہیں ہے! میرا جوڑا خراب ہو گیا تھا تو بس... ''اپنی مخروطی انگلیاں باہم پھنسائے وہ دھیمی آواز میں بولی۔

''ارے یہ تو واقعی بہت گھمبیر صورت حال ہے بھئی۔۔ پھر کیا حال تجویر کیا گیا ہے۔'' گھونٹ بھرتے وہ پوچھ رہے تھے۔

''کہنا ہے جانے دیا جائے نیالانے مگر تم خود بتاؤ تنہا کیسے جانے دوں عائشہ گویا ہوئی تھی وہ تو جیسے ہونٹ سلی بیٹھی تھی۔مانو بات اُس کے متعلق نہیں کسی کو کے بارے میں کی جارہی ہو۔''

"اچھا چلو ایسا کرتے ہیں میری ساتھ چلو۔ پاس ہی میرے دوست کا بوتیک ہے وہاں سے لے لو من پسند جوڑا۔"

"نہیں!" بے ساختہ وہ کہہ اٹھی۔

"داؤد نے متحیر سا اُس کے انداز کو دیکھا۔"

"وہ! میرا مطلب ہے کہ آپ کو بہت کام ہوں گے میری وجہ سے پریشان نہ ہوں کوئی بات نہیں میں پہن لوں گی لمحہ لگا تھا سنبھلنے میں اپنے آپ کو عیاں کرنا دشواریاں لا سکتا تھا۔" داؤد مسکرا دیے تو اسے حوصلہ ہوا۔

"کس قدر مصیبت ہے متنبہ ہو کر انجان بن جانا۔ خود کو باندھنا آسان تو نہیں کیسے میں بڑھتے قدموں میں زنجیر ڈالوں کہ تم خود ہی بیڑیاں توڑ رہے ہو۔ حوصلہ مجتمع تو کرنے دو اپنے سامنے کھڑے ہونے کا۔" ارد گرد سے بے خبر وہ اپنے دل میں اٹھتی موجوں میں ڈولتی ابھرتی خود کو بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہو گیا! کیا بھروسہ نہیں رہا مجھ پر؟"

"ایسی بات نہیں"! ان کے فقروں پر وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

"بیٹا داؤد اتنا کہہ رہا ہے تو چلی جاؤ۔" عائشہ نے اجازت تھمائی تھی۔

"آؤ چلو یار! اُسے ویسے ہی گم سم بیٹھا دیکھ کر داؤد نے چشم زدن میں اُس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں قید کیا۔"

"اس غیر متوقع درِ عمل کر وہ ہڑبڑا ہی تو گئی تھی۔ ہتھیلوں میں مانو پسینہ آگیا تھا۔ کسی بھی درِ عمل سے پہلے داؤد اُسے اپنے ساتھ آگے لیے بڑھ گئے۔"

"ارے داؤد صاحب! کیسے ہیں، آپ یہاں؟"

"الحمدللہ!" وہ متبسم سے گویا ہوئے۔

"بھئی! رحیم انہیں سوٹ پسند کرواؤ اور تم باخوبی جانتے ہو کیسا۔"

"ارے آپ پریشان نہ ہو آئیں میم۔"

"وہ جو مشقت کے مراحل سے گزر رہے تھی۔" رحیم کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کس طرح کا سوٹ پسند کریں گی آپ؟"

"مجھے وہ دیکھا دیں۔ عزوہ نے ایک جانب اشارہ کیا خود کو مکمل طور پر داؤد کے جانب دیکھنے سے بعض رکھا تھا مگر نگاہ پر بس کہاں تھا۔ وہ تو پروانے کی طرح طواف کر رہی تھی۔"

''کیا تمہیں وہ پسند آئے گا۔داؤد نے ایک مینی کوئن کی جانب اشارہ کیا جو خوبصورت سا پیلے اور گولڈن کے امتیاج کا لہنگا پہنے ہوئے تھی۔ ''

''آپ کو پسند آیا؟'' وہ اپنے آپ کو کہنے سے روک نہیں پائی تھی۔

''ہاں! تم پر جچے گا بہت ''۔

''ٹھیک ہے یہ پیک کر دیں دوسری جانب اُس نے نگاہ تک نہیں اٹھائی تھی۔ ''

''تمہیں سچ میں پسند آیا ہے یا یوں ہی کہہ دیا ہے؟ ''

''تمہارا وجود دل میں آن بسا ہے داؤد سلمان پھر تمہاری پسند کی شے کی کیا بات کرتے ہو۔'' وہ بس سوچ گئی۔

''مجھ واقعی اچھا لگا ہے۔'' وہ بامشکل مسکرائی۔

''چلو وہاں سے اس کے ساتھ کی چوڑیاں بھی لے لو۔ ''

''نہیں اس کی ضرورت نہیں '' !

''اُفف! کیا اب ہر شے لیے اصرار کروانا ہے ''وہ مصنوعی نارضگی سے گویا ہوئے۔

''نہیں! سر کو نفی میں ہلایا۔اور آگے بڑھ کر اسٹال سے ہم رنگ چوڑیاں لینے لگی۔ ''

داؤد نے رش دیکھا تو چند قدم آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوتے موبائل میں متوجہ ہو گئے۔

"بیٹا کچھ دے دو اللہ کے نام پر" اپنے برابر میں آن موجود ضعیف پر انہوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

"مدد کر دو بیٹا! ضعیف کی پھر سے صدا پر داؤد نے اپنے جیب سے والٹ نکالا چند نوٹ ان کی جانب بڑھائے۔

"اللہ تجھے ہمشہ خوش رکھے بیٹا اللہ تم دونوں کی جوڑی ہمیشہ بنائے رکھے تم دونوں صدا ساتھ رہو۔ عزوہ کی طرف دیکھتے ہوئے داؤد کو دعا دی تھی۔

داؤد نے چونک کر پہلے عزوہ پھر ضعیف کی جانب دیکھا مگر ان کی غلط فہمی دور کرنے سے پہلے ہی وہ آگے بڑھ گئے اور الفاظ ان کے منہ میں ہی رہ گئے۔

=====

"خوبصورت تو پہلے بھی تھا وہ

ہم نے چاہا تو عجب ڈھنگ سے نکھرا ہے وہ "

"دہلیز پر کھڑے وہ بہت مدھم لہجے میں گویا ہوئے تھے۔"

''سنگھار میر کے سامنے کھڑی اپنی چوڑیوں کو پہنتی نگاہ اٹھا کر آئینے میں دیکھا تو خوبصورت تبسم لبو کے کنارے آن ٹھہرا مانو شکریہ کہا گیا ہو۔''

''اندر آنے کے اجازت ہے؟'' محبت کا سمندر آنکھوں میں بسائے پوچھا۔

''سفید شلوار قمیض پر مہرون رنگ کی شال لیے وہ شاندار لگ رہے تھے۔'' بے ساختہ ابیہا نے نظر اتاری تھی۔

''داؤد اُس کے برابر میں آن کھڑے ہوئے آئینے نے سراہا تھا دونوں کو۔''

''تمہارے لیے یہ لایا تھا سوچا۔خود پہناتے ہوئے تمہارے چہرے پر جو محبت کی تحریر رقم ہو گی وہ دیکھ لو۔''

سرخ گلاب اور موتیے کے گجرے انہوں نے سامنے کیے''

''ابیہا مسکرا کر نگاہ جھک گئی تو اس کے سنہری کلائیاں داؤد نے تھام لی تھی۔''

''ویسے تم یہ پیلا رنگ نہ پہنا کرو۔احتناط سے گجرے بند کرتے وہ گویا ہوئے۔''

کیوں! ابیہا متعجب ہوئی تھی۔نگاہ اٹھا کر خود کو آئینے میں دوبارہ۔

''کیونکہ تم اس رنگ میں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگتی ہو۔'' وہ اُس کی ناک کھینچ کر مسکراتے ہوئے بولے۔

"داؤد سلمان! وہ بھی ہنس دی۔ ویسے تمہیں مجھ پر سارے ہی رنگ اچھے لگتے ہیں۔"

"کیا مزید رنگوں کے بابت گفتگو پھر کبھی ہو سکتی ہے؟" "مجھ معصوم بچے کے سامنے اس قسم کی رومانوی باتیں کرنا زیب نہیں دینا۔

ازحف شرارتی لہجے میں کہا وہ کمرے کی چوکھٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

بے ساختہ داؤد اور ابیہا نے چہرہ گھومایا تھا۔

"واہیات انسان!" "تم نے ہمیشہ غلط وقت پر، غلط جگہ ہی آنے کی قسم کھا رکھی رہے داؤد سخت بدمزہ ہوئے تھے نزدیک آتے اس کو کان سے پکڑ کر اندر کیا۔"

"اوہ! بھائی خدا کے لیے رحم۔ میری مہندی ہے اور میں قطعی ہاتھی جیسے کان کے ساتھ فنگشن میں شامل نہیں ہوں گا۔ازحف نے دوہای دی۔

"تم اپنی حرکتیں ٹھیک کرو پھر۔" انہوں نے کان چھوڑتے کہا۔

"میری کیا غلطی بھئی! امی اور بڑی امی کے کہنے پر بلانے آیا ہوں۔"

"اچھا بس میں آ ہی رہا تھا۔"

"رہنے دیں! مجھے تو کوئی ارادے نہیں لگ رہے تھے۔ فضول گوئی بند کرو۔" ابیہا نے اُس کے شانے پر ہاتھ مارا۔

''آپ کہہ رہی ہیں تو...'' وہ شرارت سے بولا۔

داؤد اُسے گھورتے وہاں سے چلے گئے۔

''تم بھی ناز حف مت پریشان کیا کرو اُسے'' ایہا مسکراتے ہوئے بولی۔

=====

''برہان ہاؤس میں خوب گہما گہمی تھی۔ بڑوں کی خواہش پر مایوں اور مہندی کی تقریب یک ساتھ رکھی گئی تھی۔

اس وقت وہ چاروں ا سٹیج پر موجود تھے۔اور رسم ادا کی جارہی تھی۔''

''ماشاءاللہ عائشہ دونوں جوڑے بہت خوبصورت لگ رہے ہیں۔'' شگفتہ بیگم کے چہرے سے بھی خوشی ظاہر تھی۔

''ماشاءاللہ ! اللہ نظر بد سے بچائے آمین۔'' عائشہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''تمہارا میرے ہونے پر دل کے کام بڑھ گئے ہیں۔ پھرے کیسے بیٹھاؤ میں داؤد سلمان تم نے مجھ پر ظلم ہی تو کیا ہے میں تو موت کی راہ تک رہی تھی ایسے میں محبت کا سرا تم نے تھما دیا۔ ''

''میں بے قصور ٹھہری کے آپ کے ظاہر و باطن کے بے پناہ خوبصورت مجھے دائرہ کشش میں کھینچ لائی ہے۔ ''

وہ ایک جانب کرسی پر بیٹھی داؤد کو نگاہوں کے حصار میں لیے ہم کلام تھی۔

ارے! ہماری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔ شگفتہ بیگم کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تو اپنی توجہ ان کے جانب مبزول کی۔

"بہت شکریہ!" متشکرانہ تبسم لبوں پر آن سجا۔

عزوہ تمہیں رسم نہیں کرنی جاؤ اوپر فاطمہ نے کہا تو وہ خود کو سمبھالتی اسٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

=====

"یہ لہنگا اتنا خوبصورت نہیں تھا۔ مگر آپ نے پہن کر اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیے۔

"مسفرا کے کان میں ازحف کی سرگوشی ابھری تھی۔

"کئی لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی تھی وہ۔ ایسے میں ازحف کے تعریف پر چہرا جھکا گئی۔ "

"آپ کا مہر بالب رہنا اس جانب اشارہ کر رہا ہے کہ آپ کو یہ پسند نہیں آیا۔ "

نہیں آپ کی پسند بہت عمدہ ہے! ازحف کے استفسار پر اچانک بول اٹھی۔

"ہمم! بالکل اس میں کوئی شک نہیں وہ ہولے سے ہنس دیا۔"

"اپنے تمام حوصلے مجتمع کرتی وہ اوپر آئی تھی۔ ہاتھ میں ہلدی لیے اور مسفرا سے ہوتے وہ ابیہا کی جانب بڑھی دھیرے سے اُس کے گال پر لگائی تھی۔ "

"میری دعا ہے آپی آپ کو دنیا کی تمام خوشیاں نصیب ہو۔ لبوں سے دعا ادا ہوئی تھی۔ "

"ابیہا نے گہری سانس بھری۔ اوہ پاگل لڑکی کیا حالت بنالی تم نے اُس نے افسوس سے سوچا تھا۔ میرے پاس کوئی حرف تسلی بھی نہیں عزوہ جو میں تمہارے دامن میں ٹانک سکو۔ اگر میں نے اپنے لبوں کو کھولا تو تم بکھر جاؤ گی اور میں تمہیں ایسے نہیں دیکھ پاؤ گی۔ "

"عزوہ!" داؤد نے آواز دی۔

"راہ فرار پانا ہی چاہتی تھی مگر کہاں ممکن تھا۔" اُس کا دم اٹکا۔

"مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو گئی یا کوئی ناراضی ہے۔ کہ مجھے ہلدی لگانے کا ارداہ نہیں تمہارا۔ "

سب کی نگاہ اس کے چہرے پر ٹک گئی۔ اس صورتحال کا ذہن میں کہاں خیال تھا لمحے میں ہاتھ کپکپا گئے۔

"نہیں ایسی بات تو نہیں" !

"پھر لگا دو پیاری لڑکی۔ "ابیہا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ وہ بس ابیہا کی جانب دیکھے گئی۔

"آپ کو خبر ہو جائے تو کیا آپ مجھے یوں ہی متبسم انداز میں دیکھنے کی روادار ہوں گی۔ شرمندگی کا احساس اس کی قوت برداشت سے بڑھنے لگا تھا۔"

"ہلدی انگلیوں کے پر لیتے وہ داؤد کے نزدیک ہوئی۔ لغزش ہوتے پوروں سے گال کو چھا تو مانو انگلیوں سے انگارے دھکنے لگے۔ کس قدر دشوار عمل تھا۔"

"بہت شکریہ بھئی!" چہرے پر چراغاں کرتی مسکراہٹ نے لحظہ بھر عزوہ کو روکا تھا۔ مگر وہ سمبھل کر مسکرائی گئی۔

"اسکیوزمی! کیا آپ یہاں سے ہٹیں گی۔ کسی آواز نے اس کی مشکل آسان کی تھی۔" چہرا گھما کر پکار کی جانب دیکھا۔

"ہمیں بھی رسم کی ادائگی کا موقع فراہم کریں۔" داؤد پر نگاہ کیے صنم مسکرائی تھی۔

"جی ضرور! وہ نیچے اتر جانا چاہتی تھی جب ابیہا کے ہاتھ تھام لینے پر رک گئی۔"

"تم کہاں جارہی ہو؟ یہاں بیٹھو۔ برابر میں رکھی خالی کرسی کی جانب اشارہ کیا تو پھرے بیٹھاتی وہ وہاں براجمان ہو گئی۔"

بہت مبارک ہو داؤد تمہیں! اپنے کھلے سنہری بالوں کو پیچھے کی طرف جھٹکتے ہوئے اُس نے ہلدی اٹھائی تھی۔

"ویسے یہاں صرف بھائی کی رسم تو نہیں ہے۔" ازحف نے ٹوکا تھا۔

"ہاں! مطلب تمہیں بھی۔" صنم بے دلی سے گویا ہوئی۔

"بہت شکریہ! ان سے ملیں یہ ہیں مسفرا ابصار اور ان شاءاللہ جلد ہی مسفرا ازحف ہونے والی ہیں۔" ازحف متبسم سا گویا ہوا۔

"ہیلو"! وہ کہہ کر داؤد کی جانب متوجہ ہوئی۔

صنم کو اس لمحے داؤد کے سوا کسی سے کوئی سروکار نہ تھا۔

======

"اپنی ہاتھوں پر نام لکھوائیں گی آپ؟" مہارت سے مہندی کے بوٹے بناتے لڑکی نے استفسار کیا تھا۔

"بالکل کیوں نہیں"! وہ مسکرائی۔

رسم کے ادائیگی کے بعد مہندی کا دور چل رہا تھا۔ مسفرا اور ابیہا اندر لاؤن میں آرام دہ حالت میں بیٹھی مہندی لگوا رہی تھی۔

"عزوہ"! اس طرح گم سم کیوں بیٹھی ہو؟ ہاتھوں پر ہلکی سی مہندی کے بوٹے بنوائے وہ مرجھائی سی صوفے پر سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

مسفرا کے پکارنے پر سر اٹھ کر اُس کی جانب دیکھا۔

"کچھ نہیں آپیا! بس تھک گئی ہوں"! اور آپ نے بھی بلاوجہ اتنی مہندی لگوا دی۔

''اپنے اندر اٹھتے شور سے وہ گھبرا گئی تھی۔ خود کو ڈپٹا۔ عزوہ یوں کچھ کو ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو جاؤ اور سب کے سامنے لبو کے قفل توڑ دو۔ رہائی مل جائے کی اس گھٹن سے۔ مگر کیا ان نگاہوں میں جہاں تمہارے لیے محبت ہے نفرت دیکھنا برداشت کر پاؤ گی۔ دل نے آئینہ دیکھا تو وہ ہوش میں آن بیٹھی۔''

''کسی شے کی ضرورت ہو تو آپ بلا تکلف کہہ سکتے ہیں بھئی۔'' جوس کے گلاس سامنے رکھواتے ازحف نے کہا تھا۔

''تمہاری یہاں آمد کس لیے ہوئی ہے؟'' ایہا نے گھورا تھا۔

''بھئی! میں تو آپ لوگوں کی خدمت کا فریضہ اٹھا رہا ہوں۔''

''بہت ہی کوئی بدتمیز قسم کے انسان ہو چلو جاؤ ورنہ ابھی چھوٹی امی کو بلوا لینا ہے۔'' مسفرا کی جھجھک محسوس کرتے ایہا گویا ہوئی تھی۔

''جاتے ہیں! سنیں یہ میری دلہن ہیں۔''

ازحف نے مسفرا کے مہندی لگاتی مصروف سی لڑکی کو مخاطب کیا تھا۔ جس پر اُس نے متعجب سے دیکھا۔

''ان کی مہندی میں میرا نام لکھیے گا۔''

ازحف! چلے جاؤ یہاں سے ورنہ بہت ماروں گی۔ایبہانے اپنی مسکراہٹ قابو میں کرتے مصنوعی غصے سے کہا۔

"کیا یار! عزوہ تم قطعی میرا ساتھ نہیں دے رہی۔اُس کے نگاہ عزوہ پر پڑی تو مدد طلبی انداز میں کہا۔"

"آپی رہنے دیں بیچاری نئے نئے دلہا بن رہے ہیں۔خوشی سمبھالنا زرا مشکل سا کام لگ رہا ہے۔"

عزوہ کے فقروں پر سب بے ساختہ ہنس پڑے تھے۔

"تم سے مدد مانگی تھی مگر! جاؤ میں بات نہیں کرتا وہ خفا ہوا تھا۔"عزوہ اٹھ کر اُس نے نزدیک آن کھڑی ہوئی۔

"اچھا معذرت"! متبسم سا کہا گیا۔

"ایبہا! لگتا ہے بھائی نے گارڈ رکھ لیا ہے۔" ازحف کی نگاہ سامنے منظر پر تھی جہاں داؤد، صنم کے ساتھ اسی طرف آرہے تھے۔

"قسمت کی ستم ظرفی کہہ لو بیچاری کی۔" ایبہا ہنس دی۔

"عزوہ! آپ کو عائشہ آنٹی بلا رہی ہیں۔داؤد کے آتے ہی راہ فرار تو چاہیے تھا موقع وہ خود ساتھ لائے تھے۔"

عجلت میں قدم بڑھا دیے۔ارادہ ان کے نزدیک آنے سے پہلے ہی صوفے سے جانب سے آگے بڑھ جانے کا تھا مگر کف افسوس صنم اُسی لمحے داؤد کے نزدیک ہوئی اور فاصلے کی کمی اُس کے صوفے سے ٹکرانے کا سبب بنی تھی اور قدم غیر متوازن ہو چلے۔

"بڑی چابک دستی ہے داؤد نے اُسے سمبھالا تھا ورنہ وہ حقیقتاً زمین بوز ہو جاتی۔"

"ایک پل کو تمام وجود تھر تھرا گیا۔ جسم و جان میں حشر ہی تو برپا ہو گیا تھا۔

عزوہ ! چوٹ تو نہیں لگی وہ اُسے سمبھال کر کھڑا کرتے پوچھ رہے تھے۔سب فکر مند ہوئے تھے۔

اوہ! آپ کے کپڑے ! عزوہ نے اپنے ہاتھوں کی جانب نگاہ کرتے داؤد کو دیکھا۔

سمبھلنے کے وقت اُس کے ہاتھ میں داؤد کا کالر آیا تھا۔

"وہ شرمندہ ہی ہو گئی۔"

"معذرت میں غلطی سے ٹکرا گئی تھی! وہ منفعل سی گویا ہوئی۔"

"کوئی بات نہیں میں کپڑے تبدیل کر لوں گا۔" وہ مسکراتے ہوئے کہتے آگے بڑھ گئے۔

عزوہ! تم ہاتھ دھو لو ورنہ نشان رہ جائیں گے ابیہا نے پکارا۔

"نشان تو پہلے ہی رہ گئے ہیں۔" لب پھڑ پھڑائے تھے۔

"جی میں آتی ہوں۔ وہ بنا کسی کی جانب دیکھ باہر چلی گئی۔"

"میری آنکھوں میں وہ رنگ آن بسی ہیں داؤد سلمان۔ جنہوں نے اگر حقیقت پالی تو بہت سیاہی بکھر دیں گے۔"

"میرا دل تو کمزور تھا اُس میں نا جانے کہاں سے اتنا حوصلہ آگیا ہے کہ یہ کڑی مشقت پر مچل اٹھا۔ میں تو اندھروں کے حوالے ہو رہی ہوں مگر تم تو انجان ٹھہرے۔"

مستقل بجتے فون نے اُس کے تخیل آرائی پر ٹھراؤ ڈالا تھا۔

وہ اس وقت مسفرا کے کمرے میں تھی۔ نیند تو مانو روٹھی ہی چکی تھی۔ تکیہ گود سے ہٹا کر اس نے پاس پڑا موبائل اٹھایا۔

"اپیا! آپ کا فون ہے!" باتھ روم سے باہر آتی مسفرا کو مخاطب کیا تھا۔ تو اس نے مسکراتے ہوئے تولیہ رکھتے فون کو تھاما۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟" اس نے اٹھ کھڑے ہونے پر سوال کیا۔

"اس وقت دو محبت کرنے والوں کی گفتگو کے بیچ میں آنا سر قلم کروانے جیسا ہوگا۔" وہ ہنسی تھی۔

"بہت بدتمیز ہو تم!"" مسفرا کے لبوں پر مسکان آن ٹھری۔

اچھا دوائی لے لینا تم نے۔

مسفرا نے پیچھے سے پکارا تو وہ سر اثباتی میں ہلاتی وہ چلی گئی۔

"ماشاءاللہ ! بلا آخر قسم توڑ دی گئی ہے۔"

کون سی قسم؟ ازحف کے کہنے پر وہ متعجب سے بولی۔

مجھے فون کرنے کی وہ ہنسا۔

"موقع چاہئے آپ کو بس مجھے پریشان کرنے کا۔" لہجے میں تمکینت درآہی تھی مسفرا کے۔

ایسی بات نہیں ہے وہ بس! فقروے ادھورے رہے تھے۔

"کیا بس؟ تو کیا یہ خیال کروں کے آپ کا دل نہیں چاہتا۔" ازحف کا مقصد بس تنگ کرنا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے کچھ نہیں کہتا مگر آپ کی انگلیاں بہت خوبصورت ہیں ایسے تو نہ مروڑیں۔

اُس کے فقروں پر بے ساختہ مسفرا نے اپنے ہاتھ کھولے۔

"آپ کو کیسے پتہ؟" ! مسفرا کو استعجاب ہوا۔

دوسری جانب ازحف کا قہقہہ بلند ہوا۔ جاسوس چھوڑ رکھے ہیں آپ پر۔

"بھئی! محبت کرتے ہیں آپ سے آپ کی ہر ادا سے واقف کار ٹھہرے۔" وہ شان سے بولا۔

اچھا اپنے حنائی ہاتھوں کی تصویر دیکھنے کا حق تو دیں۔ ہم اپنا نام ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔

"بالکل بھی نہیں وہ صاف انکار کر گئی۔"

کیوں ؟ ازحف کو جھٹکا لگا تھا۔

"کل تک انتظار کریں۔"

"مگر مجھ سے یہ انتظار نہیں ہو گا آپ ابھی بھیجیں وہ ضدی لہجے میں بولا۔"

ازحف آپ بھی نا۔ اُس نے اپنا سر تھام لیا۔

"مسفرا! آپ کو علم ہے۔ آپ وہ پہلی لڑکی ہیں جسے دیکھ کر میرا دل پہلی بار کسی الگ لہہ پر دھڑکا تھا۔ پہلی نظر میں بھی محبت ہوتی ہے اس بات کا علم آپ کو دیکھ کر ہوا ہے۔ مجھے جیسے آپ کا ہی انتظار تھا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے نا کے آپ کے دل میں کسی احساس کی کمی محسوس ہوتی ہے مگر سمجھ نہیں آتا بالکل ویسے آپ کو دیکھ کر میرے دل میں محبت کا خانہ جو خالی تھا وہ مکمل ہو گیا۔" گھمبیر لہجے میں وہ مسفرا کے کان میں شہد انڈیل رہا تھا۔

"آپ کی آواز سن کر جو احساس مجھے ہوتا ہے وہ لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔" آپ سن رہی ہیں نا۔ دوسری جانب مکمل سکتہ تھا۔ مانو سانس تک تھم گئی تھی۔

جی ! سن رہی ہوں۔

آپ کچھ نہیں کہیں گی۔ میری دل کا احوال تو سن لیا۔

میں کیا کہوں ؟ سوال آیا تھا۔

کوئی بات نہیں ! بس کچھ گھنٹے پھر آپ سے اظہارِ محبت ہی سنا ہے۔ وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔

مجھے عزہ بولا رہی ہے۔ میں فون رکھتی ہوں۔ مسفرا کی ہڑ بڑاہٹ پر از حف کا قہقہہ گونجا۔

کس قدر بے باک ہیں یہ بھی ! سرخ ہوتے اپنے چہرے کو جھکا لیا پھر خود ہی اپنی حرکت پر مسکراتے ہوئے فون اٹھایا اور چند تصویریں بھیج دیں۔

=====

وہ کمرے کی کھڑکی میں کھڑی تھی آج کے گزرے خوبصورت لمحات کے ساتھ عزہ کا خیال دل پر وزن بڑھا رہا تھا۔ کوئی حل نہیں تھا اُس کے پاس اس مسلئے کا۔ ابیہا کو علم تھا کہ مسلئہ روگ بن جائے گا مگر وہ بے بس تھی۔

ابی ! داؤد کے پکار پر ان نے چہرا موڑا۔

""تم سوئے نہیں ابھی تک ؟"" ان کے ہاتھ میں تھمے چائے کے مگ پر نگاہ پڑی تو مسکرا کر پوچھا۔

''سوئی تو تم بھی نہیں؟'' وہ اندر آتے گویا ہوئے اور ایہا کے جانب کپ بڑھا کر اُسی کے ساتھ کھڑی ہو گئے۔

''چاند کی روشنی چھنتی ہوئی ایہا کے دلفریب چہرے پڑی تو انہوں نے نگاہ پر پہرا بیٹھالیا کہ ابھی لمحے محرم نہیں ہوئے تھے۔''

بے شک وہ اس لمحے خوبصورت لگ رہی تھی پیلے کاٹن کے جوڑے میں بالوں کو جوڑے میں باندھ رکھا تھا سفید دودھیا ہاتھوں پر لال سرخ مہندی سے خوبصورت نقش و نگار بنانے تھے۔

''آنکھوں سے شروع ہو کر کہانی الفت تک جا پہنچی

جب ہمیں ہوش آیا تو بات محبت تک جا پہنچی''

''کیا ہوا داؤد سلمان ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟'' اپنے ہاتھوں پر ان کے نگاہ جمے دیکھا تو استفسار کیا۔

کچھ نہیں! وہ متبسم سے گویا ہوئے۔

اچھا یہ بتاؤ! ابھی تک سوئے کیوں نہیں؟

بس خوشی کے مارے نیند ہی نہیں آرہی تھی۔

''اس گھڑی کا انتظار میں نے بڑی شدت سے کیا ہے ابی۔ تمھیں اپنی زندگی میں شامل کرنا میری سب سے بڑی خواہش تھی اور ان شاءاللہ کل یہ خواہش تکمیل پا جائے گی۔ کچھ گھنٹوں بعد تم میری ہو گی۔ تمام جملہ حقوق کے ساتھ۔ ان کے لہجے میں کتنا سکون تھا۔ ''

اچھا! وہ ہنس دی۔

بالکل! اور پھر میں نے سوچا اپنی کزن کو اُس کی شادی کی مبارک باد بھی دے دوں۔ خاصی شاندار قسم کا شوہر جو ملنے والا ہے۔ داؤد ہنس دیے۔

چلو ایسی بات پر میری ہتھیلی پر نام ڈھونڈو۔ بات کی تصدیق ہو جائے گی تم خوش ہو۔ ابیہا نے ہتھیلی آگے کی۔

''یہ مشکل تو نہیں دیکھاؤ۔'' انہوں نے ہتھیلی تھامی۔

''اور اگر نا تلاش کر پائے تو؟ ''

تو جو سزا دو منظور ہو داؤد بھی شاہانہ انداز میں گویا ہوئے۔

ٹھیک اگر ناکام ٹھہرے تو کل نکاح منسوخ کر دیا جائے گا۔

ابی! بے ساختہ داؤد نے پکارا۔

’’کون سے گھڑی قبولیت کی ہو علم کہاں ہوتا ہے۔ کہیں تمہارے لبو سے نکلے فقرے قبولیت کا درجہ نا پا جائیں۔‘‘

میں مزاق کر رہی تھی داؤد سلمان! داؤد کی نگاہوں میں ابھرتا خوف ابیہا سے مخفی نہ رہ سکا۔

تم یہ بات مزاق میں بھی مت کہو ابی۔

اچھا معذرت! ابیہا نے کان کو ہاتھ لگایا۔

ٹھیک ہے چلو تم اب آرام کرو! داؤد کے دل کو عجیب سے احساس نے جکڑا تھا۔ مگر وہ سمبھل گئے تھے۔

پر تم نے نام نہیں ڈھونڈا داؤد! وہ جانے کے لئے بڑھے جب ابیہا نے پکارا۔

’’کل! جب تم میری محرم بن جاؤ گی پھر وہ مسکرا دیے ‘‘

اففف داؤد سلمان! تم بھی نا چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جاتے ہو۔

’’بھلا یوں ہی مزاق میں کہی باتیں قبول ہوتی ہیں وہ ہنس پڑی۔‘‘

=====

عزوہ! اس قدر لاپرواہی۔ ابھی تک اپنی دوائیاں کیوں نہیں لی ہیں۔

مسفرا نہا کر باتھ روم سے باہر نکلی تھی تو اُس کی نگاہ سامنے ٹیبل پر پڑی۔ جہان ٹرے میں جوس اور دوائی ویسے ہی رکھی تھی۔

وہ کھڑکی میں کھڑی کوئی مجسمہ لگ رہی تھی ۔ مسفرا کے دل کو عجیب سے احساس نے چھوا۔

"عزوہ کیا بات ہے تم ٹھیک ہو؟" مسفرا نے بغور اُس کے چہرے کو دیکھا۔

"آنکھیں رسنی لگی تھی۔ دل کا درسوا ہونے لگا تھا، جان کو عذاب بھی تو چھوٹا نہیں لگا تھا۔ "

کچھ نہیں آپیا! آپ کے بغیر رہنا بہت مشکل ہے۔ ناجانے کیسے رہوں کے وہ جزبات پر قابو پا گئی۔

"میں بھی تو آپ سب کے بغیر نہیں رہ سکتی نا مسفرا کی آنکھیں بھی بھیگنے لگی۔

"ارے یہ کیا ہو رہا ہے؟" ابصار صاحب نے محبت سے دونوں کو سینے سے لگایا تھا۔

بچہ! ہم نے بہت سوچ کر آپ کا رشتہ ازحف سے جوڑا ہے مجھے یقین ہے ہماری بیٹی کچھ ہی دنوں میں ازحف اور اس کے گھر والو کے دلوں میں اپنی جگہ بنا لے گی ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں

ابصار صاحب نے محبت سے مسفرا کے ماتھے پر بوسا دیا تھا۔

میں پوری کوشش کروں گی بابا۔ آپ لوگوں کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

"ہمیں امید ہے بیٹا عائشہ نے محبت سے کہا۔ "

چلواب مشاطہ کے آنے کا وقت ہو گیا ہے دو تو بج گئے ہیں ویسے بھی۔ان کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

عزہ! پہلے دوائی کھالو پھر کچھ اور کرنا مسفرا نے اُسے کپڑے اٹھاتے دیکھا تو ٹوکا۔

=====

داؤد! ایک بار خود ہال چلے جاؤ۔اگر کوئی کمی بیشی لگے تو پوری ہو جائے گی ورنہ بعد میں کوئی مشکل در پیش نہ ہو۔

وہ لاونج میں بیٹھے کسی سے فون پر گفتگو کر رہے تھے جب عادل وہاں آئے تھے۔

جی پاپا! میں چلا جاؤ گا۔

''آپ رہنے دیں بھائی میں ہو آؤ گا۔آپ غالباً دیان بھائی کے انتظار میں ہیں نا؟''ازحف نے جواب دیتے استفسار کیا تھا۔

ہاں! کچھ دیر پہلے فون آیا تھا آنے والا ہے۔

چلیں آپ یہی رو کیں اریز بھائی کو رسیو کرنے کے لیے میں چلا جاتا ہوں۔

ٹھیک ہے تم چلے جاؤ۔مگر جلدی واپس آجانا اور بھائی صاحب سے پوچھ لو کوئی ضرورت تو نہیں انہیں۔

جی پاپا ! میں پوچھ لوں گا اور جلدی بھی آ جاؤں گا۔ وہ باہر عادل کے ساتھ ہی چلا گیا تو داؤد کسی کو فون ملانے لگے۔

ناجانے کیوں ان کے انداز میں بے چینی تھی۔

فارق آفس میں سب ٹھیک ہے نا کسی قسم کی پریشانی تو نہیں۔

"آپ فکر مندہ نہ ہوں سر سب ٹھیک ہے۔"

اگر کوئی بھی بات ہو گی تو میں سب سے پہلے آپ کو ہی فون کروں گا۔

ٹھیک ہے ! وہ دھیرے سے بولے۔

پر سر اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنی پریشانی سے آگاہ کر دیں۔ دوسری جانب سے جھجھکتے ہوئے پوچھا گیا۔

ناجانے کون سے بے چینیاں داؤد کے وجود میں گھول رہی تھی جن سے وہ آگاہ نہ تھے۔ حالات پر تو مکمل گرفت تھی پھر کچھ تھا دل کو مانو دھڑ کا سا لگ گیا تھا۔

نہیں فارق ! کوئی بات نہیں ہے داؤد نے ٹالا تھا۔ پھر سلسلہ منقطعہ کرتے لمبی سانس لی۔ اُنہیں لمحے ملازم نے کسی کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ وہ خود کو پر سکون کرتے اٹھ گئے۔

ابیہا پہلے کچھ کھالو ورنہ پھر افرا تفری میں وقت نہیں ملے گا۔فاطمہ نے اس کے جانب نوالہ بڑھایا۔

میرا بالکل دل نہیں چچی۔مجھے پتہ نئیں کیوں گھبراہٹ ہورہی ہے۔ابیہا کے انداز پر فاطمہ مسکرادیں۔

ایسا ہی ہوتا ہے جب ہم کسی بات بہت پر جوش ہوتے ہیں تو۔

اچھا چلو منہ کھولو۔انہوں نے منہ میں نولہ ڈالا۔

چند لقمے ہی وہ کھا پائی تھی مزید سے انکار کردیا۔

چلو جیسی مرضی مگر یہ جوس تو پی لو۔میں نیچے دیکھ آؤں بھابھی جان اکیلی مہمانوں میں گھیری ہیں۔ تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے بلوا لینا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ دوسری جانب متوجہ ہو گئی۔

السلام علیکم کیسے ہو یار ؟داؤد پر جوش سادیان سے معانقہ کیا تھا۔

وعلیکم السلام !اللہ کا کرم ہے ٹھیک ٹھاک۔اوہ نے مسکراتے ہوئے الگ ہوا۔

تم جیسے فضول دوست کی آمد کا مجھے ویسے یقین نہیں تھا۔داؤد متبسم سا گویا ہوئے۔

یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا تھا کہ داؤد سلمان صاحب شادی کر رہے ہیں۔اس لئے بھروسہ کرنے چلا آیا۔دیان کے فقروں پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

تم انتہائی فضول قسم کے انسان ہو جو کبھی نہیں سدھر سکتا۔

اور یہ بتاؤ! اتنی دیر سے آمد کیوں ہوئی ہے اور پھر انکل آنٹی کو بھی نہیں لائے۔داؤد اُسے لان میں ہی لے آئے تھے کہ اندر کافی گہما گہمی تھی۔

امی کی طبعیت کچھ بہتر نہیں تھی۔ورنہ ان کا ارادہ تھا مگر انہوں نے بہت دعائیں دی ہیں۔

ویسے اب تمہیں بھی شادی کر لینی چاہیے۔ملازم نے لوزمات رکھے تو داؤد نے چائے اس کی جانب بڑھائی۔

"ہاں خود کر رہے ہو تو کیا سب کی بھی کرواوگے دیان کی بات پر داؤد مسکرا دیے۔

ارے میں تو آنٹی کے لیے کہہ رہا ہوں۔۔خیر کوئی نظر و ظر میں ہے کیا تو بتاؤ وہ ایک آنکھ دبا کر شرارت سے گویا ہوئے۔

ابھی تک تو کوئی نہیں ڈھونڈ رہا ہوں جلد مل جائے گی۔وہ بھی انہیں کے انداز میں بولا تھا۔دونوں ہی اپنی باتوں پر ہنس پڑے۔۔

داؤد سلمان اور دیان سلطان کی دوستی اسکول سے وقتوں سے تھی۔

تعلیم مکمل ہوتے ہی دیان کا خاندان اسلام آباد منتقل ہو گیا تو تعلق میں دوری حائل ہو گئی مگر رابطہ مستقل رہا تھا۔

تقریباً تمام کام نمپٹ چکے تھے اس لیے داؤد خاصی آرام دہ حالت میں اس کے ساتھ محو گفتگو تھے جب موبائل بج اٹھا۔اسکرین پر جگمگاتا ابیہا کا نام انہیں چونکا گیا۔

کیا بات ہے ابی ! سب ٹھیک ہے ؟انہوں نے فکر مندہ سے پوچھا تھا۔

داؤد سلمان اپنے ذہن کے پردے پر وزن ڈالیں اور بتائیں کس کام کو کہا تھا میں نے ؟ابیہا کے لہجے میں دبا دبا سا غصہ تھا۔

کس کام کا؟وہ متجعب سا الٹا سوال کر گئے۔

تم واقعی بھول گئے داؤد سلمان ! میں نے تمہیں سے گلاب لانے کو کہے تھے لیوینڈر کے۔

ارے معذرت !انہوں بے ساختہ اپنے ماتھے کو چھوا۔

ناجانے کیسے میرے ذہن سے نکل گیا۔تم بے فکر رہو میں لاتا ہوں بس آدھے گھنٹے میں۔وہ عجلت میں گویا ہوئے۔

اتنی دیر میں داؤد سلمان !

ابی !تمہیں علم ہے لیوینڈر گلاب آسانی سے ملتے بھی نہیں ہیں۔وہ بچارگی سے بولے۔

ہاں بالکل آگاہ ہوں اس لئے ایک ہفتے پہلے تمہیں خبردار کیا تھا۔

اچھا! بس بیس منٹ عنایت کر دیں محترمہ! داؤد کے کہنے پر وہ راضی ہو گئی تھی۔

کیا ہوا بھئی کوئی مشکل؟ دیان نے ان کی جانب آتے استفسار کیا تھا۔

ارے نہیں! بس ابی نے مجھ سے پھول منگوائے تھے وہ میں بھول گیا اور تم جانتے ہوں اگر نہیں لایا تو اپنا مزاج برہم رکھے گی۔

بالکل! اور تم ایہا کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ اوہ ہنستے ہوئے گویا ہوا۔

مر و جاکر تم! اک تو محترمہ کو گلاب بھی نایاب پسند ہیں اب بندہ کہاں ڈھونڈے۔

چلو کوئی نہیں ڈھونڈتے ہیں۔ دیان کے کہنے پر داؤد نے سوالیہ نگاہ سے دیکھا۔

بھئی! دلہے صاحب کو میں اکیلے جانے تو نہیں دے سکتا نا کیا معلوم پھولوں کی تلاش میں وہ اپنی ہی شادی میں دیر سے پہنچیں۔ یہ رسک میں نہیں لے سکتا۔ وہ کہتا ان کے کے ساتھ چل دیا تھا۔

''کمرے میں اس وقت سکون تھا۔ ایہا سنگار میز کے سامنے بیٹھی تھی جب مشاطہ اُس کے زیور پر نظر ثانی کر رہی تھی۔ ''

"مرینہ! میک اپ بہت ہلکہ ہونا چاہئے۔ شمر مجھے پسند نہیں ہے۔" پہلے ہی ابیہا نے ہدایت جاری کردی تھی۔

آپ پریشان نہ ہو آپ کی مرضی کے مطابق ہی ہو گا۔ آپ مجھے اپنا لہنگا دیکھا دیں۔

"وہ ہے!" سامنے اسٹینڈ پر لٹکے لہنگے کی جانب اشارہ کیا۔

"ماشاءاللہ ! آپ کے شادی کا جوڑا بہت خوبصورت ہے اور خاصی منفرد بھی۔ نیلا رنگ کبھی دلہوں کو پہنے نہیں دیکھا ہے۔" ساتھ کھڑی لڑکی متعجب سی گویا ہوئی۔

ابیہا بے ساختہ مسکرا دی۔ میری شادی دراصل جس سے ہو رہی ہے نا وہ بہت منفرد ہے۔ تو میرے تمام شے کا الگ ہونا تو عام سی بات ہے۔"

اچھا اب دیر ہو رہے ہیں منہ دھو کر آتی ہوں آپ جب تک تیاری شروع کریں۔ وہ باتھ روم کے جانب بڑھتے گویا ہوئی۔

"فاطمہ داؤد دیکھائی نہیں دے رہا کافی دیر ہے کہاں ہے وہ؟"

ڈائینگ ٹیبل پر مٹھائی کے ڈبے رکھتے برہان صاحب نے مخاطب کیا۔

وہ کہی گیا ہے بھائی صاحب۔ مگر بتایا نہیں وہ مصروف سے انداز میں بولی۔

ایک تو یہ دونوں بھی نا۔ وقت دیکھو کیا ہو رہا ہے وہ از حف بھی ابھی تک نہیں لوٹا ہے۔۔ برہان صاحب نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

ارے آپ فکر نا کریں سب وقت پر ہو جائے گا اور آپ چل کر بیٹھیں میں چائے لاتی ہوں۔ شگفتہ بیگم ان کے نزدیک آئیں۔

''نہیں بھئی بہت کام رہتے ہیں۔ ''

بھائی صاحب سب ہو جائے گا۔ آپ جائیں بھابھی میں بھجواتی ہوں۔ فاطمہ کے کہنے پر وہ برہان صاحب کے ساتھ لاؤنج میں چلی گئی۔

سر میں اٹھتی درد کی لہر کو اس نے برداشت کرنا چاہا مگر مانو وہ جان نکالنے کے درپہ تھی۔ باتھ روم کی چوکھٹ پر وہ چند لمحے ٹھہر گئی۔ تکلیف اس قدر شدید تھی کہ آنکھیں رسنی لگی۔

ارادہ آگے بڑھ کر دوائی لے لینا کا تھا مگر ہمت تمام ہو چلی ایہانے قدم بڑھانا چاہا مگر نگاہوں نے منظر دیکھنے سے انکار کر دیا۔

درد کی شدت نے جسم میں سنسناہٹ دوڑا دی تھی۔

بے ساختہ اُس کے منہ سے اللہ نکلا اور اگلے ہی لمحے وہ لہراتے ہوئے زمین بوس ہوئی۔

کیسے ہیں آپ دیان بھائی؟ ازحف اٹھتے ہوئے اس سے معانقہ ہوا تھا۔

بلکل ٹھیک! بھئی تم تو کافی بڑے ہو گئے شادی وادی کر رہے ہو۔ اس نے چھیڑا تھا۔

آپ تو کر نہیں رہے۔ سوچا میں ہی کر لوں تو شاید آپ کو کچھ شرم آجائے ترکی باترکی جواب آیا تھا۔ دیان کا قہقہہ گونج اٹھا۔

اس وقت بھی تم لوگ باتیں کر رہے ہو وقت دیکھو چھے بجنے والے ہیں۔ شگفتہ بیگم نے برہم ہو کر ٹوکا تھا۔

آپ پریشان مت ہوں ابھی ہو جاتے ہیں۔۔ جمیلہ یہ ابی کو دے آؤ۔ شگفتہ بیگم کو جواب دیتے داؤد نے ملازمہ کو پکارا۔

چلو دیان روم میں! اور تم ساتھ چلو اگر اکیلے تیار ہونے کے لیے چھوڑا تو تم نے لڑکیوں کو بھی مات دے دینی ہے داود شرارت سے گویا ہوئے۔

بھائی آج تو بخش دیں! وہ مسکینیت سے بولا۔

بیگم صاحبہ وہ اوپر .....

جلدی اوپر چلیں! ایہابی بی بے ہوش ہو گئی ہیں۔ ملازمہ کی گھبرائی ہوئی آواز سب کے اوسان خطا کر گئی۔

عجلت میں سب ایہا کے کمرے کی جانب دوڑی تھے۔

ابی! ابی آنکھیں کھولوں کیا ہوا ہے؟ داؤد متفکر سے پکار رہے تھے۔

اس وقت ایک افرا تفری مچ گئی تھی۔

شگفتہ بیگم روتے ہوئے اُس کے ہاتھ سہلا رہی تھی۔

ازحف ڈاکٹر کو فون کردیا بیٹا؟ عادل کے سوال پر وہ سب سر ہلا گیا تھا۔

کوئی فکر یا پریشانی تو نہیں جس نے ان کے اعصاب ہر گہرا اثر ڈالا ہو؟ ڈاکٹر نے استفسار کیا تھا۔

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔ فاطمہ کی جانب سے جواب آیا تھا۔

''اور کوئی تشویش کی بات تو نظر نہیں آتی ہے۔ بلڈ پریشر بس زیادہ ہے۔ موسم کا بھی اثر ہو سکتا ہے۔ اور پھر دلہنیں اپنی شادی کو لے کر بھی فکر مند ہو جاتی ہیں۔'' میں نے انجکشن دے دیا ہے کچھ گھنٹو میں ہوش آجائے گا آپ لوگ دھیان رکھیں کوئی فکر نہ لیں یہ۔

ٹرٹمنٹ کے بعد وہ ہدایات گنوا رہے تھے۔

''تم ٹھہرو میں چھوڑ آتا ہوں۔'' ازحف ڈاکٹر کو باہر تک چھوڑنے جانے لگا تو دیان نے روک دیا۔

"اب کیا ہو گا برہان صاحب؟" "سب مہمان ہال میں پہنچ چکے ہوں گے۔اور کچھ ہی دیر میں ابصار صاحب بھی پہنچ جائیں گے۔ شگفتہ بیگم کی پریشانی فطری تھی۔

"شادی ملتوی کر دیتے ہیں بڑی امی۔" ازحف نے دھیمی لہجے سے بولا۔

"نہیں ازحف! یہ مناسب خیال نہیں ہے۔ معملہ بے شک پریشان کن ہے مگر ہم ابصار انکل کو مشکل میں نہیں ڈال سکتے ہیں۔ "

"داؤد درست کہہ رہا ہے۔یوں شادی ملتوی نہیں کی جا سکتا وہ بھی آخر لمحے۔" برہان صاحب بھی فکر مندی سے گویا ہوئے۔

"مگر کیا حل تلاشیں ہم بھائی صاحب؟ عادل نے سوالیہ نگاہ سے دیکھا۔ "

"پاپا! آپ ازحف کی بارات لے کر جائیں یوں بارات کا نہ آنا بہتر نہیں۔ "

"مگر بھائی!" داؤد کے بات پر ازحف الجھا۔

"داؤد کا کہنا مناسب ہے بیٹا۔ مسفرا کے بارے میں بھی سوچو۔ وہ وہاں دلہن بنی تمہاری منتظر ہے۔"

"پر مما بھائی سے پہلے میری شادی۔" وہ راضی نہیں تھا۔

”کیسی فضول گوئی کر رہے ہو ازحف۔اس وقت یہ باتیں ضروری نہیں ہیں کے کس کی شادی پہلے ہو رہی ہے۔حالات کا کیا تکازہ ہے اس پر نظر ثانی کرو۔“ جاؤ تم تیار ہو۔انہوں نے حکمی انداز میں کہا۔تو وہ سر جھکا گیا۔

”آپ سب بھی ہال جانے کی تیاری کریں۔میں ہوں ابیہا کے پاس اور فاطمہ،مسفرا کی رسم میں کوئی کمی نا آنے دینا تم۔“

میں جانتی ہوں ابیہا کو لے کر تم فکر مند رہو گی مگر میں ہوں یہاں تم اُس بچی کے جزبات کا پورا خیال رکھنا۔شگفتہ بیگم کی بات پر وہ آنسو صاف کرتی اٹھ گئی۔

”کبھی کبھی لگتا ہے خوشیاں ایک پل کی دوری پر ہیں مگر جب ہاتھ بڑھاؤ تو وہ کئی میل کے فاصلے پر جا کھڑی نظر آتی ہیں۔“

”متعدد بار تمہیں کل سے اپنی نگاہوں میں دلہن بنا دیکھا ہے۔

مگر نا جانے تقدیر کو کیا منظور ہے۔جہاں آج بندھن مضبوط ہونا تھا۔تمام جملہ حقوق اپنے نام کروانے تھے مگر جو نصیب میں لکھا ہی نا ہوں وہ کیسے ہو سکتا ہے انسان تو نا جانے کیا کیا سوچتا ہے پر ہوتا وہ ہے جو قسمت میں لکھ دیا گیا ہو۔“ وہ مجسمہ بے بسی بنے کھڑے ابیہا کو تک رہے تھے جو تمام حالات سے بے پرواہ پر سکون نیند میں تھی۔

''وہ ان کی ہوتے ہوتے رہ گئی تھی لمحوں نے کایا پلٹ دی تھی۔''

''داؤد پریشان مت ہو۔ان شاءاللہ صبح تک ابیہا کو ہوش آجائے گا۔''ان کی خاموشی وجود پر شگفتہ بیگم کی نگاہ پڑی تو تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

چلواز حف اکیلا پریشان ہو رہا ہو گا دیان نے شانے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دینا چاہا اس لمحے لفظ کہاں میسر تھے۔

وہ گہری سانس لے کر رہ گئے۔

======

''سب خیریت ہے برہان صاحب؟ آپ سب کے چہروں پر پریشان رقم معلوم ہوتی ہے۔ ''

سب کے وجود پر چھایا سناٹا عجب کہانی بیاں کر رہا تھا ابصار صاحب فکر مندی سے گویا ہوئے۔

''ابیہا بھی ابھی تک نہیں پہنچی ہے فاطمہ ؟'' عائشہ نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو ان کے آنکھیں برسنے لگیں۔

عادل نے تحمل سے انہیں تمام معملے سے آگاہ کرنے لگے۔

برہان صاحب! آپ نے تو ہمیں پرایا کر دیا۔ابیہا کی طبعیت اتنی خراب ہو گئی آپ نے بتایا تک نہیں۔

"ہم یہ شادی ملتوی کردیتے۔ وہ جب سنبھل جاتی تو ہم ساتھ بچوں کا نکاح کر لیتے۔"

ہماری بچی کی صحت زیادہ ضروری ہے ابصار صاحب بھی پریشان سے گویا ہے۔

"بے شک وہ اعلیٰ ظرف انسان تھے۔ برہان صاحب نے تشکر بھری نگاہ سے ان کی جانب دیکھتے معانقہ ہوئے۔

"نہیں ابصار انکل!" یہ مناسب نہیں تھا پھر اتنے لوگ بھی آچکے تھے۔

"اور آپ فکر مند نا ہوں ایسا اب بہتر ہے۔ داؤدان سب کے جانب آئے تھے۔ وہ ابھی ہال پہنچے تھے۔"

نکاح کا وقت نکالا جا رہا ہے پہلے ایجابِ و قبول کی رسم ادا کر لی جائے وہ متبسم سے گویا ہوئے۔

"ابھی تو مطلع صاف ہونا تھا یہ کسی آندھی آن چلی۔ جس نے آپ سے رنگ کھینچ لیے۔ آپ کے لبو پر بکھرا تبسم، وہ چہرے پر چھایا سکون کیسے یوں جدا ہو سکتا ہے۔ میری دعائیں آپ حق میں کیوں کر نہ قبول ٹھہری۔"

"آپ ٹھیک تو ہیں نا!" وہ دیوانہ وار داؤد کے جانب دوڑی تھی۔ کچھ لمحے پہلے ہی اُسے آگاہی ہوئی تھی طوفان کے آنے کی۔

وہ دیان کے ساتھ اسٹیج کی ایک جانب کھڑے محو گفتگو تھے جب اپنے پیچھے پریشان کن سی آواز ابھرنے پر پلٹے۔

"میں ٹھیک ہوں!" وہ دھیرے سے مسکرا دیے۔ مگر ان کے لبوں پہ در آیے تبسم میں چھپا درد اُس کے نگاہ سے مخفی نہ رہ سکا تھا۔

"ایسا آپی ٹھیک نہیں تو آپ بہتر کیسے ہو سکتے ہیں؟" داؤد نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا۔ وہ ان کو پڑھ رہی تھی۔

"محبت، محبوب کو پڑھنے کا ہنر دیتی ہے۔ داؤد سلمان آپ بھی تو اس ہنر سے آشنا ہو پھر حیرت کیسی۔"

"وہ بھی ٹھیک ہے!" "تم مضطرب ہو کر اپنی حالت نہ بگاڑ لینا۔" انہوں نے دھیرے سے ان کی ناک دبائی۔ چہرا لمحے میں روشن سا ہونے لگا لمس کے حدت ہی ایسی تھی وہ سحر میں جکڑنے لگی۔"

"اُف آپ تو میرے حوصلو کے بندھ توڑنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اتنی جرت کہاں سے لاؤں کے لب مقفل بھی رہیں اور حالت راز بیاں بھی نہ ہو۔" اپنے تمام جزبات کو ایک تجوری میں رکھ کر ضبط کی مہر لگا دی ہے۔

"دوسری جانب دیان بہت دھیان سے اس مجسمہ سازانہ کو دیکھ رہا تھا جو دنیا سے بے خبر کسی اور جہان میں موجود تھا۔" وہ اس لمحے نگاہ بھی نہیں جھپک پایا تھا۔

عزوہ! داؤد نے پکارا تو وہ بھی چونکا تھا۔

"میں دعا کروں کی آپ کے لبوپر حقیقی مسکراہٹ آن بسے۔" وہ کہہ کر چلی گئی اور داؤد اس لمحے میں ٹھہر گئے۔

دیان کو لگا مانو اس کے جاتے اپنے اطراف میں تمام شے نے سانس لی تھی۔

"ان دونوں کے مابین ہوئی گفتگو کو نا سمجھی سے اپنے ذہن میں ضرب کرنے لگا مگر حاصل کچھ نہ ہوا۔" داؤد کے انداز بہت سادے تھے۔ان کا کسی لڑکی سے اتنا بے جھجک ہونا اُسے متعجب کر گیا۔

"داؤد کون تھیں یہ!" وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

یہ مسفرا کے بہن ہے.... ایہا سے کافی دوستانہ ہے... بلکہ سب سے ہی تو سب پریشان ہو گئی ہو گی۔داؤد نے مفصل انداز میں جواب دیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد مسفرا کو اسٹیج پر لایا گیا۔سرخ رنگ کے لہنگے میں، چہرا گھرے غازہ و سرخی سے مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔

بے شک وہ ایسی دلہن لگ رہی تھی جس پر نگاہ ٹھہر جائے۔ازحف نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے برابر میں بیٹھایا تھا۔

دونوں کے ساتھ آتے ہی بے شمار تصویریں بننے لگی۔وہ جو پہلے ہے گھبرا رہی تھی رہی سہی کسر ازحف کی خود پر ٹھہری نگاہ نے پوری کر دی۔

=====

"وہ عجلت میں آگے کی جانب بڑھ رہی تھی جب ڈوپٹہ کسی چیز میں اٹکا تھا۔ "

"دل ویسے ہی پریشان سا تھا وہ الجھ گئی۔بے اختیار دوپٹہ پکڑ کر کھینچا تھا مگر وہ بری طرح سے اٹک تھا "

"کس قدر مصیبت ہے۔" بے اختیار لبوں سے فقرے ادا ہوئے۔

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو کیا میں آپ کی مدد کر دوں؟" وہ زمین پر پنجو کے بل بیٹھی تھی اجازت کرتی پکار پر نگاہ اٹھائی۔

دیان سینے پر ہاتھ باندھے لبوں پر گہرا تبسم لیے کھڑا تھا۔

"نہیں شکریہ!" اجازت رد کر دی گئی تھی مگر مسلسل خود پر ٹکی نگاہ سے وہ الجھی تھی۔

"رہنے دیں محترمہ مجھے کرنے دیں۔" وہ نزدیک ہوتا ہوا نیچے بیٹھا تو عزوہ یک دم اٹھ گئی۔ میرا دوپٹہ نہیں خراب ہونا چاہیئے۔

اس کی بات پر چند لمحے دیان کے ہاتھ رو کے پھر مسکراہٹ ضبط کرتا سر ہلا گیا۔

"آپ تو اب ہماری خراب زندگی سمبھلے کی محترمہ۔" وہ سوچ کر رہ گیا۔

"لیجیئے!" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"مدد کرنے کا شکریہ!" وہ بے توجہی سے آگے بڑھی۔

"سنیں!" دیان کی پکار پر اس نے تھم کر دیکھا انداز سوالیہ تھا۔

"آپ کے چہرے پر رقم محبت کی تحریریں جچتی ہیں۔ان رنگوں میں چاہنے کا رنگ غضب لگے گا۔" اپنی بات کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا مگر وہ ایک قدم نا بڑھ سکتی۔

"کیا انہیں ادراک ہو گیا ہے۔ دل نے خوف کے پنجرے میں پر پھڑ پھڑائے۔"

"نہیں یہ ممکن نہیں یہ راز تو خود سے بھی ابھی تک میں نے نہیں کہا۔

دل میں چور بیٹھا تھا صاف اظہار بھی ذہن نے سمجھنے سے انکار کر دیا۔ خوف اس قدر تھا کہ لفظوں پر توجہ ہی نہ دی۔"

”حد سے دیان! صاف لفظوں میں بھی تو کہا جا سکتا تھا اب معلوم نہیں اشارے کناروں میں گفتگو کا مفہوم بھی معلوم ہوا کہ نہیں۔“

”خود ہی ہم کلام ہونے کی عادت کہاں کے پال لی بھئی۔“ داؤد نے شانے پر ہاتھ رکھ کر متوجہ کیا۔

”کیسے ہو داؤد؟“ دیان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی صنم کی آمد نے مانوُ سے سمبھلنے کا موقع دے دیا تھا اس لمحے وہ قطعی داؤد سے بات کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

”میں تمہیں کب سے تلاش رہی ہوں۔ تم نے نکاح ملتوی کر دیا۔“

”کیا نہیں ہے بس حالات کی وجہ سے التوا کا شکار ہو گیا ہے۔“ کچھ توقف کے بعد وہ بولے۔

”ہاں! اچانک بیمار بھی تو ایسا ہو گئی۔ ویسے مجھے بہت برا لگا لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔“

لہجے میں افسردگی کی رمق تھی مگر انداز قطعی یہ ظاہر نہیں کر رہے تھے کہ اُسے افسوس ہے۔

”لوگوں کا کام کہنا ہی ہوتا ہے صنم اور مجھے اس سے کوئی فرق بھی نہیں پڑتا۔“ داؤد قدر سختی سے گویا ہوئے تو صنم کے لبوں پر قفل پڑا۔ ورنہ اُس کے خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا یہ خبر سنے کے بعد۔

’’فاطمہ یہاں تو دو دو شادیاں تھی نا پھر! مطلب تمہارے بڑے بیٹے داؤد کی بھی تو تھی کیا ہوا جو اچانک آخری لمحے رک گئی؟‘‘

’’سنا ہے ابیہا بیمار ہو گئی ہے اب کیا نہیں ہو گی؟‘‘ دو چار مزید خواتین متوجہ ہوئی تھی ان کی جانب۔

’’شادی کے التوا ہونے کے بابت سب کو خبر ہو چکی تھی مگر دل زخمی کرنے کا موقع کہا جانے دینا تھا۔

’’جی بس اچانک! معلوم نہیں کیسے تحمل سے فاطمہ نے جواب دیا تھا۔ ورنہ کچھ سوالوں کے جواب مشکل ترین ہوتے ہیں۔ ان کا دل ہزار آنسو رو رہا تھا اس لمحے۔

اچانک آج کے دن کیا ابیہا اس شادی سے خوش نہیں تھی؟

’’کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ سمینہ! کیوں خوش نہیں تھی وہ۔ بیماری وقت دیکھ کر تو نہیں آتی فاطمہ کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا تھا۔ ‘‘

رخصتی کا وقت ہو گیا ہے میں آتی ہوں۔ مزید سوالوں کی زد سے بچنے کے لیے وہ آگے بڑھ گئی۔

مگر ان کی سماعتیں لوگوں کے فقروں سے محروم نہ ہو سکیں۔ کہ لوگوں کی زبانوں کو چٹپٹے ذائقے کی لت لگی ہوئی تھی۔

=====

"داؤد نے ازحف اور مسفرا کے استقبال میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھ چھوڑا تھا۔ سرخ گلاب زمین پر بچھے ان کے استقبال کے منتظر تھے۔

لاؤنج کو بھی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا کہ رسم کے ادائگی وہی ہونی تھی۔ "

کافی لوگ تو ہال سے ہی رخصت ہو گئے تھے مگر کچھ تھے جن کی دلہن کے ساتھ گھر آمد ہوئی تھی۔ مقصد ابیہا پر گزرے سیاہ سائے کی جھلک دیکھنا تھی۔

قسمت اس لمحے مہربان ہوئی تھی۔ ابیہا بیدار نہیں ہوئی تھی اور وہ بہت سی بے رحم نگاہوں سے بچ گئی تھی۔

کچھ وقت ٹھہر کر چند رسموں میں شریک ہو کر سب نے رخصت سفر باندھ لیا تھا۔

بھابھی ابیہا جاگ گئی۔ وہ صوفے پر بیٹھی خلاؤ کو گھور رہی تھیں جب فاطمہ نے پکارا۔

بھابھی! دوبارہ پکار پر وہ چونک اٹھیں خالی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

میں ابیہا کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔۔ فاطمہ کی آواز بھی روندھا گئی۔

ہاں وہ سو رہی ہے ابھی۔ شگفتہ بیگم کی آنکھیں برس اٹھیں۔

بڑی امی! پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاءاللہ۔

داؤدان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوئے۔

"معاف کرنا فاطمہ میرے شعور میں یہ بات ہے تم بارات میں کئی مشکل مرحلوں سے گزری ہو گی میں تمہارے ساتھ نہ تھی۔ یہاں تو چند سوالوں نے میرا حوصلہ چھین لیا تھا۔ "

یوں نہ کہیں بھابھی! ابیہا بیٹی ہے میری مجھے قطعی کوئی فرق نہیں پڑتا لوگوں کی منہ زوری سے۔ آپ خیال نہ کریں۔ فاطمہ نے انہیں گلے لگایا تھا۔

ازحف تم ابھی تک یہاں کیوں ہو بیٹا جاؤ مسفرا انتظار کر رہی ہو گی۔

فاطمہ نے ازحف کی طرف رخ کیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

آپ سب بھی چل کر آرام کر لیں رات بہت ہو گئی ہے۔" برہان صاحب نے نشت برخاست کرنی چاہی تھی۔

بھابھی اب آپ آرام کریں میں ہوں ابیہا کے پاس۔

"امی!" داؤد کی پکار پر فاطمہ نے ان کیا جانب نگاہ گی۔

"سرخ ہوتی نگاہیں ان کی صبر کی چغلی کھا رہی تھی۔ اپنے بیٹے کے دل کی حالت ان سے چھپی تو نہیں تھی۔ مگر مانو قسمت نے جو کھیل رچایا تھا سب مہر بہ لب رہ گئے تھے۔ "

"وہ اٹھے گی تو تمہیں آگاہ کر دوں گی۔" داؤد کے سوچ پڑ لی تھی انہوں نے۔ تم بھی آرام کرو جاؤ۔

فاطمہ کے کہنے پر تھکے قدم انہوں نے کمرے کی جانب بڑھا دیے۔

=====

"میں معذرت چاہتا ہوں مسفرا! خبر ہے آپ کے استقبال میں کمی ضرور واقع رہی ہے ہو گی۔"

"ازحف یوں کہہ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔ آپ سے جڑے رشتے مجھ عزیز ہیں پھر میرا ابھی تو ان سے ایک رشتہ قائم ہوا ہے۔

ایہا مجھے بھی بہت عزیز ہیں۔ اور پھر کہاں کوئی دقیقہ باقی رکھ چھوڑا کسی نے۔ بلکہ میں تو شرمندہ ہوں کے ایہا کی ایسی حالت تھی اور میں بے ضروری رسمیں ادا کر رہی تھی۔"

مسفرا کے مدھم گفتگو نے ازحف کے دل پر وزن کم کیا تھا۔ اُس نے گہری سانس لی تھی۔

"آپ نہیں جانتی آپ نے میرے وجود کو کس قدر سکون عطا کیا ہے۔" اپنی جیب سے مخمل کی ڈبیا نکالتے وہ گویا ہوا تھا۔

یہ آپ کی منہ دیکھائی۔ نازک سی انگھوٹی مسفرا کی انگلی میں پہناتے محبت سے اس کی جانب دیکھا۔

مسلسل سگریٹ کا دھواں ہوا کے سپرد ہو رہا تھا مگر دل میں اٹھتی نارسائی کی تڑک انہیں سکون کے دو پل نہیں لینے دے رہی تھی۔

کئی خواب تھے جو اس رات کے حوالے سے دیکھے تھے سب بکھر گئے تھے۔ کمرے میں سے اٹھتی سرخ گلاب کی مہک میں انہیں سانس لینے میں دشواری سے محسوس ہو رہی تھی اسے لیے وہ کمرے سے ملحق بالکی میں آن موجود ہوئے تھے۔

"ایہا کے ہوش میں آنے پر کیا ہو گا۔ یہ سوچ ان کے وجود پر خنجر کی طرح لگ رہی تھے۔"

داؤد! خوف کی گتھیوں میں الجھے تھی جب دیان نے پکارا۔

"کچھ دیر سو جاتے داؤد!" وہ ساتھ آن کھڑا ہوا اور ان کی انگلیوں میں دبا سگرٹ نکال کر زمین پر پھیک دیا۔

وہ بے بسی سے مسکرا دیے۔ نہیں نیند نہیں آ رہی تھی یار۔

"داؤد فکر مندہ ناں ہو پھر ابھی تو ایہا کو بھی تم نے سمبھالنا ہے۔ "

"کیسے فکر مند نہ ہوں دیان ! یہ سوچ میری روح میں پیوست ہو رہی ہے ابی کیسے یہ سب سمبھالے گی۔ "

"داؤد جو ہونا تھا اب ہو گیا ہے ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا مگر وہ ٹھیک ہو جائے گی تو نکاح کی رسم ادا کر لیں گی زیادہ پریشان مت ہو۔"

ہم ٹھیک کہہ رہے ہو۔داؤد پر سوچ انداز میں گویا ہے۔

=====

"انجانے احساس کے تحت وہ بیدار ہوئی تھی۔نگاہ سیدھے سامنے کھڑکی سے آتی سفید روشی پر پڑی۔کئی لمحے ادراک ہونے میں لگے تھے۔" ماحول کا اندازہ ہونا خاصی دشوار عمل واقع ہوا تھا۔ ذہن کے پردے پر کوئی لمحہ یادتازہ نہیں ہو رہی تھی۔وہ اٹھ بیٹھی تو نگاہ سامنے رکھے لیوینڈر گلاب پر جا ٹھہری۔

اور لمحوں میں منظر نمایاں ہو گیا۔شعور نے آ گائی پکڑی تو لبوں پر سسکی آن ٹھہری۔

تم درست تھے۔داؤد سلمان "کب کون سی بات قبول ہو جائے کچھ علم نہیں" ۔۔چہرا آنسوں سے تر ہو گیا۔

======

"ایسے نا دیکھیں جاناں قسم سے پہلے ہی آپ کی محبت میں گرفتار ہیں اگر یوں ہی دیکھتی رہیں تو نا جانے کیا کر بیٹھیں ہم۔"

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی نگاہ موبائل میں مصروف ازحف کے وجود پر تھی۔جب اچانک وہ بول اٹھا۔تو وہ بس مسکرا گئی۔

"اچھا چلیں ایہا بھی جاگ گئی ہوں گی۔ان سے مل لیتے ہیں۔"مسفرا کے فقرے مکمل ہونے سے پہلے ہی دروازہ بج اٹھا تھا۔

"ماشاءاللہ ! بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔فاطمہ نے محبت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ایہا اٹھ گئیں تو میں ان سے ملاقات کرلوں۔ "

ہاں ! آؤ چلو۔فاطمہ اُسے لیے کمرے سے نکل گئیں۔

"کیسی ہیں آپ ایہا؟" مسفرا کے استفسار پر بس دھیرے سے مسکرا کر کھڑی ہو گئی۔

"مبارک ہو بہت تمہیں!" معانقہ کرتے ہوئے کہا گیا۔

"آپ مجھے مبارکباد نہیں دیں گی کیا ایہا؟" ازحف متبسم سا گویا ہوا۔

"بہت معذرت ازحف کل کے لیے۔ "

"ایہا!" ایسے نہ کہیں وہ اس کا ہاتھ تھام کر نزدیک آیا۔آپ نے ہمیں ڈرا دیا تھا یار پھر ایسا نہ کرنا۔

"اچھا یہ باتیں تمام کرو اور جو کل تم میرے پیسے مار گئے ہو وہ لوٹاؤ ابیہا نے ماحول کو بہتر کرنا چاہا۔"

"ہیں کیسے پیسے؟" وہ تعجب میں گھرا۔

"دروازہ رکھائی، پلو رکھائی اور بھی بہت سارے ہیں لسٹ بعد میں واٹس ایپ کر دوں گی۔" وہ شرارت سے بولی۔

"او مگر ابیہا میری پاس ایک سکہ تک نہیں ہے چائیں تو تلاشی لے لیں۔" وہ معصومیت سے گویا ہوا۔

"مجھے اس بات میں کبھی شک نہیں گزارا زحف کہ تم انتہا کنجوس ہو۔" آج تو کم سے کم اپنی بیوی کے سامنے اپنی عزت کروالو۔

"ان کے درمیان چھڑ جانے والی خوبصورت سے نوک جھوک نے کچھ لمحوں کے لیے ماحول کو پر فضا بنادیا تھا۔"

"داؤد سلمان! بالکنی میں رکھی کرسی پر وہ آنکھیں موندے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ابیہا نے دھیرے سے ان کے کاندھی پر ہاتھ رکھا کر پکارا تو انہوں نے گہری سانس لی۔

''کب سے وہ اسی آواز کے تو منتظر تھے۔ پکار کیا پڑی مانو تمام تر حبس کے باوجود فرحت سی محسوس ہونے لگی۔''

''آؤ بیٹھو یہاں!'' داؤد نے تمام حوصلوں کو مجتمع کر لیا تھا۔ دھیرے سے نگاہ وا کیے دیکھ کر مسکرائے۔

''معذرت کا لفظ بہت چھوٹا ہے داؤد سلمان۔ مگر میرے پاس بس یہ ہی ہے۔''

''نہیں ابی! ایسا کچھ نہیں ہوا ہے ادھورے خوابوں کی تکمیل جلد پوری ہو گی۔'' داؤد دھیمی مگر گھمبیر آواز میں گویا ہوئے۔

''تم نے ٹھیک کہا تھا داؤد کب، کون سی، کیا بات، قبول ہو جائے اس بات کی آگاہی نہیں ہوتی انسان کو۔ معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے تو بس مزاق میں کہا تھا، مگر میرے فقرے حقیقت کا لبادہ اوڑھ گئے۔'' ابیہا نے بامشکل اپنے نگاہوں کو برسنے سے روکا تھا۔

''جو لمحے گلاب نہ ہوئے وہ لمحے مہتاب ہوں گے ابیہا۔'' یہ وقت جلد ہی آئے گا ان کے ہونٹوں کے کناروں پر تبسم آن ٹھہرا۔

''کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟'' عزوہ کی پکار نے ماحول پر سے بوجھل پن کو کم کرنے میں مدد فراہم کی تھی۔

"آؤنا عزوہ!" ابیہا دھیرے سے مسکراتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں نا ابی!" بے قراری میں وہ داؤد کا تخاطب استعمال کر گئی تھی۔

"محبت میں محبوب کا عکس ہو جاتے ہیں ہم۔" بڑی شدت سے ابیہا کے دل سے پکار آئی تھی اُس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

داؤد نے بھی نگاہ بھر کر اس کی جانب دیکھا۔ نگاہیں شبِ خوابی کا شکار معلوم ہوتی تھی۔ چہرے پر رقم تحریر واضح تھی کہ شدید اضطراب میں رات کا ایام گزرا گیا ہے۔

"میں کس قدر فکر مند تھی آپ قطعی انداز نہیں کر سکتی ہیں۔" رات کے پہر کو انگلیوں پر دہائی کی طرح گزرا ہے۔ اُس کے فقروں سے ظاہر تھا کہ کیسے دفع الوقتی کیا گیا ہو گیا۔

"یہ لڑکی اتنی مشکل راہ پر چل کر بھی اتنی مطمئن کیسے ہے۔" عزوہ کی اس قدر بے فکری پر وہ حقیقتاً متعجب ہوئی تھی۔

"اور اس انتہا درجے کی غفلت پر اگر تمہاری طبعیت ناساز گار ہو جاتی تو؟" داؤد سوال کر رہے تھے۔ اس نے ایک نگاہ ان کے جانب کی۔

"نہیں! دل بڑا بے رحم ہو چلا ہے نئے جھمیلے جو آن لگے ہیں اسے۔" عزوہ کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

"داؤد صاحب آپ کو نیچے برہان صاحب بلا رہے ہیں ملازمہ کی پکار نے اُسے مشقت سے آزادی دی۔"

"اپنا خیال رکھو عزوہ،" وہ دھیرے سے کہتے آگے بڑھ گئے۔اور قہقہے مدھم سی ہونے لگی۔

"تم میرے لیے فکر مند تھی عزوہ؟" خیالات کی بدلیوں میں کھوئی تھی جب ابیہا کے سوال نے ہاتھ تھم کر پکارا۔

"یہ کیسا سوال ہے ابی "! مجھے خوف لاحق ہو چلا تھا... آپ جانتی ہیں داؤد کس قدر متفکر تھے اور ...آپ کو علم ہے انہیں آپ کے بغیر کوئی نہیں سمبھال سکتا۔"

"ان کے متبسم چہرے کے پیچھے کس قدر اضطراب تھا اس بات کا اندازہ آپ سے بہتر کسے ہو سکتا ہے بھلا ابی۔"

"تم جب مجھے ابی کہتی ہو تو مانو لگتا ہے داؤد سلمان کی پکار ا ہو"...

"ابیہا کے فقروں پر وہ دیوانی حواس میں لوٹی۔"

"اپنے احساس کے یوں عیاں ہو جانے کا خیال اُسے سہما گیا..." عزوہ نے اپنے لبو کے کنارے کو دانتوں میں بے دردی سے کچلا۔

"معذرت! میرا ذہن اس قدر منتشر تھا کہ مجھے احساس تک نہ ہوا۔" وہ پیشمان سی ہوئی تھی۔

''یوں معذرت نہ کرو... بلکہ مجھے تمہارے لبو سے نکلا یہ تخاطب خوبصورت لگا۔'' اجازت تھمائی تھی ابیہا نے۔

''وقت کی لگام جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوں گی... ادھوری خواہشیں ان قریب مکمل کی جائیں گی میں دعا گو ہوں جلد آپ دونوں ایک ہو جائیں گے عزوہ کے فقروں میں سچائی کی چمک تھی ابیہا بس مسکرا دی۔

''جانا نے کون سے محبت کی مسافر ہو چلی ہے یہ دیوانی لڑکی۔

محبت ہے مگر پانے کا خیال تک نہیں۔ منزل کے بغیر راستے پر قدم نج فرمائے۔ ''

=====

''اُفف! میں کس قدر اجاگر ہو رہی ہوں... اگر جو ابیہا آپی میرے دل میں پنپتے جزبات تک رسائی پا جاتیں تو....'' یہ خیال ہی کس قدر روح فنا کر دینے والا ہے۔

''کس قدر جان لیوا احساس تھا جو اُس کے روح کو مٹھی میں لینے لگا۔''

''خوف غالب آیا اور تنفس کو بے قابو کر گیا اور کھانستے ہوئے دھری ہوتی دیوار کے سہارے سمبھالنے کے ناکام کوشش کرنے لگی۔''

''آپ ٹھیک ہیں؟'' دیان نے فکر مندی سے پکارا۔

بے قابو سانسوں کو بحال کرتی، دھندلائی آنکھیں اٹھا کر دیکھنا چاہا۔

''میں پانی لاتا ہوں....'' وہ حواس باختہ سا دوڑا تھا۔

''ادھر بیٹھیں!'' ہاتھ تھام کر پاس پڑی بینچ پر بیٹھایا۔

عزوہ نے لغزش ہوتے ہاتھوں میں بوتل کو تھاما تھا۔

آپ ٹھیک معلوم نہیں ہوتی ہیں عزوہ میں کسی کو بلاتا ہوں۔ چند لمحے لگے تھے اُسے سمبھلنے میں خوش قسمتی تھی کہ وہ سمبھال گئی تھی۔

''ٹھہریں! میں بہتر ہوں۔'' ٹوٹے فقروں میں کہا گیا۔

''مگر! آپ پریشان نہ ہوں۔'' دیان کے چہرے پر رقم پریشانی واضح تھی۔ یقیناً وہ گھبرا گیا تھا۔

''وہ اب قدرے سمبھل چکی تھی مگر جسم مانو بے جان سا معلوم ہوتا تھا۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئی تھی مگر پیروں نے ساتھ نہ دیا تو واپس بیٹھ گئی۔

''چند گہری سانس لی تھی...'' خود کو پر سکون کرنے کے لیے۔

بہت شکریہ آپ کا... سرگوشی میں لب پھڑپھڑائے تھے۔

''تشکر کیسا محترمہ!'' مگر اب بھی آپ چاہیں تو ہم ہاسپتال جا سکتے ہیں وہ اب بھی متفکر تھا۔

نہیں! اُس کے ضرورت نہیں... آپ؟

اُس پر نگاہ تھی جب اچانک عزوہ کورات کا منظر ذہن کے پردے پر ابھرا۔

"اوہ! غالباً آپ مجھے پہچان گئی۔وہ مسکرایا تھا۔ "

"یہاں کیسے! عزوہ کو خوف ہوا تھا اس سے۔اس شخص پر تو میرے دل کے راز طشت از بام ہیں۔"

بھئی داؤد سلمان کا دوست ہوں۔دیان کے فقروں پر اس کا دل لرزا۔

"اچھا! خیر ایک بار بھی تشکر میرے مدد کے لیے لحظہ بھر لگا تھا سے اٹھنے میں۔مزید وہاں بیٹھے کا حوصلہ کہاں سے لاتی۔"

"میری بات تو سنیں! عجلت میں اٹھ جانے پر دیان متغیر ہوا تھا۔مگر وہاں ہوش کیسے تھا۔

"ہم! لگتا ہے حقوق کے ساتھ گفتگو کا شرف بخشیں گی آپ محترمہ۔" وہ مسکرادیا۔

====

"ابیہا! کہاں جا رہی ہو بچے؟" شگفتہ بیگم کی نگاہ اس پر پڑی تو استفسار کیا۔

"دوستوں کے ساتھ لنچ کا ارادہ ہے امی!" سوچا دل بہل جائے گا۔ابیہا کے فقروں میں لرزش تھی۔

"یہ بہتر کیا تم نے۔" شگفتہ بیگم متبسم سی گویا ہوئی تو وہ باہر نکل گئی۔

"دل سوکھے پتے کے مانند لرز رہا تھا۔دوستوں سے ملاقات ایک بہانا تھی اصل مقصد اُس کا ڈاکٹر سبرین سے ملنا تھا۔

گزرے دو روز میں اُس کی حالت مزیز بگڑی تھی۔" جس نے ابیہا کے وجود کو خوف میں گھیر لیا تھا۔

"سنو! گھر میں کسی کو آگاہ نہ کرنا کہ میں کہا آئی ہوں..." گاڑی سے اترتے ابیہا نے ڈرائیور کو ہدایت دی تھی تو وہ سر اثباتی میں ہلا گیا۔

"میرے مولا! زندگی ہمیشہ مجھ پر مہربان رہی ہے۔ناجانے کیوں خوف لاحق ہو چلا ہے مجھے۔وہ انتظار کی مشقت اٹھا رہی جب منتشر الخیالی نے اُسے ہولا رکھا۔ ایک ایک لمحہ مانو صدی برابر معلوم ہو رہا تھا۔

"ابی! مستقل پکار پر بھی جواب ندارد تھا۔" داؤد متردد ہی تو ہوئے تھے۔ابیہا کبھی دروازہ مقفل نہیں کرتی تھی۔ان کا تردد میں مبتلا ہونا واجب تھا۔

مزید کئی دستک پر قفل کھلا تھا۔

ابی! کیا ہوا ہے؟ داؤد کے چہرے پر خوف کے سائے تھے۔ابیہا نے ساکت نگاہ ان پر ٹکا دی۔

"بولوابی! تم ٹھیک ہو؟" داؤد نے حواس باختہ ہو کر ابیہا کے ہاتھ تھامے تو وہ چونکی اٹھی۔

"ہاں! مجھے کیا ہونا ہے۔ لحظہ بھر میں وہ سنبھلی تھی۔

"دروازہ کیوں مقفل تھا یار۔" وہ چلتے ہوئے اندر کی جانب بڑھے تھے۔

میں نہا رہی تھی اور شاید غلطی سے ہو گیا ہو گا میں نے دھیان نہیں دیا۔ لہجے پر قابو پاتے ابیہا بھی ان کے پیچھے پلٹی۔

"تم رو رہی تھی؟" اچانک انہوں نے سوال کیا تھا۔

"ابیہا کے قدم لرزے۔ وجود میں سنسناہٹ دوڑی۔ "

"نہیں... نہیں تو "...

"کوئی بات ہوئی ہے! کوئی پریشانی ہے تمہیں؟" وہ نگاہ اُس پر جمائے سوال کر رہے تھے۔

"اور اس لمحے ابیہا کو محسوس ہوا اپنے محبت کرنے والے سے جھوٹ بولنا دنیا کا سب سے مشکل ترین کام ہے۔ "

"تم خواہ مخواہ ہی مضطرب ہو جاتے ہو داؤد سلمان منہ دھوتے ہوئے فیس واش چلا گیا تھا اور کوئی بات نہیں۔ "

"تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں! مگر تمہارے وجود پر آئی کوئی بھی ضرب مجھ سے برداشت نہیں ہوتی ہے۔"

"داؤد سلمان! کسی کو اتنا نہیں چاہتے کہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی محال ہو جائے۔" ایہا کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

"داؤد اکثر زندگی وہ نہیں دیتی جو ہم اُس سے مانگتے ہیں۔ یہ اکثر ہم سے بہت کچھ چھین لیتی ہے اور ہمارے پاس سوائے صبر کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ وہ بے خیالی میں گویا ہوئی۔"

"ہاں مگر بدلے میں بہت کچھ دیتی بھی تو ہے بلکہ لینے سے پہلے جینے کے سہارے مہیا کرتی ہے۔" داؤد متبسم سے بولے۔

ایہا کے ذہن میں کسی وجود کا سایہ لہرایہ۔ سہارا اتھما دیا تھا زندگی نے "...

"افف! کس قدر جان لیوا ہے یہ خیال۔" ایہا نے کرب سے نگاہیں مچ لیں۔

"ابی آپ یہاں!" لاؤنج میں بیٹھی وہ کوئی بے خیالی میں رسالہ کے ورق پلٹ رہی تھی جب آہٹ پر چونکی۔

"کیوں بھئی! کیا ہماری یہاں آمد ممنوع ہے۔" داؤد متبسم سے کہتے اندر آئے تھے۔

‘‘سفید شرٹ پر نیوی بیلو رنگ کی پینٹ پر وہ بہت وجیہہ معلوم ہوتے تھے۔ چہرے پر بکھرا ابتسم ان کے دل کا احال سنا رہا تھا۔’’ عزوہ کے وجود میں کہکشاہ سی بکھر گئی۔

‘‘نہیں... ایسی بات تو نہیں۔’’ وہ حواس باختہ سی ہی تو ہو گئی تھی ان کے آمد پر ہڑ بڑا کر کھڑی ہوئی۔

‘‘ابیہا کو اپنے وجود میں سنسناہٹ سی محسوس ہونے لگی۔ ’’

‘‘جو قدم وہ اٹھانے والی تھی وہ بہت دشوار ترین تھے۔ کئی بار دل نے پلٹ جانے کو کہا... بغاوت کرنے لگا... مگر اب لوٹ جانے کا وقت تمام ہو چلا تھا۔ وہ خود غرض نہیں ہونا چاہتی تھی۔ وہ مجسمہ محبت تھی۔ وہ مجسمہ محبت کی تحریر ہی رہنا چاہتی تھی۔ ’’

‘‘ابی! کھڑی کیوں ہیں بیٹھیں نا...’’ وہ خود کو سمبھال چکی تھی ہوش لوٹے تو نگاہ دوسری جانب اٹھی۔

‘‘باقی سب کو بھی لے آتے داؤد اچھی محفل لگ جاتی ابصار صاحب مخاطب ہوئے تھے۔’’

جی انکل ان شاءاللہ پھر کبھی... وہ مسکرا دیے تو بات کا رخ بدل گیا۔

عزوہ! وہ عائشہ کے ساتھ بیٹھی گفتگو کرتی رہی تھی پھر اُسے پکارا۔

"جی ابی! بھئی چلو تمہارے کمرے میں چلیں شادی کی بہت ساری تصویریں ہیں وہ دیکھانی ہیں۔ اپنے لہجے کی لغزش کو ابیہا نے بامشکل قابو میں رکھا تھا ورنہ حال تو یہ تھا سسکیوں کے سوا کوئی پکار نہ ہوتی۔"

داؤد نے استعجاب سے ابیہا کی جانب دیکھا تھا کچھ ان چاہا سا محسوس ہوا تھا۔ یکا یک اس کا عزوہ سے ملنے آنا اور اب اس طرح تنہا گفتگو کرنا۔ اپنے ذہن کو جھٹک کر وہ باتوں میں مشغول ہو گئے۔

"اچھی ہیں نا تمام تصویریں۔" موبائل پہ نگاہ جمائے وہ پوچھ رہی تھی۔

بالکل! مسفرا آپی کس قدر خوبصورت لگ رہی ہیں۔" عزوہ کی مکمل توجہ اسکرین کی جانب تھی جب اچانک تصویر بدلنے پر داؤد کا عکس آیا۔"

"مسکراتے لب پل میں سمٹے.. یہ شاید اچانک لی گئی تصویر تھی جس میں وہ دیان کے ساتھ کھڑے تھے چہرے پر فکر عیاں تھی لب بھی تبسم سے جدا تھے۔"

"تمہیں داؤد سلمان پسند ہے نا عزوہ؟" دفعتہً ابیہا کے فقرے گونجے۔

"ہاں بہت!" وہ غائب دماغی سے گویا ہوئی۔

"تو محبت ہو گئی تمہیں اس سے؟" ایہانے پھر سوال کیا۔لب ہولے سے مسکرا دیے مگر کتنا کرب تھا مسکراہٹ میں مانو کوئی کند چھری سے ذبح کر رہا ہو۔اس لمحے عزوہ کا منہمک ہونا ایہا کے لیے بہتر ثابت ہوا تھا۔

"نہیں! وفا... " لبوں نے تمام پردے چاک کر دیے تو اُسے ہوش میں لوٹنے کا خیال آیا۔

"خود کو عیاں کر دینے پر وہ ہڑ بڑائی۔" نگاہیں سختی سے میچ لیں۔مانو کبھی نہ کھولنے کا ارادہ باندھ لیا ہو۔

"عزوہ! مجھے آگاہی تھی..." ایہا کے فقروں نے اُس کے جان سو کھ لی۔چہرا جھکا اور آنسو تواتر سے بہنے لگے۔

"مجھے معاف کر دیں ایہا! میں اس معملے میں بے قصور ٹھہری ہوں۔"

"مجھے خبر نہ ہوئی کب میں اس راہ کی مسافر ہو گئی مگر میں اپنی حدود سے آگاہ ہوں۔مجھے معاف کر دیں... " اس نے ہچکیوں سے روتے ایہا کے ہاتھ تھامے۔

"مجھے علم ہے عزوہ! تم اپنے حدود جانتی ہو۔پر اگر میں کہوں کے ان باندھ کو توڑ دو تو... " ایہا کی بات پر اُس کے عصاب شل ہو کر رہ گئے وہ سکتے میں گھری رہ گئی۔

"عزوہ کیا میرے داؤد سلمان اپناؤ گی۔"

"ابیہا! خدا کے لیے..." عزوہ نے بے ساختہ اُس کے لبوں پر ہاتھ رکھا۔

"میرا مزید امتحان نہ لیں... اپنے عیاں ہونے پر میں نگاہ اٹھانے کے قابل نہ رہی۔

آپ کی گناہ گار ہوں سزا جو تجویز ہوگی مجھے منظور ہے مگر یہ نہ کہیں۔

میرا رب گواہ ہے... کبھی داؤد سلمان کو پانے کے تمنا نہیں کی ...

کبھی ان کے ساتھ کی دعائیں نہیں مانگی ہیں... آپ کو اور داؤد سلمان کو ساتھ دیکھنے کی خواہش ہر لمحہ رہی ہے۔اپنے وجود کو کبھی درمیان میں لانے کی خیال آرائی بھی نہیں کی ہے۔"

"تو میں چاہتی ہوں عزوہ تم اُس کے ساتھ کی تمنا کرو۔

دل کے صندوق کے قفل توڑ کر اپنے جزبات کو آزادی کا پروانا دے دو۔

اُسے جیت لو اُس سے... تڑپ کر اُس کے ساتھ کے لیے اللہ سے دعائیں مانگو۔ وہ تمہارا ہو جائے... صرف تمہارا۔"

"میرے بعد وہ آباد رہے تمہارے ساتھ تم سمبھال لو اُسے اپنا لو اسے۔"

ابیہا کے بے ساختگی میں کہتے فقروں پر وہ ساکت ہی تو رہ گئی۔ مانو کسی نے روح کھینچ لی ہو وجود سے۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ... میری عقل سلیم اس قابل بھی نہیں... آپ کے بات عسیراالفہم معلوم ہوتی ہے۔"

ایبہانے نم نگاہوں سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔

"عزوہ! تم کمزور نہیں پڑ سکتی ہو... وقت کے اس دشوار ترین دور میں تمہیں حوصلہ انگیز ہونا پڑے گا۔ "

"میری زندگی کا باب تمام ہونے کو ہے عزوہ! تمہارا ساتھ داؤد سلمان کے ساتھ توازل سے لکھا جاچکا ہے۔" ایبہا کے لبوں نے سرگوشی کی تھی۔

"موت تو میرے تعکب میں ہے۔ آپ کو تو ابھی داؤد سلمان کے ساتھ زندگی کی راہ پر کہکشاہ بکھرنی ہے..." وہ تڑپ کر گویا ہوئی۔

"اپنی محبت کے جگنو تمہاری ہتھیلی پر رکھ رہی ہوں انہیں روشن رکھ لو۔" لغزش بھری آواز گونجی۔

"مجھے میری محبت کی اتنی بڑی سزا نہ سناہیں ابی... وہ سسک ہی تو اٹھی تھی... میرے وجود میں اتنا حوصلہ نہیں ہے۔"

"جرت کرنی پڑتی ہے، پنکھ پھیلانے پڑتے ہیں.. محبت پانے کی تمنا کرنی چاہئے۔"

ابیہا کے فقروں پر خوف کے سائے اُسے اپنے پروں میں سمیٹنے لگے۔

''وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی مگر مانو آنسوؤں کا قحط پڑ گیا وہ بے بسی سی نگاہ اٹھائے ابیہا کو تکنے لگی۔

''قسمت پلٹ گئی تھی۔''

''سزا نہیں ہے یہ! مجھ پر احساس ہوگا تم مجھے زندہ رکھ کر داؤد کو کھونے سے بچا لینا۔'' ابیہا ہاتھ تھامے منتیں کر رہی تھی۔

''بساط بکھر گئی تھی... تمام مہرے اپنی جگہ سے ہٹ گئے تھے۔''

===

''نا جانے کیا ہو گیا ہے۔ابیہا نا جانے کون سے قفل لبوں پر لگائے بیٹھی ہے۔ہر لمحے پتہ نہیں کہاں کھوئی کھوئی سی رہتی ہے۔''

پکارو تو یوں چونک جاتی ہے مانو جیسے موجود ہی نہ یہاں۔اس پر گرتی ہوئی اس کی صحت۔فاطمہ پریشان کن انداز میں گویا ہوئی تھی۔

''تم درست کہتی ہو فاطمہ! برہان صاحب بھی یہ ہی کہہ رہے تھے۔۔میں نے پوچھا بھی تو بات ٹال گئی نا کسی سے ملتی ہے نا کمرے سے باہر آتی ہے اپنے کمرے میں بس مقید ہو کر رہ گئی ہے۔''

"پہلے میں سمجھی کے شاید شادی کا ملتوی ہونا... اور پھر لوگوں کی باتیں... پر اب تو دو ماہ ہو گئے ہیں مگر....." شگفتہ بیگم کو بھی بھی پریشانی و فکر مندی آن گھیرا تھا۔

"السلام علیکم!" آپ سب پریشان نہ ہوں... داود نے لاؤنج میں آتے دونوں کو سلام کرتے کہا تھا غالباً وہ تمام گفتگو سن چکے تھے۔

"پریشانی کی تو بات ہے نا۔" ہمیں تو کسی بات سے آگاہ کرتی نہیں تم ہی پتہ کرو بچے۔

شگفتہ بیگم نے کہا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گئے متفکر تو وہ بھی تھے۔

"ازحف ابھی تک گھر نہیں لوٹا کیا؟" داؤد سامنے میز پر چائے رکھتی مسفرا کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔

"ابھی نہیں..." ارے لیں وہ آ گئے۔ جواب اُس کے لبو میں تھا جب ازحف کو اندر آتے دیکھا۔

"کہاں غائب ہو بھئی؟ آج کل تو آفس میں بھی دیکھائی نہیں دیتے۔" داؤد شرارت سے گویا ہوئے۔

"ارے! مگر ان کی تو گھر میں بھی آمد خاصی تاخیر سے ہوتی ہے؟" مسفرا نے متعجب سے ازحف کے جانب نگاہ کی۔

"بھئی کیاماجرہ ہے یار! مجھ سے تو کہتے ہو گھر جارہاہوں... آفس سے جلدی نکل جاتے ہو۔" لبو کے گوشے سے پھوٹتا تبسم انہوں نے چھپایا۔

"بھائی!" ان کے صاف جھوٹ پر وہ متغیر ہی تو رہ گیا تھا۔

"ازحف کیاہے یہ بچی منتظر ہوتی ہے۔ تمہاری شادی کو وقت کتنا ہوا ہے۔اور یہ حرکات مرتکب ہو رہی ہیں..." شگفتہ بیگم برہم ہوئی تھی۔

"بڑی امی! اس نے تو گھومے جانے سے بھی انکار کر دیا ہے مسفرا کے ساتھ۔" داؤد نے مزید گھی ڈالا تھا۔

"اف بھائی! بہت ہی کوئی فضول قسم کے انسان ہیں آپ یار۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے میں سائیڈ پر تھا اس لیے زرا تاخیر ہو جاتی ہے۔" مسفرا کی گھورتی نگاہ پر اُس نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی تھی۔

"بیگم صاحبہ! ابیہا بی بی ...ان کو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ درد سے تڑک رہی ہیں۔"

فقرے کیا تھے روح قبض کرنے کا منتر تھا... حواس باختہ سے سب ابیہا کے کمرے میں دوڑے تھے۔

''مہلت تمام ہو چلی تھی... وہ دروازے میں استادہ تھی داؤد کے نزدیک آتے ہی غش کھا کر ان کے حصار میں گر پڑی۔

سفید پڑتے چہرے سے حالات کا اندازہ لگانا مشکل تو نہ تھا۔

بے اوسان وہ اُسے لیے باہر کے جانب بھاگے تھے۔''

======

یااللہ! کیا ہو گیا ہے ابیہا کو؟ سسکیوں بھری آواز شگفتہ بیگم کے لبوں سے ادا ہو رہی تھی۔

سب ائی سی یو کے باہر تھے... وہ سب مضطرب سے ہی تو موجود تھے۔ مانو سانسوں کی آمد و رفت پر بھی وزن ہو۔

بھائی صاحب فکر مند نہ ہوا بیہا ٹھیک ہو جائے گی... عادل نے شانے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ تھمایا تھا۔

دروازہ کھلا تھا.... ڈاکٹر کے باہر آنے پر سب ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

''ڈاکٹر! ابیہا... وہ... کیسی ہے... وہ ٹھیک تو ہے؟ بے ربط فقروں سے داؤد کے وحشت زدگی کا اندازہ لگانا مشکل تو نہ تھا۔

''فلحال تو وہ بہتر ہیں... مگر! ڈاکٹر کے ادھورے جملے نے وجود میں سنسناہٹ طاری کی تھی۔

’’مجھے اندازہ ہے... آسان فہم نہیں ہے یہ جاننا مگر ’’...

’’آپ کہیں ڈاکٹر حوصلہ ہے ہم میں سننے کا۔’’ برہان صاحب کی آواز ابھری۔

’’مریض کی حالت سنگین ہے... جس اسٹیج پر وہ ہیں... شاید ہی کوئی معالجہ انہیں ٹھیک کر سکے...’’ ڈاکٹر نے دھمی آواز میں تباہی کی خبر دی تھی۔

’’آپ کی بات کا مطلب قطعی سمجھ نہیں آرہا...’’ داؤد نے مانو نا سمجھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ذہن جو کہہ رہا تھا دل وہ ماننے کا رضامند نہ تھا۔

’’مریض کو برین ٹیومر ہے جو آخری اسٹیج پر ہے...’’ ڈاکٹر کے فقروں کی بازگشت نے تمام افراد خانہ کی سماعتیں گویا سلیب کر دی تھی۔

’’اس قدر سناٹا غالب تھا ماحول پر کہ سوئی گرنے کی آواز بھی سماعتوں میں بلاسٹ معلوم ہوتی۔ ’’

’’یہ کیسے ممکن ہے۔ عادل کا سکتا ٹوٹا اور بے یقین سے جملے

ادا ہوئے۔’’

’’آپ... آپ سے کوئی غلطی ہوئی ہے یقیناً۔’’ داؤد بے قابو ہوئے۔

’’میں آپ سب کی حالت سمجھ سکتا ہوں.. تمام ٹیسٹ کیے جا چکے ہیں۔’’

"مگر پہلے بھی کئی بار معائنہ کروایا جاچکا ہے..تب تو کچھ علم نہیں ہوا۔" ازحف کی پریشان کن آواز آئی تھی۔

لاکثر بڑی بیماریوں کے علامات بہت معمولی سے محسوس ہوتے ہیں... نزلہ، بخار، سر درد جیسے باظاہر علم نہیں ہو پاتا ہے کہ مسئلہ بڑا ہے۔"

"کوئی تو حل ہوگا، کوئی دوائی، جراحت کچھ تو ہوگا... لہولہاں ہوتے دل کو اُنہوں نے کس طرح اُس لمحے سبھالا یہ بس داؤد ہی جانتے تھے۔"

"جس کی ادنی سی چوٹ پر وہ متردد ہو جاتے تھے... اس کی زندگی کی تھمتی ڈور کا سنا انہیں بے قابو ہی تو کر رہا تھا۔"

"ہم ممکنہ طور پر کوشش کر رہے ہیں۔ مگر معذرت کوئی امید نہیں سوائے دعا کے"...

چھن سے کوئی شے داؤد کو اپنے وجود میں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"وہ مضبوط تھے... ان کے عصاب کبھی شل نہیں ہوئے تھے مگر اس لمحے انہیں لگا شاید دل نے کام کرنے سے انکار کر دیا ہو۔" وہ چیخنا چاہتے تھے، شکوہ کناہ تھے لڑنا چاہتے تھے قسمت سے مگر بے بس تھے لب مانوسل گئے اور داؤد سلمان کا اس لمحے سے ریزہ ریزہ بکھرنے کا عمل آغاز پا گیا۔

"یہ کسی آفت آن پڑی میں بچی پر... یہ ناممکن ہے...

میں نہیں مانتی برہان صاحب خدا کے لیے کچھ کریں..." شگفتہ بیگم کے بے قابو ہوتے وجود کو سمبھالنا فاطمہ کے لے مشکل ترین تھا۔وہ خود بھی مانو بے جان ہوچکی تھی۔

ایہا ٹھیک ہو جائیں گی بڑی امی! مسفرا نے انہیں تسلی دینے کی ناکام کوشش کرتے سینے سے لگایا تھا۔

ہوش میں آنے کی اطلاع ملنے پر سب اندر کی جانب دوڑے تھے۔

"نقاہت زدہ وجود..رستی ہوئی نگاہوں سے ایہا نے دیکھا..

ایہا! شگفتہ بیگم روتی ہوئی اُس تک آئی تھی۔سوئیوں میں جکڑا ہاتھ تھام کر برہان صاحب نے اپنا ضبط آزمایا تھا۔ "

"داؤد کہاں ہے چھوٹی امی! بامشکل الفاظ ادا کیے... جان کنی کے مراحل آن پہنچے تھے اس کے سامنے... اب وقت کو تھامنا تھا۔"

"آجائے گا بچے! انہوں نم دار لہجے میں تسلی دی۔

"داؤد کی غیر موجودگی اُسے ہولا ہی تو رہی تھی "...

"بابا مجھے گھر لے چلیں! اپنی نگاہوں کو مرجھائے ہوئے چہرے پر ٹکادیا... چند گھڑیوں میں ہی برہان صاحب بوڑھے معلوم ہونے لگے تھے۔ایہا کا دل حلق میں آن اٹکا۔"

''میرا بچہ جلدی سے ٹھیک ہو جائے گا تو چلیں گے... لب پر لرزش طاری ہوئی مگر حوصلے کا دامن نہ چھوٹنے دیا۔''

''آگاہی انسان کو مضبوط کر دیتی ہے بابا! انسان کو بعد کی تیاری کا موقع میسر آجاتا ہے...'' لبوں سے ادا ہوئے فقرے سب کے دلوں پر کند چھری چلا گئے تھے۔

''یوں اس بستر پر اپنی زندگی کے آخری ایام یوں تڑپ کر نہیں گزارنا چاہتی۔'' سسکی سی لبوں سے ادا ہوئی۔

''ایہا! اللہ تمہیں لمبی زندگی دے میرے بچے شگفتہ بیگم بے قرار ہو کر بول اٹھیں۔''

''امی! آگاہی رکھتی ہوں... میں نہیں چاہتی تھی بابا میری وجہ سے آپ لوگ پریشان ہوں... آپ سب کی نگاہوں میں در آئی بے بسی دیکھنا مجھے گوارہ نہ تھا بابا...اس لیے لبوں پر قفل ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا مگر شاید یہ منظر بھی حیاتی میں لکھ رکھا تھا... چند گھڑی بھی مخفی نہ رہ سکا۔'' بے ساختہ وہ رو پڑی۔

''ایہا! حوصلہ نہ کھوئیں... آپ جلد صحتیات ہو جائیں گی۔'' گلوگیر لہجے میں ازحف گویا ہوا۔

''تسلیم کرنا زیادہ بہتر ہے ازحف... قسمت سے لڑنے سے...''

داؤد سلمان کو بلا دو... لبو پر پھر نام آیا... ازحف چہرا جھکا گیا۔ ابیہا نے گہرا سانس ہوا میں خارج کیا ...

علم تھا اُسے اب وہ داؤد کے چہرے کو ترسنے والی تھی... ''اسی قیامت کے گھڑیوں سے تو ابیہا نے بچانا چاہا تھا اُنہیں...

مہلت نہیں تھی کہ وہ داؤد سلمان کے دیدار کو وقت کے ہاتھ میں دے سکے۔ ''

''میری قسمت میں خسارے کیسے آن موجود ہوئے... ایک ابیہا کا ساتھ ہی تو میری آرزو تھی مالک ... کیوں کر میری زندگی طوفانوں کے زد میں آ گئی.. ابیہا کے بغیر جینے کا تصور تک کبھی عالم خواب میں نہ کیا۔ کجا کے اُس کی زندگی کی ڈور چھوٹ رہی ہے یہ میری سماعتیں سننے کے عمل میں ہیں... اے میرے رب تو میری ابیہا کو حیاتی عطا کر دے۔

داؤد کا وجود سکتے کی زد میں تھا... لب مقفل تھے مگر دل اللہ کے دعا گو تھا۔''

=====

''داؤد کی غیر حاضری میرے صبر کے پیمانے کو چھلکانے کے درپے ہے امی ''...

"وہ یوں پوشیدہ تو نہیں رہ سکتا... مجھ سے ملے، بات تو کرے..وہ نہیں آتا تو میں چلی جاتی... وہ بہت برا ہے چھوٹی امی مجھ سے بھاگ رہا ہے... حالانکہ اسے آگاہی ہے مجھے ضرورت ہے اُس کی۔" ابیہا ضبط کے باوصف آبِ چشم پر پہرے کہاں بیٹھا پائی تھی۔

"تم پریشان نہ ہو میں بلاتی ہوں۔ فاطمہ نے محبت سے گلے لگایا تھا۔"

حالانکہ وہ خود بھی متفکر تھی ہاسپتال کے بعد سے انہوں کے داؤد کو دیکھا نہیں تھا... بات ہونا تو دور کی بات تھی.. عادل سے ہی علم ہوا تھا کہ وہ کہیں چلا گیا ہے۔ فاطمہ کو آگاہی تھی داؤد ضبط کے امتحان میں پورا اترنے کی کوشش میں ہراساں ہیں... بکھرے، پرکندہ حال وہ ابیہا کے سامنے قطعی نہیں آئیں گے۔

ازحف! ازحف..اوپر سے اتر کر آتی مسفرا کی مسلوب الحواس پکار نے تمام افرادِ خانہ کے چہروں پر بیم ناکی چھاہ گئی۔

کچھ گھڑی پہل ہی ابیہا کو آرام کرنے کی تلقین کر کے شگفتہ بیگم اور فاطمہ نیچے آئے تھے۔

اس وقت برہان صاحب اور عادل... ازحف کے ساتھ ڈاکٹر کی تلاش کررہے تھے۔

"کیا ہوا مسفرا؟" ازحف برق رفتاری سے ان جانب بڑھا۔

"امی کا فون آیا ہے ازحف، عزوہ بہت بیمار ہو گئی ہے... کل رات سے نا جانے کیا ہو گیا ہے... وہ سمبھل نہیں رہی ہے۔ اور ڈاکٹر جراحت کا کہہ رہے ہیں... سسکتے لبوں سے اُس نے تفصیل بتائی تھی۔

"یا میرے اللہ! آپ حوصلہ کریں مسفرا... ازحف اضطراب کا شکار ہوا تھا۔

اُس کی کل رات سے ہی بہت حالت خراب ہے امی! جب سے ابیہا اور بھائی لوٹے تھے۔ مگر شام کو زیادہ بگڑی تو ہاسپتال لے گئے۔ ہم بھی ابیہا کے ساتھ ہاستال میں تھے تو امی بابا نے بتایا نہیں... مسفرا نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

"ازحف تم فوراً مسفرا کے ساتھ جاؤ... افف ہم اتنے بے خبر ہو گئے وہ کس قدر متردد ہوں گے برہان صاحب گویا ہوئے۔ "

فاطمہ تم ابیہا کے پاس ٹھہر جاؤ میں چلی جاتی ہوں شگفتہ بیگم اٹھ کھڑی ہوئی۔

امی! ابیہا کو کچھ علم نہ ہونے دیجے گا وہ فکر مند ہو جائیں گی۔ ازحف جاتے جاتے مڑا تھا۔ "

***

"داؤد سلمان! وہ لبوں پر قفل ڈالے لان کی کرسی پر بیٹھے کوئی مجسمہ معلوم ہوتے تھے... مانو ہاتھ لگانے پر ڈھیر ہو جائیں۔ کرب یوں بکھرا تھا چہرے پر جیسے کبھی تبسم نے قیام ہی نہ کیا ہو۔ "

''ہم!'' بے خیالی میں چہرہ گھومایا تو چونک اٹھے۔

''ابیہا کے وجود میں لغزش ڈور گئی... سرخ نگاہ ان کے حالِ دل کو عیاں کر رہی تھی... وہ جو تسلی کے چند فقرے اپنے وجود میں سمیٹ لائی تھی کہیں کھو گئے''...

''تڑپ کر ابیہا نے داؤد کے ہاتھ تھامے جو برف سے ٹھنڈے تھے۔ ''

''داؤد نے نگاہ جھالیں... دل کا حال نگاہ سے ہی تو عیاں ہونا تھا... حوصلہ کہاں تھا من چاہی ہستی کے سامنے مضبوط اعصاب رہنے کا۔

''وہ بھی وہ جو روح میں اتر کر پڑھنے کا ہنر جانتی تھی۔ ''

''داؤد سلمان! نگاہ اٹھاؤ اور میری جانب دیکھو... آواز میں ارتعاش پیدا ہوا مگر اس لمحے استقلال ضروری تھا۔''

ہاتھوں کے رعشہ پر قابو پاتے ابیہا نے انگشت سے تھوڑی کو اوپر کیا تھا۔

''داؤد کیا اب دیکھو گے بھی نہیں! سسکیوں کو روکنے میں ناکام ہوتے وہ رو دی۔

''ابی! داؤد کے لب پھڑ پھڑا گئے۔ وہ ہی لمحہ تمام ہوا دونوں گھٹنو کے بل و نہی بیٹھ گئے... انہوں نے ابیہا کے ہاتھ پر ماتھا ٹکایا اور فضا میں بس داؤد سلمان اور ابیہا برہان کے آہ ورزی گونج اٹھی۔ ''

مانو کوئی انہیں اس گھڑی دیکھ لیتا تو دل ہاتھ میں لے لیتا ...

"بس کرو! داؤد سلمان... ایبہا کے لب ہلے تھے".

"یہ میرے ساتھ ٹھیک نہیں ہوا ابیہا" میں اتنا بدقسمت تو نہیں ہو سکتا۔ وہ سسک رہے تھے کسی معصوم بچے کے مانند جس کا من پسند کھلونا کھو گیا ہو جیسے "

"یہ نوشتہ تقدیر ہے داؤد... سنبھلنا ہوگا... کوئی سراراب نے تمہارے ساتھ جوڑ رکھا ہوگا جو تمہیں تھام لے گا"...

"میں ستارہ زوال کیسے ہو سکتا ہوں... میں نہیں مان سکتا یہ سب غلط ہے... وہ بچوں کے طرح مانو ضد پر اتر آئے تھے۔"

"داؤد خدا کے لیے سنبھالو خود کو یوں کمزور پڑ جاؤ کے تو میں بکھر جاؤں گی...ابیہا نے ہاتھ تھام کر کھڑا کیا ..

"تم بھی ظالم ہوابی!" وہ شکوہ کناں لہجے میں گویا ہوئے۔

"ابیہا کے لبوں پر زخمی سا تبسم ابھرا۔ میں ظالم نہیں ہونا چاہتی تھی داؤد سلمان اس لیے مشکل راستے کی منزل چن لی "...

"راستے سہل کر دیے تمہارے" اُس کے لبو ہولے سے ہلے تھے۔

"میں طالع آزمائی کروں گا ابی۔ "

''شہر کے بلکہ، ملک کے بہترین ماہر اعصاب سے ملوں گا... کل مجھے جانا ہے میری بات ہوئی ہے کل صبح ملاقات ہے میری۔'' وہ خود کو سمبھال چکے تھے۔ ابیہا نے رنج سے آنکھیں میچ لیں ''...

''داؤد سلمان ! محبت کی پیمائش کرو تو بتاؤ عشق کا دائرہ کتنا واسع ہے تمہارا؟'' ابیہا کے استفہام پر یکا یک داؤد نے الجھ کر دیکھا''..

''یہ کیسا سوال ہے ابی؟'' استفسار پر سوال نہیں کیا کرتے.. نگاہ انہی کے چہرے پر جمائے وہ گویا ہوئی۔

''جواب کی ضرورت تو نہیں ! تم مجھ سے بہتر جانتی ہو۔ ''

''پھر داؤد سلمان ! اپنے محبت کا حق استعمال کرلوں تو تم مسترد کرنے کے روادار نہ رہو کے لبوپر حرف شکائت بھی نہ لانا تم۔ ''

''تمہیں حق ہے، صرف تمہیں ہی تو حق ہے ابیہا۔'' سارے حقوق تمہارے داؤد سلمان تمہارا.. وہ بے قابو ہوتے نزدیک آئے تھے۔ ہاتھ تھام کر مانو مہر ثابت کی تھی۔'' ابیہا رخمی سا مسکرا دی ..

''مکرنے کا حق تمہیں نہیں داؤد... '' اچھا اب چلو اندر چلیں مجھے بابا کے پاس بھی جانا ہے وہ کہتی آگے بڑھی۔

''داؤد نے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔ مگر چپ رہے۔''

===

''سسکتے ہوئے ہاتھ چھڑانا پڑتا ہے

کچھ محبتیں تقدیر میں نہیں ہوتیں''

''منظر پر کسی نے مانو منتر پڑھ کر ساکت کر دیا تھا'' ...

سورج کی پہلی کرن اجاگر ہوئی تھی مگر برہان مینشن پر رات کی سیاہی ہی غالب رہی تھی۔

''قیامت کا منظر تھا اس گھر میں... وہاں موجود تمام افراد کے کلیجے جیسے حلق میں آ گئے تھے۔''

''فاطمہ! میرا دل پھٹ جائے گا! خدا کے لیے ابیہا کو اٹھا دو۔'' شگفتہ بیگم کی بین کرتی آواز وقفے وقفے سے ماحول میں گونج رہی تھی۔

''بھابھی! فاطمہ نے انہیں سمبھالنا چاہا تھا مگر یہ آسان تو نہ تھا۔''سامنے رکھا ابیہا کا جنازہ ان کے حوصلے پر ضرب تھا۔

''آپ اتنی خود غرض کیسے ہو سکتی ہیں ابی! داؤد سلمان سے منہ موڑ لیا اور انہیں شکوہ کا بھی حق نہ دیا... وہ شخص تو آپ کے بغیر بکھر جائے گا... یو بھی کوئی اپنی محبت کو تڑپاتا ہے بھلا...''آخری سیڑھی پر بیٹھی وہ ساکت نگاہ سے ابیہا کو تک رہی تھی۔

سوالات کا بہاؤ تھا۔ جس سے مخاطب تھی وہ تو کب کی ابدی نیند جا سوئی تھی۔

"داؤد کو سمبھالنے کا فریضہ مجھے سوپ دیا... میں کیسے انہیں آپ کے غم سے نکال سکتی ہوں... وہ تو مر جائیں گے۔"

اس تصور نے عزوہ کی وجود میں سنسناہٹ طاری کر دی تھی۔

"وہ مجسمہ تصویر بنی بیٹھی تھی... ناجانے اتنا حوصلہ کہاں سے آگیا تھا کہ قیامت کی گھڑی میں بھی باہمت ہو گئی تھی۔ یا شاید یہ طوفان سے پہلے کا سناٹا تھا۔

برہان صاحب جیسے نڈھال سے فرش نشین تھے۔ یوں جیسے سب لٹ گیا ہو ان کا... جوان بیٹی جیسے کاندھے پر بٹھایا ہو اس کے جنازہ کو اٹھانے کا تصویر ہی مضرت رساں تھا۔

"داؤد کیسے سمبھلے گا عادل؟" برہان ساتھ کے کاندھے مزید جھکے۔

ایک قیامت تھی جو ابھی آنی تھی۔

عزوہ! اٹھو بچے اوپر چلو ورنہ تمہارے طبعیت بگڑ جائے گی.. عائشہ نے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"امی! داؤد سلمان... وہ کیسے برداشت کریں گے امی... اس کی آواز گونجی عائشہ کو اُس کے سپاٹ لہجے سے خوف آیا۔ انہوں بے ساختہ اسے سینے سے لگایا۔

"ازحف! بھائی سے بات ہوئی آپ کی؟" مسفرا کی پکار پر ازحف پلٹا... ضبط کے پہرے بیٹھائے وہ نڈھال سا تھا۔

مجھ میں ہمت نہیں مسفرا! کئی بار حوصلہ مجتمع کیا مگر ہمت نہیں جتا پایا۔

"وقت نہیں ہے ازحف "! کہیں بھائی... ایسا کے آخری دیدار سے بھی محروم نہ رہ جائیں۔اپنے انسوں صاف کرتی وہ گویا ہوئی۔

"اور یہ آخری دیدار کیا قہر ثابت ہو گا مجھے یہ خیال ہی مار رہا ہے۔"

"ازحف!" بھائی... مسفرا نے مضطربانہ لہجے میں پکارا۔

"اچانک خوف و حراس پھیلا تھا... ازحف نے سانس بھری ...

"مجسمے میں جنبش ہوئی عزوہ نے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا...فاطمہ کا ہاتھ سینے پر گیا... برہان صاحب نے کرب سے دیکھا سب کی سانس اٹک گئی تھی اس لمحے۔

"داؤد نے نافہمی سے تمام جانب نگاہ گھمائی... ابصار صاحب نے برق رفتاری سے عادل کی جانب قدم بڑھائے۔داؤد بھی انہیں کی جانب بڑھے تھے۔ "

"آپ..آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں... لبوں پر زبان پھر کر انہوں نے دل سے آئی پکار کو ٹالنا چاہا۔" راستے بھر نا جانے کس قسم کے وسوسے تھی جو دل میں جگہ بنانے کے درپے تھے۔

"بابا!" اپنی لغزش پر قابو پاتے برہان صاحب کے جانب دیکھا ان میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اٹھ کھڑے ہوتے۔

"نگاہ اطراف کا جائزہ کر رہی تھی سب تھے وہاں پھر کیا ہوا تھا.... نہیں ایک شخص نہیں تھا وہاں۔"

"ابی! ایسا نہیں تھی وہاں وہ کہاں تھی..." داؤد کا سانس اٹکا انہوں نے پورا گھوم کر چہار اطراف کو دیکھا ایک ایک کونے پر نگاہ کی اور پھر ...

"ان کی نگاہ ساکت ہو گئی۔ سانس تھم گیا... بینائی کھو گئی۔ قدم لڑکھڑائے۔" ازحف نے بروقت انہیں تھاما۔

"ازحف! میں مختل الحواس ہو گیا ہوں... ذہنی اختلال ہو گیا ہے نا جانے کیا تصور کرنے لگا ہے..." داؤد نے چہرا گھمالیا۔ مانو منظر سے انکاری ہوں۔

"بھائی! حقیقت ہے..." ازحف کی آواز کسی کونیں سے آئی تھی۔

"ناممکن!" داؤد نے توجہ نہ دی ...

"بھائی، ایسا نہیں رہیں"... ازحف کا حوصلہ تمام ہوا اور داؤد کا ہاتھ اُس کے گال پر نشان ثابت کر گیا۔

ابی! نیچے آؤ وہ باآواز بلند بولے۔

"ایہا نہیں آئیں گی بھائی۔ "

"ہزرہ سرائی نہ کرو ازحف... " وہ دھاڑے تھے۔

"جاؤ اور ابی کو بلاؤ... بلکہ ٹھہرو جو بکواس تم نے کی ہے اس کے بعد میری نگاہوں کے سامنے بھی مت آنا۔ "

"بڑی امی! آپ کیوں رو رہی ہیں... ایسے کچھ کہتی کیوں نہیں..." انہوں نے شگفتہ بیگم کی جانب نگاہ کی۔

"اُفف! ابی دیکھ لیں اپنے داؤد سلمان کو کہا تھا میں نے وہ دیوانے ہو جائیں گے کہاں سہہ پائیں گے وہ یہ سب... آپ نے دوری کا عذاب دے کر ظلم کیا ہے۔" عزوہ بے آواز آنسو بہاتی گویا ہوئی اس کے وجود میں اتنی سکت نہ تھی کہ اٹھ کھڑے ہوتی۔ دل رفتار فتا حوصلے کھو رہا تھا۔ سانس کی رفتار میں کمی بڑھنے لگی... مگر وہ بے پرواہ سی نگاہ داؤ و پر جمائے بیٹھی رہی۔

"آپ کی خاموشی اسے حوصلہ فراہم کر رہی ہے!" "کہیں اس سے ایسے مزاق مجھے پسند نہیں ...

"بھائی! ازحف نے ایک جھٹکے سے اُن کا ہاتھ تھاما اور چند قدم دور ایہا کے پاس لا کھڑا کیا "....

"وقت تمام ہوا... باندھ ٹوٹ گئے... وجود پتھرا گیا... داود کے لبوں پر قفل پڑا اور وہ ساکت رہ گئے۔"

"سفید کفن میں لپٹی ایبہا... انہیں دیکھ نہیں سکتی تھی۔"

"یہ ممکن نہیں ازحف!" داؤد کے لب پھڑ پھڑائے۔ابی مر نہیں سکتی...ان کی آواز کسی کونیں سے آئی تھی۔

"داؤد! عادل نے انہیں تھاما۔

"پاپا یہ انتظار نہ کر سکی ایبہا کو مجھ پر بھروسہ نہ تھا... میں تو حل تلاشنے گیا تھا... اُس نے تو نگاہ پھیر لی پاپا... مجھ سے تو آخری دیدار تک چھین لیا... یہ ظلم ہے بہت ظلم وہ تڑپ کر رو نہیں بیٹھ گئے۔

سفر رخصت بھی کوئی بھلا ایسے باندھتا ہے ایبہا ...

میری سماعتوں نے آخری بار تمہارے لبوں سے اپنا نام بھی نہ سنا۔

انتظار کے لمحے تھما گیا تھا کچھ تو رحم کرتی۔

ان کی حالت ما نو ایسی تھی کہ سب کی آنکھیں برس پڑی۔ازحف نے بامشکل انہیں سمبھالنے کی کوشش کی تھی۔

چلو کچھ منفرد لکھیں، محبت کو سزا لکھیں

اذیت کو جزا لکھیں، تمہیں اب بے وفا لکھیں

قفس کو بال و پر لکھیں، خود کو بے خبر لکھیں

جمع کو معتبر لکھیں، شب و غم کو فغا لکھیں

حریفِ جاں کو جاں لکھیں، نہیں کو مثل ہاں لکھیں

زمیں کو آسمان لکھیں، چلو کچھ منفرد لکھیں

دوڑ بیٹھی عزوہ کی نگاہوں نے یہ نظر دیکھا تھا۔

''دیکھ لیں ابی! صرف آپ تھی جسے داؤد سلمان نے چاہا ہے... اور آپ کہتی میں سمبھال لوں گی۔ ''

''میں تو ایک تسلی کا کمزور جگنو بھی ان کی تھیلی پر نہ رکھ پائی۔ ''

قدم بے جان ہوئے پڑے تھے داؤد کے تباہ حالی پر اُس کا دل بے قابو ہو چلا...وہ تڑپ اٹھی۔اپنی بے بسی پر نگاہ دھندلائی... دل نے مزید مشقت سے منہ پھیر لیا۔

''آخری منظر جو اُس کی نگاہ نے دیکھا وہ داؤد کا تڑپ کر رونا تھا... اس کے بعد ذہن نے کچھ بھی سمجھنے سے انکار کر دیا... دل پر ہاتھ گیا... سانس اٹکی اور پھر تمام جانب اندھیرا چھا تھا۔''

=====

''ازحف! بھائی نے دو دن سے اپنے آپ کو کمرے میں مقفل کرر کھا ہے..نہ کچھ کھاتے ہیں نہ ہے کسی سے بات کرتے ہیں۔''

بڑی امی، پاپا سب نے کوشش کرلی ہے۔وہ دروازہ ہی نہیں کھولتے۔مجھے خوف سا محسوس ہونے لگا ہے۔بھائی کو ابھی ضرورت ہے ہماری ان کے قفل کو توڑیں ازحف ورنہ مجھے ڈر ہے یہ صدمہ تباہی نہ لے آئے۔مسفرا بستر پر نڈھال سے لیٹے ازحف سے فکرمندی سے گویا ہوئی۔''

''آپ مضطرب نہ ہوں مسفرا! میں کوشش کرتا ہوں۔''

اور آپ کی بات ہوئی ابصار انکل سے... وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

جی! ابھی کچھ دیر پہلے ہوئی تھی... حالت بہتر نہیں ہے۔مجھے خوف آنے لگا ہے ازحف اگر عزوہ بھی.... بے ساختہ وہ سسک اٹھی۔

''مسفرا! یہ مشکل دور ہے ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔آپ کا یوں مضمحل ہونا،اس حالت میں بہتر نہیں۔''

بیڈ پر بیٹھاتے پانی کا گلاس مسفرا کے لبوں سے لگایا۔

''کب ہوگا ازحف! یوں محسوس ہوتا ہے مانو سب کچھ ہاتھ سے ریت کے مانند پھسل رہا ہو۔''

"حوصلہ اور صبر سے ہی کام لے سکتے ہیں ہم... میرا دل بھی اس قدر سہا ہوا ہے مسفرا کہ بیان کرنا ممکن نہیں۔"

میں ممکنہ کوشش کرتا ہوں بھائی سے بات کرنے کی انہیں حال میں لانے کی۔آپ پریشان مت ہوں..اور کچھ دیر آرام کرلیں۔

ازحف نے تسلی آمیز لہجے میں کہا تھا جب مسفرا کے چہرے پر در آئے تاثرات پر گھبرایا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟ مقدور بھر تیزی سے مسفرا کا ہاتھ تھاما"...

وہ درد شکم کا شکار ہوئی تھی... مگر ظاہر نہ ہونے دیا۔

مسفرا! آپ میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلیں، میں امی سے کہتا ہوں۔

میں ٹھیک ہوں ازحف! امی پہلے ہی بہت پریشان ہیں... ابھی مجھے نہیں میری باقی تمام گھر والوں کو ضرورت ہے۔

اور ڈاکٹر کے پاس میں خود چلی جاؤں گی عزوہ کے پاس تو جانا ہی ہے نا... تحمل سے کہتی وہ بامشکل مسکرائی تھی۔

ابھی آپ جائیں میں آرام کرلوں گی۔

مگر! ازحف اُس نے ٹوکا تو وہ کمرے سے نکل گیا جب کے وہ درد سے بے قابو ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بھائی! دروازہ کھولیں..." کئی بار کی پکار پر بھی جواب ندارد تھا.. داؤد کبھی دروازے کو مقفل نہیں کرتے تھے۔

"اس بار ازحف کے وجود کو واقعی کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔ "

تعجیل وہ نیچے کی جانب دوڑا تھا۔ داؤد کے کمرے کی اضافی چابی لا کر دروازہ کو کھولا۔

"اندھرے کمرے میں داخل ہوا تو قدموں سے کوئی شے ٹکرائی... وجود میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ "

"بھائی! لہجے پر قابو پاتے پکارا مگر جواب نہ ملا... خشک لبو پر زبان پھر کر بٹن پر ہاتھ مارا تو تمام جانب اجالا پھیل گیا۔

ازحف نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے ان کی جانب بڑھا۔ "

داؤد سامنے بیڈ پر لیٹے چھت کو تک رہے تھے۔ کمرے میں ہوئی روشنی پر بھی ان کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ "

"بھائی! ازحف کی پکار پر جن نگاہوں سے انہوں نے دیکھا... ازحف کو لگا سانس کہیں اٹکا ہو۔ "

"ویرانی، رنج و غم ملول سی نگاہیں کیا کچھ نہیں تھا ان میں۔ "

"سمبھالیں خود کو "! وہ تڑپ اٹھا تھا ان کی حالت پر...

"داؤد غیر متعلق سے اسے دیکھتے اٹھ بیٹھے..." ازحف نے دھیرے سے ان کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"بڑی امی، بابا کا خیال کیا آپ کے ذہن میں نہیں ابھرتا.. وہ نڈھال ہیں بھائی آپ کا غم نہیں سہہ پائیں گے۔ "

"ازحف! ابیہا کو مرنا نہیں چاہیئے تھا..." لب پھڑ پھڑائے مجسمہ میں شگاف پڑا تھا۔" ازحف کے دل میں اطمنان اترا۔

"وہ جانتی تھی! اس کے بغیر داؤد سلمان تنہا ہو جائے گا... ابی میری ساتھ یہ کیسے کر سکتی ہے "...

"ابھی تو ہمیں خوشیاں سمٹ کر زندگی کو گلناز کرنا تھا۔ محبت کے سفر پر قدم گامزن کرنا تھے... وہ مجھے تنہائی دے گئی۔"

"ابیہا اتنی پتھر دل تو نہیں تھی.. اور میرے معملے میں تو کبھی سخت دل نہیں رہی پھر کیوں رحم نہ آیا" قفل ٹوٹا تو باندھ بھی ٹوٹ گئے۔ درد میں لپٹے فقرے ہوا میں بھرنے لگے۔

"اس نے بڑی بے رحمی سے آنکھیں پھیری ہیں ازحف اُس سے میرا انتظار نہ ہوا..." سسکتے ہوئے داؤد کو ازحف نے بڑھ کر سینے سے لگایا تھا۔

"جس ازحف کو ساری زندگی وہ سمبھالتے آئے تھے آج اُس نے داؤد کے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔"

اچھا نیچے چلتے ہیں..کچھ کھالیں ...

"میرا دل نہیں ہے ازحف... وہ اب قدرے سمبھل گئے تھے۔"

"مگر! اچھا ٹھیک ہے میں یہی لے آتا ہوں مگر اب یہ درواز بند نہ کیجئے گا میں بس ابھی آیا۔"

"قفل دل کے دروازے پر پڑ گیا ہے... اور اندھیرا میری زندگی میں ہو چکا"..

"داؤد سلمان!" وہ بالکنی میں آ کھڑے ہوئے تھے جب پکار پر چونکے۔

"اُفف! تم نہیں مگر یہاں ہر گوشے میں تمہاری خوشبو، آواز، ہونے کا احساس بستا ہے۔"

"زندگی تو بس اب انہی کے سہارے گزارنی ہے..." داؤد نے کرب آنکھیں بند کی۔

"وقت نے مسافت طے کی تھی اور کئی پرت چڑھا گیا تھا دکھوں پر..سب سمبھلے تھے مگر ایک گوشہ سب کے وجود میں خالی تھا۔"

"برہان صاحب! اب آپ کو بات کر لینی چاہئے داؤد سے... سمجھالیں اُسے کیوں پریشان کرتا ہے ہمیں۔" شگفتہ بیگم دل برداشتہ سی بولی۔

"آپ بتائیں کیا کہوں اس سے۔ رنج و ملال مجھے بھی کم تو نہیں اُسے اس حال میں دیکھنے پر.. مگر جب کچھ کہنا چاہوں تو اس ہوشیاری سے بات کو ٹال دیتا ہے کہ میں مانو کنگ رہ جاتا ہو۔"

"سال بھر کا عرصہ ہو گیا ابیہا کو گئے مگر وہ ہے کہ آج بھی اُسے لمحے، اُسی دن میں ٹھہرا گیا ہے۔"

"آگاہی ہے کہ سمبھالنا آسان نہ تھا.. مگر یوں زندگی کو روگ لگا کر تباہ کرنا یہ بہتر تو نہیں۔"

"ابیہا بیٹی تھی میری مگر داؤد بھی تو میری اولاد ہے اُسے کیسے یوں تباہ حال دیکھوں۔" نم لہجے میں گونجتی شگفتہ بیگم کی آواز میں درد تھا۔

"بھائی صاحب! کیا ابصار صاحب سے بات کریں؟"

"شاید رشتوں کو اسی کھانچے میں آکے بیٹھنا تھا۔ داؤد کا نصیب یہ ہی تھا..." عادل بھم لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"مگر داؤد مانے گا؟" فاطمہ نے فکرمندی سے کہا۔

"بات کرتے ہیں فاطمہ... ہمت تو کرنا ہو گی۔"

ازحف! داؤد! آفس آئے تو اُسے کہنا مجھ سے مل لے۔ کھانے کی میز پر وہ آیا تو برہان صاحب نے ہدایت دی تھی۔

"جی بابا میں کہہ دوں گا۔ "

مسفرا! عزوہ کی آمد نہیں ہوئی کافی دن ہو گئے؟ شگفتہ بیگم نے بات کا رخ تبدیل کرتے دریافت کیا تھا۔ وہ سب فلحال ازحف کیا مسفرا کو پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے بات کو پردہ پوشی میں رکھنا بہتر سمجھا تھا۔

"جی! آج کہہ تو رہی تھی آنے کا۔" ازحف کو چائے کا کپ تھماتے گویا ہوئی۔

"فاطمہ پچھلی بار عزوہ کو کوفتے بہت پسند آئے تھے وہ بنوا لینا۔ شگفتہ بیگم نے انہیں متوجہ کیا تھا۔ بات کا رخ بدل گیا تھا۔ اور زندگی کی ترجیحات میں بھی تبدیلی آگئی تھی۔

"مسفرا!" میری گھڑی نہیں مل رہی ہے کہاں ہے؟ ازحف کے صدا پر وہ دوڑی آئی تھی۔

"اُفف! آپ مکمل تیار ہو کر ناشتے کے لیے کیوں نہیں آتے ہیں۔ اور آپ کو کبھی سامنے کی شے دیکھائی نہیں دیتی ہیں۔ "

سامنے ٹیبل پر سے گھڑی اٹھا کر دیتے ازحف کو گھورا۔

"پھر جانے سے پہلے آپ کا دیدار کیسے ممکن ہو گا.. کیا تمام گھر والوں کے سامنے آپ مجھے اس طرح رخصت کر دیا کریں گی۔" ازحف نے محبت سے اُس کے ماتھے کر مہر ثابت کی۔

"ازحف!" چلیں دیر ہو رہی ہے۔

آپ کیسی بیوی ہیں... میں نے تو سنا تھا کہ بیویاں اپنے شوہر کو آفس جانے سے روکتی ہیں اور آپ ہیں کہ ..

"آپ بھی نہ بس"... مسفرا نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

اچھا خیر شام کو تیار رہے گا ہم باہر چلیں گے۔

جو حکم! متبسم لہجے میں کہتی وہ اُس کے ساتھ باہر نکلی تھی۔

"کچھ رشتے محبت کے رنگ چڑھنے سے حسین سے حسین تر ہو جاتے ہیں۔"

=====

"آپ کیوں اپنی طبعیت کو لے کر اتنی لاپرواہ ہو جاتی ہیں؟" داؤد سختی سے استفسار کر رہے تھے۔

"شگفتہ بیگم ہولے سے مسکرا دیں"... یہ ہی انداز تو انہیں داؤد کے بہت بھاتے تھے۔

"کہاں! بس زرا سا بی پی ہی تو زیادہ ہے..." محبت سے انہوں نے ان کے بالو میں ہاتھ پھیرا۔

"یہ تو غلط بیانی ہے... " اندر داخل ہوتے اس کی سماعتوں پر اختتام کے فقرے پڑے تھے۔اسی کا جواب دیتے وہ اندر آئی تھی مگر یہاں جس کا دیدار نصیب ہوا تو مانو وہ مہر بہ لب رہ گئی۔ یہ خیال تو ذہن کے پردے پر کہیں نہ تھا کہ ان کے آمد ہو جائے گی۔ "

"داؤد نے استعجابیہ عزوہ کی جانب نگاہ کی۔بلاشبہ عزوہ کے انداز انہیں الجھا دیتے تھے۔نگاہوں کا تصادم ہوا تو سرعت سے وہ چہرہ جھکا گئی۔

"تم یوں ہی پریشان ہو جاتی ہو کچھ نہیں ہوا ہے۔" شگفتہ بیگم کی پکار نے اُسے سنبھلنے کا اشارہ دیا تھا۔

"میلوں پیدل مسافت کے باوجود بھی جب منزل کھو جائے تو وجود یوں ہی تھک جاتا ہے... مجھے وہ تبسم کی جھلک دیکھنے کی خواہش ہے داؤد سلمان جو آپ کی لبوں پر اجاگر ہوتی اور چہار اطراف قمقمے سے بکھر دیتی تھی۔ مگر شاید میری دعاؤں میں وہ شدت نہیں کہ قبولیت کا درجہ پا جائیں۔ "

"ایک چور نگاہ داؤد کے وجود پر ڈالی تو انہیں ابیہا کے تصویر کو تکتا پایا تھا۔ان کے خوابوں کی ٹوٹی کرچیاں اپنے دل پر محسوس کرتے وہ بھی تو لہولہان ہونے لگی تھی مگر سبیل کا کوئی رستہ ہی میسر نہ آتا۔"

"کبھی دل کرتا رو برو کھڑی ہو جائے اور دل میں دبی گھٹن کو باہر نکار کر کہہ دے ... داؤد سلمان مجھے حق ہے تمہیں پانے کا، تمہارے غم زدہ دل پر مرہم رکھنے کا مگر وہ ستم گر اسے یہ سب کہنے کا موقع کہا دیتا۔ "

"یہ خیال ہی روح کو جکڑ لیتا کہ گر علم ہو جائے دل میں پنپتے جزبات کا تو نگاہ اٹھانے کے روادار نہ رہیں۔" خوف کے سائے میں کتنا ہی عرصہ گزر چلا تھا۔

عزوہ! کہاں کھوئی ہو.... مسفرا کے شانہ ہلانے پر وہ چونکی تھی۔

"کہیں نہیں!" وہ سمبھلی۔

تمہارا فون بج رہا ہے کب سے! مسفرا نے سامنے ٹرے رکھتے موبائل اُس کی جانب بڑھایا۔

"وہ عجلت میں تھام کر باہر چلی آئی۔ دل آج بے قابو ہوا جا رہا تھا مانو سارے زار سے پردا اٹھانے کے درپہ ہو۔"

ویسے عزوہ کی اب طبعیت بہتر رہتی ہے نا؟ کپ تھامتے داؤد استفسار کر رہے تھے۔ مسفرا بھی سامنے ہی بیٹھ گئی۔

جی اللہ کا شکر ہے، جراحت کے بعد اب وہ بہتر ہے بس دوائیاں ہیں جو زیر استعمال ہیں۔

"اللہ نے زندگی دی ورنہ ڈاکٹر پر امید نہ تھے۔ مسفرا کو وہ لمحے تکلیف میں ڈال گئے تھے۔ "

وہ وقت ہمارے گھر پر بہت مشکل رہا... جتنے غم ملے تھے عزوہ کی زندگی ملنا یقین بہال ہونا تھا...

شگفتہ بیگم کے لہجے میں نمی گل گئی۔ داؤد نے ہوئے سے ان کے ہاتھ کو تھاما تھا۔

کاش کوئی معجزہ ہو جائے یارب اور داؤد کا دل عزوہ کی جانب نگاہ کر لے... میرے بچے کی زندگی سنور جائے گی۔ داؤد پر نگاہ کرتے شگفتہ بیگم دعا گو ہوئی تھی۔

=====

"عزوہ کہی نظر نہیں آرہی ہے؟" ابصار صاحب نے لاؤنج میں بیٹھی عائشہ کو مخاطب کیا تھا۔

"اپنے کمرے میں ہے وہ۔ دوپہر کو ہی لوٹی ہے مسفرا کے پاس سے"...

"کیا بات ہے عائشہ! کچھ پریشان محسوس ہوتی ہیں۔" ابصار صاحب نے متفکر سے ان کی جانب دیکھا۔

"میں عزوہ کی جانب سے فکر مند ہوں..." آج انہوں قفل توڑنے کی ٹھان لی تھی۔

"کیوں؟" ابصار صاحب کے لہجے میں تشویش تھی۔

"میں ماں ہوں، اپنے بچوں کے انداز و اطوار باخوبی سمجھ آتے ہیں۔ یہ بس وہم و گمان نہیں ہو سکتا ہے۔"

"عائشہ کھل کر کہیں آپ کی بات میری ناقص عقل سے پرے ہو رہی ہے۔" ابصار صاحب سنبھل کر بیٹھے۔

"مجھے لگتا ہے عزوہ کسی کو پسند کرتی ہے..." عائشہ دھیمے سے گویا ہوئی۔

"کسے ؟" ابصار صاحب کے لہجے میں خوف در آیا تھا۔انہیں کسی انہونی کا خوف ہوا۔

"شاید... داؤد..." عائشہ کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

"ابصار صاحب مانو گنگ رہ گئے... انہیں لگا شاید ان کے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔" آپ کو مغلطہ ہوا ہے عائشہ... دل بری طرح ڈھر کا تھا ان کا۔ "

میں بھی چاہتی ہوں ابصار صاحب یہ میری غلط فہمی ہی ہو۔ مگر مجھے لگتا نہیں ہے۔

"عائشہ اپنی بیٹی کے لیے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں مگر..." ان کے لب ساکت ہو گئے تھے۔

"قسمت نے ان کے ساتھ کھیل ہی ایسا کھیلا تھا۔دونوں اپنی جگہ مہر بہ لب بیٹھے رہ گئے۔ "

"کیا منزل ہوں گی میری ان تمام آرزؤں کی..مانو حاصل ہے ساتھ کا حق مگر سفر یہ بے نشان لگتا ہے۔پہلے تو پانے کا سوال نہ تھا اب تو آپ کو میرے نصیب میں لکھ دیا گیا ہے۔

یہ دل پر میری طاقت سے بڑا بوجھ آن پڑا ہے۔آپ جو ہاتھ تھام لیں تو یہ رستہ سہل ہو جائے...

داؤد سلمان کیا بالکل بھی گنجائش نہیں نکلتی آپ کی دل میں میرے لیے۔ "

وہ آنکھ موندے خیال میں داؤد سے ہمکلام تھی.... ایک یہ ہی تو سہارا تھا۔

═══•

"آپ یہاں ہیں میں کچن میں تلاش کر رہا تھا آپ کو۔" ازحف کمرے میں داخل ہوا تھا جب مسفرا کو الماری کی پاس کھڑا پایا۔

"مسفر کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں؟اپنی جانب متوجہ نہ ہونے پر وہ متفکر سا اُس کے جانب بڑھا تھا جب گال پر پھسلتے آنسوں کو دیکھ کر گویا ہوا۔

"کیا ہوا ہے اس طرح میں پریشان ہو رہا ہوں " ..

اچھا یہاں بیٹھیں اور بتائیں الماری میں کیا تلاش رہی تھی آپ۔محبت سے گویا ہوا تو مسفرا نے اُس کے کاندھے سے سر ٹکا دیا۔

"رپورٹس "!یک حرفی فقرہ ازحف کو سمجھانے کے لے کافی تھا۔

مسفرا! ہم اپنی قسمت سے نہیں لڑ سکتے ہیں تحمل اور صبر کریں گے نا۔اور پھر آپ جانتی ہیں ڈاکٹر نے کہا تھا دوبارہ وقت لگے گا۔آپ کی حالت بھی تو بہتر نہیں تھی۔ غلطی بھی میری تھی مسفرا۔

میں آپ کا خیال نہیں رکھ پایا تھا۔مجھے تمام حالات سمبھالنے نہیں آئے تھے۔ازحف کے لہجے میں دکھ تھا۔

''ایسامت کہیں ازحف! ہماری خوشی کی عمر ہی اتنی تھی بڑی امی ٹھیک کہتی ہیں وہ وقت ہی مشکل تھا۔''

شاید! وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

چلیں آپ فکر مندہ نہ ہو۔آپ دیکھے گا یہ گھر پھر سے آباد ہو گا ان شاءاللہ تسلی آمیز لہجے میں وہ بولا تھا۔وہ مسفرانے سر ہلا گئی۔

===

''کیسے ہو داؤد؟'' مصروف سے انداز میں وہ کوئی فائل دیکھ رہے تھے جب پکار پر نگاہ اٹھائی۔

''آپ؟''فائل بند کرتے وہ متوجہ ہوئے تھے۔

''بیٹھنے کے لئے نہیں کہو گے کیا؟''

اوہ معذرت! آیئے بیٹھیں،ویسے خیریت یہاں..

''اوہ داؤد! کیا میرے تم سے ملنے پر کوئی پابندی عائد کی گئی ہے...'' صنم دھیمی سے ہنس دی۔

"ویسے ناتم فون اٹھاتے ہو اور کہیں ملنے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا ہے۔اس لیے یہاں چلی آئی ویسے ایک دو بار اور بھی آنا ہوا مگر تم سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔"

"وقت میسر نہیں ہوتا۔وہ سادھے سے لہجے میں کہتے چائے منگوانے لگے۔"

"وقت کی بات تو نہ کرو مجھے کیا علم نہیں ابیہا کے جانے کے بعد تم نے خود کو کس طرح قید کیا ہے۔"

"مگر داؤد یہ زندگی ہے! قید سے رہائی پانا ضروری ہے۔آگے بڑھنا پڑتا ہے۔"بہم انداز میں وہ بہت کچھ کہہ رہی تھی

داؤد کا ذہن ضرب دینے لگا۔

"داؤد جانے والے کے ساتھ ہم اپنی زندگی کو نہیں روک سکتے،اور پھر تمہارے اس طرح رہنے سے وہ واپس تو نہیں آجائے گی۔

تمہیں قدم بڑھانے ہوں گی۔آگے بڑھو کب تک یوں ہی اس کی یادوں میں زندہ ہو کر خود کو برباد کرو گے۔"

"بس صنم! فقرے صاف ہوئے ضرب مکمل ہوا تو ان کا ضبط جواب دے گیا۔"مزید ان میں تحمل نہ رہا تھا۔

''لحظہ بھر صبم کے لبوپر قفل پڑا مگر وہ بھی سمبھل گئی۔ ''

''مجھے علم ہے داؤد کے تمہیں میری گفتگو نا قابل برداشت لگ رہی ہے اس کے لیے میں معافی چاہتی ہوں۔ مگر اتنے عرصے سے اپنے دل میں قید جزبے مزید چھپا نہیں پاؤں گے۔ ''

''صنم! مزید ایک لفظ کہہ کر مجھے تحمل کھونے پر مجبور نہ کریں آپ۔ ''

بہتر ہے یہ آپ کے لیے کہ چلی جائیں آپ۔ کہیں میں اپنا ضبط نہ کھودوں۔ میں آپ کے والد کی بہت عزت کرتا ہوں اور شاید اسی لیے گنجائش نکل آئی ہے ورنہ جو گفتگو آپ نے کی ہے میں بھول جاتا کے آپ کہاں اور کون ہیں۔'' ان کے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ وہ کس قدر پہرے بٹھا رہے ہیں ضبط ہے۔

''مگر داؤد میری بات '' !

صنم! یک حرفی میں اس قدر غصہ تھا کہ باقی کے فقرے صنم کے لبو میں ہی دم توڑ گئے۔ پہلی بار یہ انداز واطوار نگاہ سے گزرے تھے۔ عافیت جانی تھی اس وقت لوٹ جانے میں باقی کی مہم بعد کے لیے اٹھار کھی۔

''صنم کے نکلتے انہوں کے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا، اشتعال تھا جو کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا... وہ عجلت میں کمرے سے باہر نکلے۔''

''کس کی اجازت سے اندر بھیجا تھا آپ نے؟'' سمارہ سے استفسار کرتے انہوں نے آواز کو دھیما کرنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔

''ان کے انداز پر اسٹاف کو باخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ ''

''وہ! وہ سر انہوں نے کہا تھا آپ سے ملنا بہت ضروری ہے۔'' سوال پر سمارہ کے لب پھڑپھڑائے تھے۔

''کوئی کہے گا اور آپ اجازت تھما دیں گی۔'' فون کیوں رکھا ہے جب اس کا استعمال نہیں کرنا ...اسے نکلوادیں۔''

''بھائی تحمل!'' وہ شدید برہم تھے... ازحف کی پکار پر بس سر جھٹک دیا۔

''میری مرضی کے بغیر کسی کو بھی میری روم میں بھیج دیا جاتا ہے۔۔ یہ آفس میرا ہے کے کسی اور کا؟ ''

''اچھا ٹھیک ہے آئندہ خیال رکھا جائے گا... آپ آئیں میرے ساتھ ازحف نے سمبھالنا چاہا مگر وہ بنا کچھ سنے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ ''

''ہوا کیا تھا سمارہ؟ بھائی اس قدر جھلاہٹ کا شکار کیوں ہیں۔''

معذرت سر! مس صنم سے ملاقات ہوئی ہے سر داؤد کی تو...

سمارہ کی آواز میں ندامت تھی۔

خیر اب کوئی بھی آئے بھائی کی اجازت کے بغیر کسی کو نہ جانے دینا۔

"بھائی یہ سب کیسے ہوا؟ ازحف لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے داؤد کو پریشانی سے دیکھے گویا ہوا۔ جن کے سر پر بینڈج اور ہاتھ میں پٹی بندھی تھی۔ "

"میں بھی یہ ہی پوچھ رہی ہوں کہ یہ چوٹیں کیسے لگیں؟" فاطمہ بولی تھی۔

کچھ نہیں ہوا امی بس اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا تو سامنے سے آتی کار سے ٹکرا گیا۔ وہ عام سے انداز میں کہہ رہے تھے۔

ایسے کیسے ٹکرا گئے داؤد... دھیان کہاں تھا بیٹا... عادل متفکر ہوئے تھے۔

"اب میں ٹھیک ہوں آپ لوگ پریشان تو نہ ہوں۔ معمولی سی چھوٹ سے کچھ دن میں ٹھیک ہو جائے گی۔ "

"بھائی آپ کم سے کم فون تو کر دیتے نا۔" میں ہاسپتال چلا گیا تھا بھئی آرام کر لوں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا وہ کہتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھے جا سکتے تھے۔

اچھا تم کمرے میں چلو میں گرم دودھ کر کے لاتی ہوں۔ دوائی کے ساتھ پینا آرام ملے گا۔ فاطمہ بھی اٹھ کھڑی ہوئیں تھی۔ وہ سر ہلاتے آگے بڑھ گئے۔

"پاپا!" آج آفس میں صنم آئی تھی اور بھائی کی ان سے کافی تلخ کلامی ہوئی تھی۔ وہ کافی غصے میں آفس سے گئے تھے۔ یقیناً اسے لیے دھیان نہیں دیا ہو گا۔

ازحف نے دوپہر میں ہوا واقع مختصر سا گوش گزار کرتے کہا۔

"اُفف ازحف اتنا کچھ ہو گیا مگر تم نے ہمیں بتایا بھی نہیں۔ عادل کو افسوس ہوا تھا۔

"معذرت پاپا مگر مجھے علم نہیں تھا یہ سب ہو جائے گا وہ شرمندہ ہوا تھا۔

"خیر کوئی بات نہیں اللہ کا شکر ہے زیادہ چوٹیں نہیں آئیں۔" عادل نے صد شکر کیا تھا۔

"تمہارے ظلم کی انتہا ہے یہ ابی .. لوگ مجھے کہتے ہیں میں نے خود تو قید کر لیا ہے۔ میرا وجود تھم گیا ہے۔

کیسے بتاؤں سب کو کہ میں تمہاری یادوں کے سہارے بہہ رہا ہوں۔ تنہا تو نہیں میں تم بستی ہو مجھ میں محبت کر چکا میں۔

تصویر تھامے وہ عکس سے ہم کلام تھے۔

=====

"سب ٹھیک ہے کس کا فون تھا؟" عائشہ کے چہرے پر رقم پریشانی کی تحریر بہت واضح تھی...

"مسفرا کا فون تھا "!داؤد کا کل حادثہ ہو گیا...

"امی! کیا ہوا داؤد کو وہ ٹھیک تو ہیں؟" عائشہ کے آواز سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ حوس باختہ سی ان تک پہنچی۔

"بچے پریشان نہ ہو وہ ٹھیک ہے اب... عزوہ کے چہرے پر رقم تاثرات پر وہ بولی۔

"میں بات کر لوں بلکہ بابا مجھے لے چلیں جب تک میں دیکھ نہیں لوں کی مجھے تسلی میسر نہیں ہونی.. وہ عجلت میں پلٹی تھی جب ابصار صاحب کے جانب نگاہ پڑنے پر اُس کے قدم تھمے۔ "

"وہ اسی کو ہی تک رہے تھے۔ لحظہ بھر لگا تھا یہ سمجھنے میں کہ محرم زار نہ رہے تھے۔ "

اس کی نگاہ جھک گئی... لبو پر لغزش طاری ہوئی تو وہ پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"عائشہ اور ابصار صاحب کا اندیشہ درست ثابت ہوا تھا ان کی بیٹی مشکل راہ کی مسافر ہو چلی تھی۔ "

"عزوہ! یہ دشوار راہ ہے کیوں اپنے دل کو زخمی کر لیا بیٹا "...

''میں بے بس ہو چلی تھی امی! مگر قسم لے لیں کبھی اپنی حدود کو نہیں پھیلانگا میں نے۔'' نم لہجے میں فقرے بکھرے۔

''میں جانتا ہوں! میری بیٹی خود کو آباد کرنے کے لیے کسی کو تباہ نہیں کر سکتی۔'' ابصار صاحب نے محبت سے کہا تھا۔

''مگر اپنے دل سے ہمیں آگاہ تو کرتی عزوہ کیا ہم پر بھروسہ نہ تھا۔ ''

''نہیں امی یوں تو نہ کہیں۔'' وہ تڑپ اٹھی کیا خبر نہ تھی کہ اُس کے والدین... اپنی اولاد کو سمجھتے ہیں۔

بس اُسی لمحے اپنے جان سے عزیزماں بات کو محرم زار بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

=====

''آج دوپہر میں چاند کہاں سے نکل آیا بھئی؟'' ''ہم تو آپ کے دیدار کو ترس گئے تھے۔

''افف! بھائی آپ بھی نا... '' ازحف کے شرارتی فقروں پر وہ متبسم سا گویا ہوتی اندر آئی تھی۔

''اور کیا تم سے کب سے ملنا نہیں ہوا۔ آج کل میں، میں خود مسفرا کے ساتھ آنے والا تھا۔ کہ خبر گری کروں کے کہیں محترمہ نے کوئی خفیہ ایجینسی میں تو داخلہ نہیں لے لیا۔ ازحف اُس کے ساتھ سامنے ہی صوفے پر براجمان ہو گیا۔ ''

"کچھ دنوں سے مصروفیت تھی بس اسی لئے آنا نہیں ہوا۔ باقی سب کہاں ہیں۔ چاروطرف میں نگاہ گھوماتے سوال کیا تھا۔

سب کمروں میں، اور ہم یہاں ہیں تو آپ کی بہن بھی بس آتی ہوں گی۔

تم کب آئی عزوہ! اُسی لمحے مسفرا کی پکار گونجی۔ لو دیکھا... نظر مکمل رکھتی ہیں آپ کی بہن... ازحف ہنستے ہوئے بولا تو وہ بھی مسکرا دی۔

"کون سی خفیہ ہندسو میں گفتگو کی جارہی ہے۔" عزوہ سے گلے ملتے ازحف کو گھورا۔

"کچھ نہیں بھئی!" ازحف نے ہاتھ کھڑے کیے..

"چھوڑیں آپ یہ بتائیں اتنے دن سے گھر کیوں نہیں آئیں امی بابا یاد کررہے ہیں آپ کو۔" عزوہ پر شکوہ لہجے میں گویا ہوئی۔

"اچھا آجاؤ گی مگر تم روکنا.. عجلت مت مچانا جانے کی۔ میں پکوڑے بناتی ہوں۔

"ٹھیک کے جب تک میں بڑی امی اور آنٹی فاطمہ سے مل لوں "!

"داؤد بھائی سے نہیں ملنا کیا ان کی طبعیت بھی بہتر نہیں تھی۔"ازحف کے فقروں پر وہ تھمی تھی۔

"اُفف! اسی لیے تو یہ دن کس مشکل سے نکالے ہیں۔ مجھے علم تھا میں ان کو تکلیف میں دیکھ کر بے قابو ہو جاتی۔"

پہلے ہی اپنے جزبات میں بہہ کر خود کو عیاں کر چکی مگر داؤد سلمان کے سامنے حالِ دل کھل جانے کی ہمت ابھی نہیں ہے۔ "

"ازحف کی نگاہ نے اُس کا تھم جانا محسوس کیا تھا... چہری کے اتار چڑھاؤ کچھ کہہ رہے تھے وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔"

"جی!" دل کو سمبھل کر قدم آگے بڑھا دیے۔

"کہاں کھوئے ہیں ازحف؟" مسفرا کی پکار پر وہ چونکا۔

"نہیں کہیں نہیں!" وہ ٹال گیا... مگر اُس کے چھٹی حس نے متوجہ کیا تھا۔ وہ تمام عرصے میں ہوئے واقعات کو ضرب دینے لگا۔ آج اچانک ہی دل نے کچھ سوچنے کا عندیہ دیا تھا۔

ویسے اس بات میں کوئی شک نہیں ہے آپ جیسی چائے کوئی نہیں بناتا۔ کپ کو لبو سے لگاتے وہ گویا ہوئی تھی۔

"داؤد بھائی "! وہ سیڑھیوں سے اتر رہے تھے جب مسفرا نے پکارا۔

"بے ساختہ عزوہ کے ہاتھ میں لرزش ہوئی۔ سانس تھمی اور نگاہ نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ "

"بھائی! پاستہ بنایا ہے... چائے بھی ساتھ ہے آ جائیں میں گرما گرم چائے لاتی ہوں۔ "

ٹھیک ہے وہ آستن کو فولڈ کرتے ان کی جانب آئے تھے۔

عزوہ کے نظروں نے بغاوت کی تو ہولے سے نگاہ اٹھائی۔ نیلی جینز پر کافی رنگ کی شرٹ پہنے وہ کافی آرام دہ حالت میں محسوس ہو رہے تھے۔

ماتھے کی چوٹ اب قدرے بہتر تھی تبھی بینڈج لگی ہوئی تھی۔

"شکر الحمدللہ!" عزوہ کے لبوں سے ادا ہوا۔

"ازحف کی نگاہ نے یہ تمام کاروائی بڑی سہولت سے دیکھی تھی اور تمام راز فاش ہو گئے تھے۔"

"کیسی ہو عزوہ؟" داؤد متبسم سا گویا ہوئے تھے۔

اسے لب کو حرکت دینا اس لمحے کس قدر مشکل لگا تھا۔

تمام ہمت مجتمع کرتے اُس نے خود کو بولے کے لیے تیار کیا تھا۔

"میں ٹھیک..." آپ بتائیں چوٹ بہتر ہے؟

"اب تو ٹھیک ہے "... داؤد مسکرائے تھے اور چہرے کو چراغاں کرتا تبسم عزوہ کی تنہائیوں کے لیے جنگو تھا۔

"داؤد کھانے سے انصاف کر رہے تھے جب ان کا فون بجا... ضروری فون تھا اس لیے وہ اٹھ گئے۔

"ازحف"! داؤد نے پکارا۔

یہ لوگ بھی ناغلط وقت پر فون سنتے ہیں اب دیکھا چائے ٹھنڈی ہو گئی ازحف کے جاتے وہ بڑبڑاتے ہوئی چائے گرم کرنے اٹھی۔

"آپ بیٹھیں میں گرم کرلوں گی۔" عزوہ نے ٹوکا۔

پہلے کھالو بھی آجانا کچن میں مسفرا مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

"نگاہ بھٹکتی ہوئی سامنے کی شے پر پڑی... دل نے شدت خواہش کی لاکھ سمجھانا چاہا مگر حوصلہ ہار بیٹھی۔"

"محبت یوں ہی رسوا کرنے کے بہانے تلاش کرتی تھی۔ اس وقت اُسے بھی رسوائی کا خیال نہ تھا ہاتھ بڑھایا اور دشمنِ جان کے بچے چند لقمے خود پر حلال کرنے کی اجازت چاہتی۔"

"اور دو نگاہوں سے یہ حرکت چھپی نہ رہ سکی..." مگر ابھی سوال کرنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ وجود چپ چاپ پلٹ گیا۔

=====

''بھائی صاحب! داؤد سے بات کریں اور منائیں اُسے وقت ہاتھوں سے نکلا جارہا ہے۔عادل نے برہان صاحب کو مخاطب کیا۔''

''میں سوچ رہا ہوں عادل پہلے ابصار صاحب سے بات کی جائے۔ ''

''مگر بھائی صاحب پہلے داؤد کا ماننا ضروری ہے۔'' فاطمہ نے پریشانی سے کہا۔

''تو کیا ابصار صاحب راضی ہو جائیں گے ان کی بیٹی کا معملہ ہے فاطمہ یہ جانتے ہوئے کہ داؤد ا بیہا کا رشتہ کیسا تھا وہ متفکر تو ہوں گے نا۔''

''میری بیٹی کی خواہش اپنی جگہ مگر ابصار صاحب کو حق ہے اپنی بیٹی کے بارے میں بہتر فیصلہ کرنے کا۔ ''

''اور پھر ابھی تو ہم نے اس بات کے بارے میں مسفرا اور ازحف کو بھی آگاہ نہیں کیا ہے۔''

برہان صاحب نے تمام پہلو سامنے رکھے تھے۔

''ٹھیک ہے جو آپ کو بہتر لگے۔'' شگفتہ بیگم رضامند سے ہوئی تھی۔

=====

''میں کئی دن سے محسوس کر رہی ہوں ازحف... جیسے کوئی بات آپ کو الجھا رہی ہے۔''

"بالکنی میں کھڑے سڑکوں پر سے گزرتی گاڑیوں پر نگاہ جمائے وہ کچھ سوچ رہا تھا... جب مسفرا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پکارنے پہ چانک کر متوجہ ہوا تھا۔ "

"ازحف! اگر مناسب خیال کریں تو مجھے بتا سکتے ہیں۔ "

"آپ سے نہیں کہوں گا تو کس سے کہوں گا مگر... وہ تھمامانو فقروں کا قحط ہو یا لفاظوں کو ترتیب دیا جا رہا ہو۔ "

"جو بات ہے بس کہہ دیں... مجھ سے کہنے کے لیے لفظوں کا تعین کرنا ضروری تو نہیں۔"
مسفرا کی بات پر اُس نے سر کو ہلایا۔

"یہ میرا خیال ہے مسفرا! وہم بھی ہو سکتا ہے مگر لاتعداد بار بھی دھوکا تصور کرنا میرے ذہن کو تسلیم نہیں ہوتا۔" بہم انداز میں بات کہی تھی۔

"ازحف! یوں ملفوف فقرے میری عقل سے پرے ہیں۔ آسان فہم گفتگو رہے گی تو کچھ حاصل بھی ہو بتانے کا۔" مسفرا حقیقتاً اُلجھی تھی۔

"مسفرا! میری نظر اور عقل کہتی ہے کے عزوہ، داؤد بھائی کو پسند کرتی ہے۔ "

"پردے چاک ہو گئے تھے ایک ایک کر کے تمام راز کو پار ہے تھے... جسے اتنے عرصے سے چھپانے کی سعی کی تھی ایک جھٹکے میں وہ سامنے آرہے تھے۔ "

"ناممکن ازحف!" مسفرا نے مانو سرے سے ماننے سے ہی انکار کر دیا تھا۔

"تعلق ہے درمیان میں مسفرا..." آپ جانتی ہیں میری نگاہ سے جو لمحات گزرے ہیں...ازحف نے ہولے سے مسفرا کو گزرے ایام کا واقعہ بتایا تھا۔

"آپ کو غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے..." وہ ماننے کو راضا مند نہ ہوئی۔

"اور اگر یہ غلط فہمی نہ ہوئی تو؟" مجھے لگتا ہے ہمیں گھر والوں سے بات کرنی چاہیے۔

"ہرگز نہیں ازحف!" مسفرا بے ساختہ بول اٹھی۔

"کیا مطلب! کیوں، اور اگر عزوہ حقیقت میں بھائی کو پسند کرتی ہوئی تو۔ "

"یہ حماقت ہے اس کی، اور اگر ایسا ہے تو میں قطعی اُسے یہ حماقت نہیں کرنے دوں گی۔ "

"مسفرا!" ازحف نے متجب سے اُسے دیکھا تھا۔

"ازحف "! داؤد بھائی مجھے عزیز ہیں، مگر عزوہ سے میں دشمنی نہیں کر سکتی... آپ بھی جانتے ہیں بھائی، ابیہا سے محبت کرتے ہیں ان کی زندگی تھم گئی ہے وہ کسی کو بھی اپنی زندگی میں ابیہا کا مقام نہیں دے سکتے۔

"آپ بتائیں کیا یہ گوارہ ہو گا آپ کو کہ عزوہ، بھائی کی راہ تکتے، ان کی نگاہ اور الفت کی خواہش لیے اپنی زندگی تمام کر دے۔ "

''کیافائدہ ایسی محبت کا جس میں قسمت میں پانے کا سکھ ہو مگر نگاہ تک آپ پر اٹھنے کی روادار نہ ہو۔''

''میں اسی کسی محبت کے بھینٹ عزوہ کو نہیں چڑھنے دے سکتی ہوں۔''وہ قطعی لہجے میں بولی تھی۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا مسفرا!'' میں مانتا کون بھائی ابیہا سے محبت کرتے ہیں... مگر عزوہ کی قسمت میں وفا تو آسکتی ہے نا۔

''مان لیں کے موت سے لڑ کر وہ بھائی کے لیے ہی جی رہی ہے۔وہ نصیب ہے بھائی کا ورنہ ابیہا یوں تو نہ مرتی۔''

''مان جائیں! اگر آپ ہی ساتھ نہیں دیں گی تو باقی سب کو میں کیسے سمجھاؤ گا۔''

''اور آپ کیا لگتا ہے کہ میں عزوہ کے ہاتھ کچھ برا کروں گا یا ہونے دوں گا۔''آخری بات مسفرا کے لبو ہر قفل ڈال گئی۔

''بھائی نہیں مانے گے'' ... چہرا جھکا کر کہا گیا

''منالیں گے یار...'' لبو پر در آیا تبسم کو روکا تھا اس نے۔

داؤد! وہ ڈائننگ ٹیبل پر موجود ناشتہ میں مصروف تھے جب برہان صاحب مخاطب ہوئے۔

جی بابا! کپ لبوں سے ہٹاتے وہ متوجہ ہوئے تھے۔

"تمہاری ایک ہی میٹنگ ہے ناوہ کب تک ختم ہو جائے گی؟ "

"دوپہر تک! کیوں؟" وہ متعجب ہوئے تھے۔

"آپ کو کوئی کام ہے بابا؟" برہان صاحب کی خاموشی پر پوچھا۔

"ہاں! کچھ بات کرنی ہے۔ "

"تو آپ کہیں"!

نہیں تم سکون سے پہلے اپنا کام نپٹا لو پھر۔

چلیں ٹھیک ہے! وہ استعجاب میں گھرے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

=====

"ایپا کہاں ہیں!" اس نے لانج میں داخل ہوتے استفسار کیا تھا۔

"جی!" وہ تو بی بی صاحبہ کے ساتھ مارکیٹ گئی ہیں ابھی کچھ دیر پہلے ہی۔ ملازمہ کے جواب پر ٹھہری ...

''اچھا بڑی امی تو ہیں نا؟'' ملازمہ کے اثباتی جواب پر وہ اوپر کے جانب بڑھ گئی۔ ارادہ ان ہی سے ملاقات کر لینے کا تھا۔ مگر کمرے میں پہنچی تو شگفتہ بیگم کو آرام کرتا پایا تھا۔ جب کہ برہان صاحب لائبری میں موجود تھے اس نے دونوں کو بھی پریشان کرنا مناسب خیال نہ کیا۔

''آج تو حیرت ہے گھر میں اتنا سنٹا ''...

''خیر میری ہی غلطی ہے آنے سے پہلے پتہ کر لینا چاہئے تھے۔'' چلو اب خود ہی گھر آجائیں گے تو یہ سوٹ دیکھ لیں گی... ہاتھ میں تھامے بیگ پر نگاہ ڈالتے وہ نیچے کی جانب بڑھنے لگی تھی جب ایہا کے کمرے کے سامنے ٹھہری۔'' دل و دماغ میں ایک خوائش بیدار ہوئی تھی۔ وہ خود کو روک نہ سکی۔ ''

''اس کمرے کا مکین اُس کے عشق کے رنگ کی آمیزیوں سے باخوبی واقف تھا۔'' عزوہ نے ہولے سے دروازہ کھولا اور قدم رکھ دیے۔

''آج بھی اس کمرے میں اس مخلص ہستی کی خوشبو بسی تھی جس نے عزوہ کی ہتھیلی پر اپنی محبت کا جگنو رکھ دیا تھا۔ ''

''جس نے محبت کی نئی مثال بنائی تھی... جس نے محبت کو پا لینے کی ہمت دی تھی ''...

''اففف! ابی کہاں سے حوصلہ لاؤ... کیسے اپنی محبت کا اقرار کروں.. آپ تو گواہ ہیں۔ مگر میں اتنی دلیر تو نہیں کہ داؤد سلمان کے روبرو کھڑی ہو جاؤں اور کہہ دوں کے اپنے وجود کی تمام اذیت، دکھ و بے چینی میرے نام کر دو اور خود کو آزاد کر لو۔

کتنے خوف ہیں جو میری ذات میں پیوست ہو چلے ہیں اور وہ مجھے حوصلہ فرسا بناتے ہیں۔ ''

''میٹھی سے تنہائی کیا میسر ہوئی مانو دل کے زار کھلنے لگے۔'' گہری سانس لے کر اطراف میں نظر ڈالی تو بیڈ کے ساتھ رکھی نگاہ داؤد کی تصویر پر ٹھہر گئی.. نا جانے کب کی تصویر تھی۔ سفید شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز میں ملبوت تھے۔'' لبوپر وہ ہی مخصوص تبسم تھا جو کبھی ان کے چہرے کا خاصا ہوا کرتا تھا۔ یہ ہی تو تبسم تھا جو اپنے حصار میں لے کر آزاد نہیں ہونے دیتا تھا۔'' ہاتھ بڑھا کر عکس کو تھاما اور پاس رکھی کرسی پر بیٹھتے نگاہیں اس عکس پر مرکوز کر دیں۔

''میں کیسے آپ کو کہوں داؤد سلمان... میرا دل اب بے قابو ہو چلا ہے۔ لاکھ پہرے بیٹھا لیے اب مشقت بڑھتی جا رہی ہے۔ ''

''قدم ادھ کھلے دروازے کے سامنے تھم گئے.. اندر کا منظر مانو گمان سا محسوس ہو رہا تھا۔ خود کو سمجھاتے دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا۔ ''

سامنے کھڑکی کی جانب ایک وجود ہاتھ میں ان ہی کا ہی عکس لیے نا جانے کہاں کھویا تھا۔ اُس کے لبوں سے نکلتے متحرک الفاظ انہیں مجسمہ سازی میں بدل گئے۔ ''

"وہ اس قدر محو تھی کہ آہٹ کا احساس بھی غالب نہ ہوا۔مانو یقین تھا کہ کوئی اس لمحے خیال کی انجمن میں دخل اندازی نہ کرے گا۔"

"مگر یہ کمرا... داؤد الجھے۔وہ کیسے اس قدر آرام دہ رہ سکتی تھی" ..

"بہکتے لب مگن سے بے حد جان لیواں فقروں کے ساتھ انتہائی درجے کی لاپرواہی سے کھیل رہے تھے۔" داؤد کی سماعتوں نے یقین ماننے سے انکار کر دیا۔

"میں کیسے اپنے درد کو بیان کروں داؤد سلمان، محبت کرنے کی خطاوار ہوں... مگر اظہار کر کے سزا پانے کا حوصلہ بھی تو نہیں۔"

داؤد کی رگیں لحظہ بھر میں تن گئی... لب باہم بھنچ گئے تھے ان کے۔

"میں کیسے کہوں... میرے دل کی ہر دھڑکن آپ سے منسلک ہو گئی ہے..." ایک اجازت کا پروانہ میرے ہاتھ میں تو ہے... مگر .....

داؤد نے آنکھیں میچ لیں... ان کا ضبط جواب دینے لگا..میٹینگ منسوخ ہوئی تو وہ جلد ہی گھر لوٹ آئے تھے کہ برہان صاحب نے ضروری بات کرنا تھی۔

"وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھے تھے جب ایہا کے کمرے کا دروازہ ادھ کھلا پایا...دوپہر کا وقت تھا ... اور اس وقت کوئی بھی ایہا کے کمرے میں نہیں جاتا تھا.. یہ ہی تشویش انہیں یہاں تک لائی تھی مگر...اندر کا منظر ان کا خون کھولا گیا۔ "

"اس کا وجود جن الفاظ کو محرم کر رہا تھا وہ انکے اعصاب کے لیے ایک جھٹکا تھا۔ "

"داؤد کا حوصلہ بس یہی تک کا تھا... دروازہ پوری طاقت سے کھولا تھا اور اندر قدم رکھے۔ "

اپنی بے خودی میں وہ چونک اٹھی.. چہرا گھوما تو مانو پوری جان سے دہل گئ تھی۔

"وہ قیامت جس کا تصور بھی میری روح کو کھینچ لیا کرتا تھا۔" تو وہ قیامت آگئی.. عزوہ کا دل پھڑ پھڑایا۔

"سرخ چہرہ، غیظ بھر نگاہیں، اور لبوں پر چھایا سفاک سکوت.. جس روپ میں داؤد کھڑے تھے... وہ بالکل نئ شناخت تھی ان کی۔ "

چند ثانیے صورتحال نے مانو اس کے ہوش سلب کر دیے تھے۔

"تمہاری جراتوں پر لگام کی ضرورت ناگزیر قرار ہوئی۔ "

داؤد آگے بڑھے اور چشم زدن میں عزوہ کی کلائی تھامی اور قدم کی رفتار کو بڑھا دیا۔

"لبوں پر قفل ڈالے وہ ان کے ساتھ جا رہی تھی۔ "

"آج تمام پردے چاک ہوئے... نگاہ رسنے لگی وہ اس طرح بے نقاب ہوئی تھی کہ دل تھا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے۔"

"میری بات سنیں! ہمت مجتمع کی... لب پھڑپھڑائے مگر وہاں سماعتیں مفلوج ہو گئی تھی شاید۔"

ضبط غضب کی سوی نے داؤد کے وجود کو آتش کر دیا تھا۔

"ایک لفظ اور نہ کہنا عزوہ! مجھ میں اب بالکل ہمت نہیں۔"

"جو کچھ تم کر چکی اس کے بعد کیا مزید کچھ گنجائش نکلتی ہے.. وہ شدیت برہم تھے۔"

بھائی! لانج میں آکر ٹھہرے تھے وہ اور عزوہ کا ہاتھ چھوڑا تھا..

سب صورتحال سمجھنے سے قاصر ہوئے تھے۔ مسفرا برق رفتاری سے عزوہ کی جانب آئی تھی۔

کچھ گھنٹوں پہلے جہاں گھر میں سناٹے کا راج تھا اب وہاں تمام افرادِ خانہ کی موجود تھی۔

"تمہاری ہمت کو میں داد دوں گا عزوہ۔" اس قدر سفاک ہو گئی تم۔

"کیسے؟ یہ گمان کیسے تمہارے ذہن میں در آیا..." داؤد سوال کر رہے تھے مگر وہ مہر بہ لب نگاہیں جھکائے آنسو س بہا رہی تھی۔

"محبت کے رنگ جنہیں ظاہر ہو کر بہت خوبصورت لگنا تھا... وہ بدنما داغ معلوم ہونے لگے۔"

''اس کے محبت کو سرِ عام... افف کس قدر ہلاکت آنگیز تھے یہ لمحے...'' سب کی نگاہیں اس پر جمی تھی۔

''کیا ہو گیا ہے داؤد کیوں اپنا ہوش کھو بیٹھے ہو؟'' کچھ بتاؤ تو سہی کیوں ناراض ہو رہے ہو... شگفتہ بیگم متفکر سی گویا ہوئی تھی۔داؤد کا یہ انداز ان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

''جو ہوا وہ سب بے ارادہ تھا... میں خطاوار نہیں نہ ہی سزاوار ٹھہرائی جاسکتی ہوں۔'' عزوہ کے لبوں کا قفل ٹوٹا تھا۔آنسوؤں سے بھیگے قطرے ٹوٹ کر بکھرے تھے۔

ان جملوں پر داؤد نے غضب سے نگاہ اس کی جانب کی تھی۔اور چند قدم نزدیک ہوئے عزوہ خود سے پیچھے ہٹی تھی۔

''داؤد!'' فاطمہ نے برق رفتاری سے عزوہ کو تھامتے انہیں گھورا تھا۔

''آرام اور سکون سے بھی بات ہو سکتی ہے داؤد کیوں بے قابو ہو رہے ہو اور آگاہ تو کرو آخر معجرا ہے کیا؟''

''تمہاری ہمت و مجال یہ ہے کہ اپنے احمقانہ خیالات پر بھی کوئی قصور معلوم نہیں ہوتا۔'' عادل اور فاطمہ کو وہ نظر انداز کر گئے تھے۔

"آپ کو محبت جائز تھی داؤد سلمان تو میرے محبت احمقانہ کیسے؟ "وہ تڑپ ہی تو گئی تھی ان کی بات پر... فبہا حوصلہ تھا۔اپنی پندار کی پوری تمکنت سے حفاظت کی گئی تھی۔

تمام افراد خانہ چونک اٹھے تمام سوال حل ہو گئے۔

"اپنی زبان پر پہرے بیٹھاؤ عزوہ! میرے ضبط کا یہ امتحان ہے۔ "

"ان کی شخصیت کی مضبوطی پر وہ زرا سی لڑکی اپنی قوتیں آزما رہی تھی اور وہ کمزور پڑ رہے تھے۔"

"میں پہرے بیٹھاؤں، جب کے استحقاق ہے مجھے، مگر آپ کو یہ حق کس نے فراہم کیا کہ بھری محفل میں مجھ سے جواب طلب کریں... میرے وقار کو یوں رسوا کرنے کا اختیار نہیں آپ کو... سسکتے ہوئے شکوہ ہوا۔ "

عزوہ! مسفرا نے اُسے تھمنے کو کہا تھا... وہ خود بے بس تھی ..

"مسفرا یہ ان دونوں کا معملہ ہے کہہ لیں دیں... دلوں کے زار عیاں ہو جانے دیں ازحف نے نگاہوں میں التجا کی تھی۔

"استحقاق! کس نے دیا ہے تمہیں یہ حق..." داؤد استہزا سے گویا ہوئے۔

"ایسا محبت کا حصول میری جھولی میں ڈالا گئی... اس کے فقروں پر سب گنگ ہی تو رہ گئے تھے۔

''میں تو ساری زندگی مہر بہ لب رہتی... ناراضی مجھ سے اگر ہے تو سوالات ابیہا سے بھی کریں وہ شامل ہیں اس سب میں۔'' سسکتے لبو سے کہتی وہ باہر کی جانب دوڑی تھی مزید حوصلہ کہا تھا ...

''وہ ابیہا کے درمیان میں آنے پر ہی تھم سے گئے تھے۔'' استعجاب کا حملہ ہوا تھا وہ شل سے ہو گئے۔

''بھائی! یہ سب کیا تھا؟ آپ تحمل سے بھی تو بات کر سکتے تھے نا..'' مسفرا کو عزوہ کے پیچھے جاتے دیکھا تو ازحف ان کے نزدیک آیا تھا۔

''سب جاننے کے باوجود تم مجھ سے کہہ رہے ہو...'' داؤد نے تعجب سے ازحف کو دیکھا تھا۔

''ہمیں خبر نہ تھی کہ معملہ کی حقیقت یہ ہے... ادھورا علم تھا۔'' برہان صاحب کے لب ہلے تو داؤد اور ازحف متغیر سے ہو کر اُنہیں دیکھنے لگے۔

''اب آپ یہ مت کہیے گا بابا کہ آپ کو اس سارے معملے کی خبر تھی''... داؤد نے مانو پہلے ہی بند بیٹھائے تھے۔

''ابیہا کی خواہش تھی کہ تم عزوہ کو اپنالو داؤد... مگر اس سے واقف کار نہ تھے کہ ابیہا رازدار تھی عزوہ کی۔'' برہان صاحب کے فقرے داؤد کو سکتے میں ڈال گئے۔

"پھر بھائی غلط بھی کیا ہے اس میں.." برقی جھٹکا تو ازحف کے لیے بھی تھا مگر وہ اس لمحے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔

"ازحف!" انہوں نے سختی سے ٹوکا۔

"آپ لوگ کیسے راضی ہو سکتے ہیں؟" کیا آپ سب ابیہا کی جگہ کسی اور کو دے سکتے ہیں جو مجھ سے امید لگا رہے ہیں۔"

"یہ سراسر حماقت ہے عزوہ کی بھی اور آپ سب کی بھی..." داؤد برداشت کی آخری حدود تک تھے۔

"یہ ابیہا کی خواہش تھی داؤد"... عادل نے وار کیا تھا۔

"تو ابی نے ظلم کیا ہے مجھ کر... اور آپ سب نے مان کر میرے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ مجھ پر حق ہے ابیہا کا اور یہ میں کسی کو دینے کو رضامند نہیں۔"

"ہم نے وعدہ کیا تھا ابیہا سے... اُس کے یہ خواہش پوری کریں گے۔" برہان صاحب نے قطعی لہجہ اپنایا۔

"مگر میں عہد و پیماں نبھانے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرا بابا... میں تمام وعدہ ایفا سے پاک ہوں۔"

"اس بچی کا قصور کیا ہے داؤد؟" شگفتہ بیگم نم لہجے میں بولی تھی۔

"یہ کہ اپنی حدود پار کی ہے۔ "

"آپ سب کا مجھے علم نہیں مگر پہلے جو انسیت محسوس ہوتی تھی اب وہ بھی نہیں رہی مجھے "...

وہ اشتعال میں کہتے وہاں سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔

=====

"عائشہ دروازہ کھولا عزوہ نے؟" ابصار صاحب متفکر سے گویا ہوئے۔ تمام صورتحال سے وہ آگاہ ہو گئے تھے۔

عزوہ جس خستہ حالت میں پہنچی تھی عائشہ کو ہولا دیا تھا۔ مگر وہ کمرے میں قید ہو گئی تھی۔

"مجھے بہت فکر ہو رہی ہوں ابصار صاحب... طبعیت نہ خراب کر لے وہ...

"آپ متردد نہ ہو کچھ دیر اکیلا چھوڑ دیں پھر میں بات کرتا ہوں ...

وہ بھی حالانکہ مضطرب تھے مگر حالات کو سمبھالنا چاہتے تھے۔

"کمرے کے باہر تھمتے اس نے گہرا سانس لیا تھا۔ "

"بھائی "! دھیرے سے دروازہ بجا کر مانو اجازت چاہتی تھی۔ واقف تھا یہاں سے جواب نہیں ملنا ہے اس لیے ہنڈل پر ہاتھ رکھ کر گھومایا... یہ شکر تھا کہ وہ مقفل نہ تھا ...

"کمرے کی تمام لائٹس بجھی تھی کھڑکی سے چھن کر آتی چاند کی روشنی نے منور کر رکھا تھا۔

"ازحف نے بھی روشن نہ کیا.. اور چلتا ہوا داؤد تک آیا تھا۔ "

وہ بیڈ کے سرہانے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ وہ بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"داؤد نے نگاہ اٹھا کر اس کے جانب دیکھا... ملول، شکایت، افسوس تمام شے تھی داؤد کے نگاہوں میں۔ بے ساختہ ازحف نے چہرا جھکا لیا۔

"معذرت بھائی!" مجھے خبر گری ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔

"رہنے دو ازحف! میرے خفگی کی تمہیں پرواہ کہاں..." وہ استہزائیہ سے مسکرا دیے۔

"بھائی! یوں تو نہ کہیں۔ وہ تڑپ ہی تو گیا۔ میں بس آپ کو خوش دیکھنا چاہا ہوں۔ "

"ابیہا کی جگہ کسی اور کو میری زندگی میں شامل کر کے؟ "

"ابیہا اب نہیں ہی بھائی..." وہ اس لمحے سفاک ہوا تھا داؤد آنکھیں میچ گئے۔

"معافی چاہتا ہوں میں مگر ابیہا بھی یہ ہی چاہتی تھی... میں متنبہ نہ تھا ان کی خواہش سے مگر میرے دل میں بھی یہ بات تھی "...

"ابیہا کی کیا بات کرتے ہو ازحف وہ تو تھی ہی میرے معملے میں نرم دل سی۔" میرا ضبط تو یہاں تمام ہوا کہ کس قدر بے رحم ہو چلی عزوہ... میں مانتا ہوں محبت کرنا گناہ نہیں مگر اتنا سہو ...

"بیمار عزوہ تھی... مگر مر تو ابیہا گئی... اللہ عزوہ کو حیاتی دے میرا مطلب یہ نہیں کہ وہ جی کیوں گئی۔"

"مگر ابیہا نے اپنا دل نکالا تھا تو کیا عزوہ کا واجب تھا تھام لینا...اس پر یہ مجال کے اپنے بے قابو ہوتے جزبوں کو سرے عام کر دے۔ میرے دل میں موجود جو رحم تھا نا ازحف وہ نفرت میں تبدل ہو گیا"...

"ایسا نہ کہیں بھائی!" اُس نے کسی سے کچھ نہیں کہا.. یہاں تک کے مسفرا کو بھی آگاہ نہ کیا..

"ہاں مگر ابی کو بتا دیا تھا... واہ کیا تدبیریں کی ہیں۔" وہ مانو سمجھنے کو تیار نہ تھے۔

"بھائی!" بس ازحف مزید وکالت نہ کرو تم..اس نے لب وا کیے جب وہ ہاتھ اٹھا کر ٹوک گئے ...

"وکالت نہیں ہے یہ تمہیں سمجھانے کی کوشش ہے.." برہان صاحب کی آواز پر دونوں متوجہ ہوئے۔

"ابیہا محبت کرتی تھی تم سے"...

"داؤد سلمان تم جانتے ہو ہم نے ایہا سے بھی زیادہ تم سے محبت کی ہے ہم تمہیں اپنی اولاد کہتے ہیں اور صرف کہتے نہیں سمجھتے بھی ہیں۔"

"اگر سمجھتے تو کیا باآسانی وعدہ ایفا کر بیٹھتے..." داؤد شکایتی لہجے میں گویا ہوئے۔

"ہم یہ تسلیم کرتے ہیں... کسی کے جانے سے زندگی رکتی نہیں پھر یہ نوشتہ تقدیر ہے۔ تم ابھی سمجھنا نہیں چا رہے ہو اگر اپنے غصے سے باہر نکل کر دیکھو تو شاید محسوس ہو جائے کہ تمہارے دل میں جگہ بنا دی گئی ہے..."

"ہرگز نہیں میری دل میں محبت ہے ایہا کی۔" وہ بے ساختہ بولے

"بے شک محبت کر چکے تم داؤد مگر وفا کا خانہ ابھی بھی خالی ہے۔" برہان صاحب ہولے سے مسکرائے۔

"داؤد نے سر جھٹکا مانو ان کی بات کی نفی کر رہے ہوں۔"

"ایہا نے کہا تھا بابا! داؤد سلمان اجڑا رہے کا تو میں قبر میں بے چین رہوں گی... عزوہ سمبھال لے گی اسے۔

اُس میں اتنی طاقت ہے کہ داؤد کی مشروط محبت کے ساتھ اُسے قبول کر لے۔" برہان صاحب دھیرے سے سمجھا رہے تھے۔

"بھائی! عزوہ بھی تو آپ کو اپنائے گی... کیا آپ حوصلہ نہیں رکھ سکتے۔"

"بالکل نہیں! یہ خیال تمہارے ذہن میں در آیا بھی کیسے۔"

"وعدہ بابا نے کیا... حماقت عزوہ نے کی ہے... میں تمام ڈوریوں سے آزاد ہوں۔" وہ سختی سے بولے۔

"کیا یہ تمارے لیے کافی نہیں کے ابیہا کی یہ خواہش تھی..." برہان صاحب کو ان کے ضدی لہجے پر غصہ آیا تھا۔

"میری لیے یہ کافی ہے کہ میں ابی سے محبت کرتا ہوں۔مزید کسی بھی شے کی گنجائش نہیں نکلتی۔" داؤد کا لہجہ سپاٹ تھا ..

"تم اتنے سخت دل تو نہ تھے داؤد؟" وہ افسوس سے بولے۔

"میں اب بھی نہیں ہوں۔" داؤد پر مانو کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"مگر ہم مجبور ہیں اپنی بیٹی سے کیے گئے وعدے کے سامنے۔"

"مگر میں نہیں ہوں بابا... میرا حوصلہ اتنا نہیں کے آپ سب کی بات مان جاؤں"

"مجھے معاف کریں۔" وہ کہہ کر پلٹ گئے۔

"ازحف نے برہان صاحب کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا مانو تسلی دینا چاہی ہو۔

برہان صاحب نے افسوس سے نگاہ ان کی جانب کی وہ مانو ضدی بچے کی مانند ہو گئے تھے۔

=====

"داؤد سلمان! آپ کو چاہنا میری سزا نہیں... سراسر آپ کی غلطی ہے۔ "

"ایسا کی ہمت نے میری نگاہوں میں پانے کے خواب ڈالے میں کہاں قصوروار ٹھہری بتائیں؟ "

"مجھے خبر تھی کہ راہوں پر پھول تو آپ نے بیچھانے نہیں... مگر یہ علم میری برداشت کا امتحان ہے کہ آپ کی نگاہ میں میں نے نفرت دیکھی ہے.. وہ مانو سوکتہ جانی کا شکار ہو رہی تھی۔

"عزوہ! ابصار صاحب کے پکار پر دل نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا۔

"بابا! مجھے معاف کر دیں مگر میں نے قطعی ارادتاً اس فعل کو انجام نہیں دیا۔ "

"سسک بھری آواز پر ابصار صاحب کا دل دکھا وہ برق رفتاری سے اس کے جانب آتے خود سے لگایا۔

"کیا مجھے خبر نہیں "...

"مگر بابا! داؤد... انہیں کہیں میں ان کی نگاہوں میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھ سکتی..ان سے کہیں جب راز پالیا تو مجھ سے منہ نہ پھیریں... سہہ نہیں پاؤں گی..میں مر جاؤں گی بابا، میں مر جاؤں گی وہ ان کے سینے میں چہرہ چھپاتے فریاد کر رہی تھی۔"

"ایسے نہ کہوں عزوہ!" ابصار صاحب اس کی بکھری حالت پر پریشان ہوئے تھے۔

"مگر وہ ان کی سن کہاں رہی تھی۔ وہ تو بس اپنے نقصان پر آنسو کہا رہی تھی۔"

=====

"دل اور دماغ کی جنگ انہیں مضطرب کر رہی تھی۔ ایمہا نے انہیں مشکل کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ کسی سے کیا ہی کہتے... فصلہ درشوار ترین تھا۔"

"بہت سوچ بچار کے بعد سامنے بس یہ ایک ہی حل ان کے ذہن کے پردے پر سمایا تھا۔ تو فیصلہ میں دیر نہ کی۔

"وہ کمرے سے باہر آئے تو سب لوگ کھانے کی میز پر رات کا کھانے کے لیے موجود تھے۔"

"دو دن سے وہ کسی کے بھی روبرو نہیں ہوئے.. لبو پر قفل ڈالے وہ بھی آکر کرسی پر بیٹھ گئے۔"

"فاطمہ نے نگاہ اٹھا کر ان کی جانب دیکھا تو مانو دل دکھ سے بھر گیا۔"

"فیصلہ آسان نہیں تھا۔" ایمہا، داؤد کے لیے کہا تھی اس بات کا سب کو علم تھا ..

"شگفتہ بیگم نے ان کی پلیٹ میں چاول ڈالے تو وہ چپ چاپ کھانے لگا۔

پاپا! چند لقمے زہر مار کیے تھے... حلق سے ایک دانہ اتارنا محال ثابت ہو رہا تھا۔مزید مشقت نہ ہوئی تو ٹھہر کر عادل کو پکارا۔

"کہوں" ! عادل صاحب مکمل متوجہ ہوئے تھے۔

"میں دبئی جانا چاہتا ہوں۔" دھیمے لہجے میں فقرہ مکمل کیا۔

"مگر کیوں داؤد "! شگفتہ بیگم بے چینی ہوا ٹھیں تھی۔

ٹھہریے شگفتہ بیگم !"کب جانا چاہتے ہو؟ "

"کل ! کل ہی... " عادل کے بجائے برہان صاحب نے سوال کیا تھا۔

"وہاں جو برانچ ہے وہ دیکھ لوں کا اور از حف تو یہاں سب سمبھال ہی رہا ہے۔مانو داؤد سب ترتیب دیے بیٹھے تھے۔"

"حالات سے بھاگنا حل تو نہیں... صورتحال کو سمبھال نہیں سکتے تو کم سے کم ان کا سامنے کرنے کا حوصلہ تو رکھتے۔" عادل نے افسوس سے کہا تھا۔

"رہنے دو عادل جو اُسے بہتر لگے کرنے دو بچے بڑے ہو گئے ہیں...انہیں بھی زندگی کے تقاضے سمجھنے دو... " برہان صاحب کی بات پر وہ پہلو بدل کر رہ گئے۔

"ازحف! میں تیاری مکمل کرچکاہوں شام تک روانہ ہو جاؤ گا۔" کچھ ادھورے کام پڑے ہیں وہ میں کل سمیٹ لوں گااور جو رہ جائے گا وہ تمہیں بتادوں گا "... پلیٹ کھسکا کر وہ جن قدموں سے آئے تھے لوٹ گئے۔

"برہان صاحب! کیوں اجازت نامہ تھمادیا آپ نے... ہم سمجھاتے تو وہ مان جاتا۔ "

"وہ ماننے کو تیار نہیں... ضد سوار ہو گئی ہے اُس کے سر پر اکیلا رہے گا تو شاید سمجھ سکے "..

"اپنے زندگی یوں تباہ کرنا مناسب ہے کیا.. ہم اگر وعدہ ایفانہ ہوتے تو بھی یہ ہی کرتے۔ مگر ابھی ہم پر زمہ داری بڑھ گئی ہے۔اور روزِ محشر اپنی بیٹی کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتے ہم۔ "

"وہ بھول رہاہے زنجیر اس کے قدموں میں بھی پڑی ہے تنہا رہے گا دیکھنا احساس ہو جائے گا محبت نبھانا اتنا بھی آسان نہیں ہے۔" برہان صاحب نے قصہ ہی تمام کر دیا تھا۔

=====

"میں مانتی ہوں امی! عزوہ کے جزبات سچے ہیں مگر کیا بھائی کی مخالفت اسے وہ زمین مہیا کر سکے کے وہ اپنے ارمانوں کی عمارت کھڑی کر سکے۔ "

"اگر بھائی دل سے رضامند ہو جائیں تو مجھے اختلاف قطعی نہیں مگر عزوہ کی زندگی میں کسی امتحان میں بھی نہیں دیکھ سکتی۔" مسفرا کے لہجے میں ڈر تھا۔

''جن خدشات کا تم ذکر کر رہی ہو میں سمجھ سکتی ہوں مسفرا ...

میری اولاد ہے وہ۔ میں بھی اُسے کسی مشکل رستے کی مسافت طے نہیں کرنے دینا چاہتی۔ مگر وہ بہت آگے نکل آئی ہے۔ ''

''اور داؤد اس کی زندگی بھی تو دشوار ہے۔ اس کے ہاتھوں سے خوشیاں اس وقت پھسل گئی جب لحظہ بھر تھا تھامنے میں۔ مجھے افسوس اس کے خسارے کا بھی کم نہیں۔'' عائشہ نم لہجے میں گویا ہوئی۔

''شاید دونوں کی قسمت ساتھ لکھی تھی.. کہ بکھرے لوگ ایک ساتھ جڑ کر سمبھل جائیں۔ ''

''معلوم نہیں امی! میری عقل یہاں تمام ہو چلی ہے بھائی نے حالات پر گرفت کرنے کے بجائے فرار کی راہ اپنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔'' وہ واقعی الجھی ہوئی تھی۔

''مطلب! مسفرا کی بات قطعی عائشہ کے سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ ''

''بھائی نے دبئی جانے کا فیصلہ کر لیا ہے بلکہ آج شام تک روانگی ہے۔ ''

''ارے!'' عائشہ متعجب ہی تو رہ گئی تھی۔

''بابا کی جانب سے بھی اجازت حاصل ہو گئی ہے انہیں۔ وہ کہتے ہیں ایسے وہ سمجھ جائیں گے۔ ''

''معلوم نہیں مسفرا! یہ حکمت عملی کیا رنگ لائے... ہو سکتا ہے کوئی نیا در کھولنا ہو۔'' عائشہ حقیقتاً اُلجھ گئیں تھی۔

''مگر امی! عزوہ یہ سب کس طرح سمجھے گی ''...

''تم فکر مند نہ ہو شاید داؤد کا جانا عزوہ کے لیے بھی سمبھلنے کا وقفہ ہو۔

''داؤد کہاں جا رہے ہیں؟'' عائشہ کے اختتامی فقرے اس کے لیے حیرت کا جھٹکا تھے۔

''عائشہ اس کی پکار پر سمبھلی..'' مگر متحیر ہوتا چہرا بتا رہا تھا وہ سب سن چکی ہے۔

''امی! بتائیں نا...'' بے چینی سے لب پھڑ پھڑائے۔

''عزوہ اسے بھی وقت دو بیٹا۔'' انہوں نے سمجھانا چاہا۔

''آپ مجھے پہلے بتائیں وہ باضد ہوئی تھی۔

''دبئ! ایک حرفی فقرہ اُسے حواس باختہ کر گیا۔ ''

''نہیں داؤد سلمان تم مجھ سے دیدار کا حق نہیں چھین سکتے ہو۔ خفا ہو جاؤ مگر یہ سزا تو میرے حصے میں نہ ڈالو۔'' وہ برق رفتاری سے باہر کی جانب بڑھی۔

''کہاں جا رہی ہو؟ ''عائشہ نے پکارنا چاہا۔

"امی!" نگاہوں میں فریاد لیے پلٹ کر دیکھا اور باہر نکل گئی۔

====

"ازحف یہ سب فائل تو کمپلیٹ ہو چکی ہیں اور یہ پریزنٹیشن بھی اب جو رہ گیا ہے وہ میں بعد میں دیکھ کر بتادوں گا۔"

داؤد اس وقت ازحف کے کیبن میں اسے سب کچھ سمجھا رہے تھے۔ ایک اور فائل تھی وہ میں ابھی دیکھ کر دے دوں گا۔ تم یہ دیکھ لو۔

بھائی! وہ فائل تھامنے کھڑے تھے جب ازحف نے پکارا۔

"مت جائیں نا۔"

"ازحف مہربانی ہو مجھے مجبور مت کرو۔" داؤد نے نظر اٹھا کر سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔ اور اپنے کیبن کی جانب بڑھے۔

"داؤد سلمان ہیں؟" ضبط کے پہرے بیٹھاتی وہ استفسار کر رہی تھی۔

"مگر قابو کہاں تھا۔ اپنے پندار کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا تھا۔ عشق یوں ہی بے توقیر کرنے کے در پہ ہو جاتا ہے۔ وہ دیوانی بھی اپنی ذات کو پس پشت ڈال کر یہاں آن پہنچی تھی۔"

"جی آپ!" سارہ متعجب سے نگاہ جمائے کھڑی تھی۔

''میں نے پوچھا! داؤد سلمان ہیں؟'' شدید قہر میں ڈوبی آواز تھی سمارہ بے ساختہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

''مگر آپ جا نہیں سکتی! عزوہ کے بڑھتے قدم پر بول اٹھی تھی۔ ابھی زیادہ عرصہ تو نہیں بیتا تھا پچھلے واقعے کو۔

اب داؤد کا اُسے نوکری سے برخاست کرنا طے تھا ...

''دیکھیں میم!'' رک جائیں داؤد سر بہت برہم ہوں نے... مگر وہاں سماعتیں مفلوج تھیں۔

قدموں کی رفتار کمرے کے باہر ہی تھمی تھی جب دروازہ کھولا تھا۔

''آواز پر داؤد چونک اٹھے مگر جو چہرہ ان سے سامنے آیا تھا انواس نے لحظہ بھر کو تعجب میں مبتلہ کر دیا تھا۔''

''بکھرا وجود، نگاہوں لبالب پانیوں سے بھری تھی اس کی۔''

''سر میں نے بہت منع کیا مگر یہ ''...

''آپ دبئی جا رہے ہیں؟ بنا لحاظ اور سمارہ کا خیال کیے بغیر اس کی بات کاٹ کر پوچھا گیا۔ ''

''سمارہ نے اُس کے فقرے سنے اور متحیر سا عزوہ کے جانب دیکھا۔

''داؤد کی نگاہ سے یہ منظر چھپا تو نہیں رہ سکا تھا...'' ان کے اشتعال میں مزید اضافہ ہوا۔

"آپ جائیں!" سمارہ کو اشارہ کیا تھا۔

"یہ میرا آفس ہے! آپ کی بہن کا گھر نہیں کہ لحاظ کے پردے آپ یہاں چاک کر دیں۔" وہ سختی سے ایک ایک حرف پر زور دے کر بولے تھے۔

"آپ دبئی جا رہے ہیں؟" اپنی بات پھر بے قراری سے دہرائی تھی مانوان کی بات اس کی سماعتوں سے ٹکرائی ہی نہ ہو۔

"میں کہاں جا رہا ہوں، کہاں نہیں یہ بتانے کا تمہیں پابند نہیں.. اپنی حدود سے باہر نہ آؤ.. اوہ معذرت آپ نے تو تمام حدودوں کے پردے چاک کر ہی دیے ہیں۔" وہ استہزا سے ہنسے۔

"عزوہ کو ان کے بات چابک کی طرح لگی تھی۔"

"اتنے بے رحم تو نا بنے، آپ کی نگاہوں میں اپنی لیے یہ نفرت میرے وجود کو خاکستر کر دے گی... اتنا تو بتائیں خطا کیا ہے میری داؤد سلمان۔" وہ سسکی۔

عزوہ! داؤد کی پکار تھی یا قہر وہ سہم ہی تو گئی تھی۔ کون سا فقرہ اشتعال طبع ہوا تھا۔ "

"میرے تحمل کو نہ آزماؤ... تمہارے لبوں پر میرا یہ نام آئے میں قطعی برداشت نہیں کروں گا۔" انگشت اٹھا کر متنبہ کیا گیا۔" ضبط غضب کی سعی نے داؤد کو سرخ کر دیا تھا۔

"اچھاٹھیک ہے... نہیں کہتی، میں کچھ نہیں کہتی... بس آپ ٹھہر جائیں۔" یوں تو مت جائیں خدا کے لیے یہی رہ جائیں۔" حوصلہ تمام ہوا تھا۔مانو وہ دوھائی دینے پر اتر آئی تھی۔

"عزوہ! مزید میری سماعتیں کچھ بھی سنا نہیں چاہتی ہیں خدارا میری نگاہوں سے اوجھل ہو جاؤ کہیں یہ نہ ہو کہ میرا صبر تمام ہو جائے اور میں نہیں چاہتا کہ مسفرا یا ازحف کے سامنے مجھے منفعل ہونا پڑے۔" داؤد کا لہجہ برودت اور سخت تھا۔

"اچھامیرے بات سنیں... جو ہوا وہ سب غیرارادہ تھا.." ٹھیک ہے، میں یہاں سے چلی جاؤ گی پھر کبھی آپ کو میرے وجود کی جھلک بھی نہیں دیکھائی دے گی ... میرا نام کبھی آپ کی سماعتوں تک نہیں پہنچے گا۔میں وعدہ کرتی ہوں۔ مگر بس یہیں رہ جائیں ...

آپ کو مجھے نہیں اپنانا، میں نہیں کہتی آپ مجھے اپنا ساتھ عنایت کریں... میں نہیں مانگتی آپ کا ساتھ ..

بھول جاؤں گی ابیہا کے وعدے کو... بھول جاؤ گی کہ انہوں کے کیا حق دیا تھا۔

بس میری یہ بات مان جائیں۔ عزوہ بے بسی سے کہہ رہی تھی۔ مگر وہ کس قدر سفاک ہو چلے تھے ...

"کون سی وفا کی بات کرتی ہو تم، کون سا تعلق، کون سا حق ہے تمہارا مجھ پر... مجھ پر ہمیشہ ایما کی ملکیت ٹھہری ہے۔ صاف لفظوں میں باور کروایا تھا۔

اب بہت ہوا... چند لمحے ہیں تمہارے پاس عزوہ ...

"مجھ میں اب برداشت تمام ہو چلی ہے یہ نہ ہو کی میں اپنے ساتھ ہی کچھ کر بیٹھوں اور پچھتاوا تمہارا مقدر بن جائے۔" انہوں نے ہاتھ مار کر پانی کا گلاس زمین بوس کیا۔

"عزوہ نے فق چہرے سے ان کی جانب دیکھا۔ جن کی نگاہ ٹوٹے گلاس پر تھیں۔ "

ٹھیک ہے جاتی ہوں میں۔ خود کو نقصان پہنچانے کا سوچے گا بھی نہیں، کچھ مت کریے گا اپنے ساتھ... آپ کو ابھی اندازہ نہیں... شاید آپ سمجھنے کے حالت میں نہیں ہے ... وہ اپنے بکھرے وجود کو سمٹتے دروازے کے جانب بڑھی... مگر پھر ٹھہر گئی۔

مانو کچھ رہ گیا ہو جسے۔

"داؤد سلمان!" لب پھڑ پھڑائے... بے بسی سی بے بسی تھی۔

"میرا خدا گواہ ہے! آپ کے ساتھ کی کبھی تمنا نہیں کی تھی میں نے...اپنی حدود سے واقف تھی..آپ کی محبت کو مجھ پر واجب قرار ایما نے دیا ..."

"آپ نے استفسار کیا نا کہ کون سی محبت، کون سا حق.... نگاہ میں ٹوٹی کرچیاں تھی۔ "

"داؤد کی نگاہ بھی اُس کے چہرے پر ٹک گئی... وہ سنا نہیں چاہتے تھے مگر سماعتوں کا کیا کرتے... انہیں علم کہاں تھا استفسار کرنا انہیں تباہ کر دے گا جو جواب انہیں موصول ہوا تھا وہ جلد ہی انہیں قید کرنے والا تھا۔ "

"آپ کی محبت پر استحقاق رکھتی تھیں ابیہا... اس بات سے آپ انحراف تو نہیں برت سکتے۔" ایک اذیت بھرا تبسم اس کے لبوں پر آن ٹھہرا ....

"اور... حق دار نے خود اپنا حق میری ہتھیلی پر رکھ چھوڑا تھا۔"

اتنا کہہ کر وہ رکی نہیں تھی... آنسوؤں کو بے دری سے رگڑتی چلی گئی مگر داؤد کو ساکت کر گئی تھی۔

"کتنے ہی لمحے وہ سانس تک نہیں لے پائے تھے۔ "

"آپ ٹھیک تو ہیں؟" ازحف کی پکار ان کے وجود میں ارتعاش کا سبب بنی تھی ...

"ہاں!" میری فلائٹ کا ٹائم ہونے والا ہے میں نکل رہا ہوں... نگاہ چراتے وہ گویا ہوئے ..

"عزوہ کامیاب نہ ہو سکی... کاش بھائی آپ سمجھ پاتے کچھ چیزیں ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتی ہیں... آپ کی محبت ادھوری رہی تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ سامنے والے کا دل بھی خالی رکھیں۔ "

ازحف نے افسوس سے داؤد کی جانب دیکھا تھا ...

خیال رکھنا سب کا! وہ معانقہ کرتے کمرے سے نکل گئے... مگر دل پر بہت بوجھ آن پڑا تھا.. قدم من بھر کے ہو رہے تھے۔ ....

"ازحف! داؤد سے بات ہوئی تمہاری... ٹھیک تو ہے وہ؟ "

رات کھانے کے دوران... فاطمہ نے فکرمندی سے دریافت کیا تھا۔

"ٹھیک ہیں وہ امی! آپ پریشان نہ ہوں "...

"کیسے نا ہوں بیٹا! جب سے گیا ہے تین چار بار ہی فون کیا ہے۔اُس میں بھی بس سلام دعا سے زیادہ کوئی بات نہیں کرتا ہے فاطمہ نے نم لہجے میں کہا۔

"سمجھدار ہے آپ کا بیٹا فاطمہ، اپنے فیصلے اور حالات کو سمبھالنا آتا ہے خود کو ہلکان نہ کریں۔" عادل تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوئے۔

"جی امی! میں فون کروں گا تو کہہ دوں گا... آپ سے بات کرنے کو.." ازحف کی بات پر وہ اثباتی میں سر ہلا گئیں۔

"فاطمہ اللہ بہتر کرے گا تم پریشان نہ ہو وقت لگے گا مگر سنبھل جائے گا شگفتہ بیگم نے تسلی دیتے کہا وہ خود بھی تو پریشان ہی تھی۔

مسفرا عزوہ کیسی ہے وہ ٹھیک ہے نا؟ شگفتہ بیگم نے پوچھا۔۔

"جی بڑی امی۔" ٹھیک ہے ہو... مسفرا دھیمے سے گویا ہوئی تھی۔

=====

فنا ہونے کو پڑی ہے اک عمر آخر�ہونا ہی تھا یار ہو گیا تم سے، عشق آخر��میرا
دل ہی نہیں، ہے اک پری وش پریشاں�کچھ بلا کی حالت تمہاری بھی ہے
آخر��وہ جو تمہیں اک پل نہیں ناز و ادا سے فرست�دیکھو یہ سیاہ بخت
کب سے تیرا منتظر ہے آخر��میں بدبخت کمبخت ہر لحاظ سے بدلحاظ ٹھرا
جانا�تجھے سوچوں تو جانا بن ہی جاتا ہوں انساں آخر��محبت بھی کہاں؟
بخت میں میرے ماہجبیں�ورنہ یوں بھی کیسے ممکن تو بھی نہ ملے آخر

"یہ کوئی آج کے دن کا شاید تیسواں پیغام تھا جو انہیں موصول ہوا تھا۔"

"گہری سانس لی اور نگاہ ہٹالی... وہ ہر باریوں ہی پڑھ کر چھوڑ دیتے تھے.. وہ اتنے بطی الفہم تو نہ تھے کہ سمجھ نہ پاتے۔"

"مگر روک تھام نہ کی گئی تھی... شاید وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ انہیں قطعی فرق نہیں پڑتا ..

"پر فرق تو پڑتا تھا... ان کا دل کوئی مٹھی میں جکڑ لیتا تھا"..

"کیا میں کمزور پڑنے لگا ہوں... ہر گز نہیں... خود کے خیال کی نفی کی "

"ہاں داؤد کیوں کے تم چاہ کر بھی عزوہ سے نفرت نہیں کر سکتے اور پھر دوری کا عذاب سہہ رہے ہو تم کسی اور کی جھولی میں یہ دکھ کیسے تم ڈال سکتے ہوں۔"

"مگر میں محبت نہیں کرتا اس سے.. عزوہ کے وار مہلک دار ثابت ہونے لگے تھے "

"کیوں ایک ہی بات بار بار دھراتے ہو... نا کرو محبت... وفا کر لینا۔اس نے کون سا محبت مانگی ہے۔ساتھ ہی تو طلب کیا ہے۔"

وہ اپنے جال میں پھنستے جا رہے تھے.. سوچیں انہیں جکڑ رہی تھی۔

"نہیں! یک حرفی جواب دیا اور توجہ دوسری جانب مبزول کرنے کوشش کی۔"

"ضد! تباہ کر لو اس کے آگے خود کی زندگی، اور عزوہ کی زندگی بھی.. عقل پر ماتم ہوا تھا۔

===

"میں فکر مندہ ہوں عائشہ! عزوہ کی جانب سے۔"

"لان میں بیٹھے وہ دونوں چائے پی رہے تھے جب ابصار صاحب گویا ہوئے۔ "

"مضطرب تو میں بھی ہوں... میرا خیال تھا داؤد شاید سمجھ جائے گا مگر اب مجھے یہ میری خام خیالی معلوم ہوتی ہے۔ "

"شاید آپ درست ہیں! ہماری امید عزوہ کو بھی انتظار کا جگنو تھما رہی ہے...اپنی بیٹی کے لیے مجھے سب برداشت ہے مگر اس کی تباہ شدہ حالت نہیں "...

"میں نے سوچا تھا... عزوہ اگر داؤد کو پسند کرتی ہے اور وہ بھی رضا مند ہو جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں... مگر میں اپنی بیٹی کے جزبات کو مجروح ہوتا تو نہیں دیکھ سکتا "..

"خود پر عزوہ نے خوشی کو مانو حرام کر لیا ہے میرے اندر اتنا ضبط نہیں کے اُسے اس حال میں دیکھ سکوں۔ "

"بچے اپنی ضد کرتے ہیں مگر ہم والدین ہیں ضد اگر غلط ہو تو روکنا ہمارا فرض ہے ".."

"آپ "! عائشہ کے لب تھمے..

"میں بات کروں گا عزوہ سے... زندگی یوں نہیں گزر سکتی ہے۔ "

"ہم اس کی ضد میں شامل رہے اب اسے ہماری حق بات کو تسلیم کرنا ہو گا۔ ان کے بات کا مفہوم وہ سمجھ گئی تھی۔

عائشہ بس انہیں دیکھے گئیں۔

=====

''آپ نے مانو میرے قلب کا لہو نچوڑنے کی قسم کھا رکھی ہے داؤد سلمان...آپ سے تو خدا پوچھے۔''

''ایسے بھی نظر انداز کرتا ہے بھلا کوئی..یوں نگاہ پھیری ہے مانو کوئی گناہ کر بیٹھے ہیں۔''

''میرے گمان کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے آپ نے... نگاہیں موبائل پر جمائے وہ ان سے ہی تو ہم کلام تھی ''...

''ہم کلام تو وہ کب سے تھی.. مگر وہیں مجسمے میں جوک نہیں پڑ رہی تھی۔

''تیر چلا لیتے داؤد سلمان ... کلیجہ سامنے کرتے اور اف تک نہ لبو سے نکلتی... مگر تمہارا یوں مہر بہ لب رہنا مانو قبر میں اتار دے گا۔''

''گمان تھا عزوہ کو کہ پہلا پیغام ہی انہیں برہم کر دے گا... اور وہ اشتعال میں آجائیں گے مگر یہاں تو کئی پیغامات پر بھی کوئی ردِ عمل ظاہر نہ ہوا تھا۔''

''جو ہمت بندھی تھی اب وہ تمام ہو چلی تھی..رخسار پر بہتے اشکوں کو اس نے صاف نہیں کیا تھا۔ رستی انکھوں کی عادت جو ہو چلی تھی اب تو اسے۔

=====

ارے یہاں محترمہ مطالعے میں مصروف لگتی ہیں... بالکنی میں رکھی کرسی پر وہ بیٹھی محو تھی کتاب میں... جب ازحف کی پکار پر چونکی۔

فراغت تھی تو سوچا کچھ اچھا پڑھا جائے... متبسم سی کتاب کو بند کرتے وہ متوجہ ہوتی..

"کبھی ہماری نگاہوں میں رقم تحریِ محبت بھی پڑھنے کے لیے وقت نکال لیا کریں۔ ہاتھ تھام کر وہ شریر لہجے میں گویا ہوا۔

"ان آنکھوں میں ہمہ وقت ہی محبت رہتی ہے اور میں بنا دیکھے ہی پڑھ لیتی ہوں۔" مسفرا فخر سے بولی۔

"ہائے صدقے اسی لیے تو ہم قربان رہتے ہیں..." وہ ہنسا تھا مگر فون کی گھنٹی نے اسے تھمنے کو کہا۔

"اس وقت فون، یہ کون دشمن ہے؟" جو میری اپنی بیوی سے رومانوی باتوں کے درمیان حائل ہوا ہے... جیب سے موبائل نکالتے وہ خاصا بدمزہ ہوا تھا...

حد ہے کوئی ضروری فون بھی ہو سکتا ہے... وہ گھورتی ہوئی واپس اپنی کتاب اٹھتے بولی "...

"دیان بھائی!" سکرین پر چمکتا نام ازحف کو چونکا گیا تھا۔

"خیریت! اس وقت؟" مسفرا بھی متعجب ہوئی۔

"دیکھتا ہوں! فون کو کان سے لگاتا وہ کمرے کی جانب آیا۔ "

"پرانے باب پھر سے کھل رہے تھے.. ناجانے کون سی کہانی منظر پر آنی تھی اب۔ "

"یو کے سے کب لوٹے دیان بھائی؟ اور گھر میں سب ٹھیک ہیں... اطمینان سے بستر پر بیٹھتے سوال کیا تھا۔ "

"سب ٹھیک ہیں... اور بس دو روز پہلے ہی واپس لوٹا ہوں۔ تم تو جانتے ہو بزنس سیٹ کرنا کتنا مشکل ترن مرحلہ ہے وہاں۔ "

"یہ تو ہے پھر بھی آپ نے سال بھر میں کافی حد تک جما لیا"..

"ہاں اللہ کا شکر... ویسے ازحف میں نے تمہیں کسی خاص بات کے لیے فون کیا تھا..." دیان کا لہجہ محتاط ہوا تھا۔

"جی کہیں..." ازحف مکمل متوجہ ہوا۔

"دراصل ازحف!" دیان جھجھکا ..

"بات شاید تمہیں کچھ عجیب لگے.. میں داؤد سے بات کرتا مگر تم سے کہنا زیادہ بہتر معلوم ہوا"...

''ارے بھائی کہیں نا...'' ازحف کو اتنی تمہد باندھنا حیرت میں مبتلہ کر رہا تھا۔

''میں عزوہ کے لیے رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں ''...

دیان کے جملے اسے متحیر ہی تو کر گئے تھے... لبو سے یک حرف بھی نہ ادا ہوا۔

''میں تمہاری شادی کے دوران ہی یہ بات کہنا چاہتا تھا... مگر امی کی طبعیت بگڑ گئی تو مجھے اچانک ہی واپس جانا پڑا تھا.. پھر ابیہا کا انتقال ہوا تو عزوہ کی طبعیت شدید خراب ہو گئی تھی.. مجھے علم تھا اس کی بیماری کا یہ خیال کر کے میں نے بات نہیں کی... وہ ہولے ہولے بیان کر رہا تھا جب کے ازحف سناٹے میں آ گیا تھا۔

''مجھے لگا اُسے سمبھلنے میں بھی وقت لگے گا... اور مجھے بھی اپنے کاروبار کے لیے جانا تھا... معملات ادھورے رہ جاتے.. میں امید تھما کر جاتا تو بہتر نہیں تھا..اب وقت مناسب محسوس ہوا تو تم سے کہا۔''

''ابو امی، ابصار انکل سے بات کرنا چاہتے ہیں... مگر سوچا پہلے تمہیں آگاہ کر دوں۔ ''

''شاید قسمت آپ دونوں کا ساتھ نہیں چاہتی داؤد بھائی ''...

ازحف! دیان کی پکار اُسے ہوش میں لائی تھی۔

"جی بھائی! کیا بات ہے ازحف کیا تم عزوہ کے لیے مجھے مناسب نہیں سمجھتے؟ دیان کے لہجے میں شک ابھرا۔

"نہیں ایسی بات نہیں... آپ ضرور انکل سے بات کریں۔ وہ سمبھالا۔ "

"بہت شکریہ ازحف! جیسے ہی ان سے بات ہوتی ہے میں تمہیں فون کروں گا۔"

"سلسلہ رسمی گفتگو کے بعد منقطع ہو گیا مگر ازحف کتنی ہی دیر ہل بھی نہ سکا۔" مسفرا اندر آئی تو اُسے گہری سوچ میں پایا تھا۔

"آپ کچھ پریشان محسوس ہو رہے ہیں... دیان بھائی ٹھیک ہیں شانے پر ہاتھ رکھ کر اُسے متوجہ کیا تھا۔ "

"دیان بھائی! عزوہ سے شادی کے خواہشمند ہیں۔" ازحف نے نگاہ مسفرا کے چہرے پر ٹکا دیں۔ جسکا چہرا اس خبر نے متغیر کر دیا تھا۔

"یہ کیسی مشکل درمیان میں حائل ہوئی ہے... پہلے ہی سب اتنا الجھا ہوا ہے اس پر یہ..." مسفرا سمبھل کر گویا ہوئی۔

"مسفرا! بہتر ہے یہ... بھائی اپنی ضد اور انا نہیں چھوڑ رہے.. اور عزوہ کب تک ان کی راہ تکے گی۔ "

"یہ فیصلہ کی گھڑی ہو گی... یا تو بھائی کو سمجھنا ہو گا.. نہیں تو دیان بھائی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔ عزوہ ان ساتھ خوش رہے گی۔" لحظہ بھر میں ازحف نے فیصلہ کیا تھا۔

مسفرا کے ذہن میں عزوہ کا سراپا گھوم گیا تھا۔

=====

تو تو خوشبو تھا تیرے وصل سے نسبت پا کر

خود سے ملتے ہیں سر شام بچھڑ جاتے ہیں

تو نے سوچا ہے کبھی راہ بدلے والے

جو تیرے ہجر میں رلتے ہیں کدھر جاتے ہیں

"اپنے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نگاہ جمائے وہ پے در پے موصول ہونے والے پیغامات کو دیکھ رہے تھے۔

"لکھنے والے کی شدت کا انہیں باخوبی علم ہو رہا تھا... کسی کی سوختہ جانی تمہیں عام فہم لگتی ہے داؤد سلمان... " وہ الجھے تھے۔

میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں ...

"تو سمجھو داؤد سلمان! یہ زندگی ہے کوئی کہانی نہیں ہے.. تم تنہا ہوتے تو بات اور تھی مگر یہاں کئی لوگ جڑے ہیں تمہارے ساتھ۔"

"تمہاری انا، ضد، غصہ اس معصوم لڑکی کو تباہ کر رہا ہے۔" موت سے لڑ کر لوٹی ہے.. اگر اُسے کچھ ہو گیا تو کیا کبھی معاف کر سکو گے خود کو"..

"نہیں"! تڑپ کر داؤد نے سر ہاتھوں میں تھام لیا وہ درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب تھا۔

"ماننا ہی نہیں چاہتے تھے کہ وہ وفا نبھانے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔"

"لوٹ جاؤ!" دل سے پکارا اٹھی..

"اُفف! کتنا دشوار ہے لوٹ جانا.. میں واپسی کا ہر در بند کر آیا تھا۔"

"جاؤ تو وہ لبوں پر ایک حرف شکایت نہیں لائے گی"...

"مگر! وہ تھم گئے۔ پتھر میں جونک لگ چکی تھی.. مگر قسمت کیا ان پر اتنی ہی مہربان تھی۔"

=====

"ایک عجیب سی کیفیت ہے اس کے بغیر

رہ بھی رہے ہیں اور رہا بھی نہیں جاتا"

"کیا منزل ہے آخر میری ان ناتمام تمناؤں کی... کیسا روگ آن لگا ہے یہ مجھے۔ بے نشان سفر مجھے تباہ کر رہا ہے میرے مالک۔

میرا زخم زخم وجود دیکھنا میرے پیاروں کے لیے کس قدر اذیت ناک ہے۔"

"وہ میرے نصیب میں نہیں ہیں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ تنکا برابر بھی داؤد کے دل میں گنجائش نہ بن پائی ہے کیا میرے لیے۔

محبت کی طلب کب کی ہے، کب چاہا ہے کہ وہ بھی مجھے چاہیں بس ساتھ کی ہی تو آرزو کی ہے۔ وہ اپنی سسکیوں سے جوجھتی رہی تھی۔"

"حوصلے تمام ہو چلے تھے۔ وہ مسافر لوٹنا ہی بھول گیا ہے۔"

شاید میں نے کمند ہی بہت اونچی ڈال لی تھی.. اپنی حیثیت سے زیادہ بہت زیادہ... یہاں تک کے اپنے پندار کو داؤ پر لگایا تھا مگر"....

"مصلے پر بیٹھی وہ ہاتھ دعا میں پھیلائے۔ اپنے رب سے ہم کلام تھی۔

یا اللہ تو بس مجھے حوصلہ اور ہمت عطا فرما... اپنے والدین کو میں مزید کوئی دکھ تکلیف نہیں دینا چاہتی۔

مجھے سکون عطا کر یا رب... چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔"

"کسی احساس کے تحت رخ موڑا تو ابصار صاحب کو دروازے میں ایستادہ پایا۔"

"ارے بابا "! آپ وہاں کیوں کھڑے ہیں۔اشک کو پی کر لبوں پر تبسم لائی تھی ..

"کیا کر رہی تھی میری بیٹی ؟" اس کے بھرم کو قائم رکھتے ابصار صاحب نے بھی اپنے لہجے میں بشاشت سموئی۔

"اپنے دل کے سکون کے لیے اللہ سے دعا مانگ رہی تھی۔"

دھیمی آواز میں کہتی ان کا ہاتھ تھام کر اندر لائی تھی۔

"ابصار صاحب کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑا۔" ایک خواہش کی تھی ان کی بیٹی نے اور وہ بھی پوری نہ ہو سکی ..

بے بسی سی بے بسی تھی۔"

"عزوہ ! ابصار صاحب نے خود کو مضبوط کرتے پکارا تھا۔" وہ اس لمحے کمزور نہیں پڑ سکتے تھے۔"

"ان کے چہرے پر نگاہ جمائے وہ مکمل طور پر متوجہ تھی۔"

"کہہ دیں بابا ! آپ کی عزوہ اتنی بھی کمزور اور حوصلہ شکن نہیں ہے۔"ان کی نگاہوں میں اُسے باخوبی نظر آرہا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

"آپ بہت عزیز ہیں مجھے عزوہ اور آپ کی خوشیاں بھی... آپ بھروسہ کریں کبھی آپ کے لیے کچھ غلط نہیں سوچیں گے۔"

"بابا!" ان کی اتنی تمہید پر وہ الجھی تھی۔

"وجود میں سنسناہٹ سی ہونے لگی مانو رواں رواں سماعت بن گیا ہو۔"

"دیان! شاید آپ جانتی ہوں انہیں؟" ابصار صاحب نے گہرا سانس لیے کہا تھا۔

"دیان! ذہن نے فوراً کام نہ کیا تھا۔ دل میں شور اس قدر اٹھ گیا تھا اس سوال پر۔"

"وہ دا... ابصار صاحب فوراً تھمے... وہ اس وقت داؤد کا نام نہیں لینا چاہتے تھے۔"

"ازحف کا دوست ہے!" مسفرا کی شادی میں شاید آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔

"جی!" اچانک ذہن کے پردے پر ایک چہرا درآیا۔ جس کی نگاہیں زار پالینے کے درپر تھی۔"

"جی مجھے یاد ہیں۔ میری ملاقات ہوئی تھی۔" لب پھڑ پھڑائے۔

"تمہارے لئے رشتہ آیا ہے دیان کا۔" ابصار صاحب نے بلآخر کہہ ہی دیا۔

"وجود ایسے بھی تباہ ہوتا ہے... زندہ رہ کر بھی کوئی مر جاتا ہے۔"

نگاہوں میں نمی آئی اور پھر رخسار پر موتی ٹوٹ کر گرنے لگے۔

عزوہ نے بے ساختہ چہرہ جھکایا۔

"زبردستی نہیں بیٹا!" مگر میں اور آپ کی امی یہ ہی چاہتے ہیں۔" کچھ انتظار بے معنی ہوتے ہیں۔ دل کو سمبھالنا ہی پڑتا ہے بچے۔ کچھ لوگ ہمارے قسمت میں نہیں ہوتے انہیں بس دل کے کسی خانے میں رکھ کر زندگی میں آگے بڑھنا پڑتا ہے۔" ابصار صاحب تسلی امیز لہجے میں دل پر مرہم رکھ رہے تھے۔

"فیصلہ دشوار ترین ضرور ہے.. مگر یہ ہی بہتر ہے۔"

دیکھو عزوہ! ہم سب نے اُسے وقت دیا ہے۔ یہ سوچ کر کے شاید وہ فیصلہ نہیں کر پا رہا ہے مگر بیٹا۔ جو فیصلہ ہی نہ کرنا چاہیں ان کے ساتھ زبردستی تو نہیں کی جاسکتی نا۔

اور پھر ہم اپنی بیٹی کو اس حال میں بھی تو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

"نہیں میں نہیں کر سکتی۔ اس کے دل سے پکار اٹھی تھی۔ وجود میں ٹوٹی کرچیاں چبھنے لگی۔"

"اپنے وقار، قدر کو سولی پر چڑھادیا تھا تم نے.. پھر اور کتنی اذیت دینی ہے عزوہ۔ ان پیار کرنے والو کو۔

"خدا حوصلے سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا ہے... سوچیں بکھرنے لگی تھی۔"

"اسے سوچوں کے دائرے میں گھم پایا تو ابصار صاحب نے مزید اور کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور اٹھ گئے۔ وہ فیصلے کا حق عزوہ کو ہی دینا چاہتے تھے۔"

"جو قسمت میں نہ ہو پھر منتر پڑھو، یا تعویز کرو دنیا کی کوئی طاقت اسے تمہارا نہیں کر سکتی۔"

"بابا! وہ کمرے کی دہلیز تک پہنچے تھے جب عزوہ کی پکار نے انہیں تھم جانے کو کہا۔"

"وہ متعجب سے پلٹے۔" نگاہوں میں اشک لیے وہ ان کے پاس ہی آن کھڑی ہوئی تھی۔

"آپ اور امی کو اگر یہ مناسب محسوس ہوتا ہے بابا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" لب سے فقرے آزاد کیے۔

"عزوہ!" کوئی زبردستی نہیں بیٹا... تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو جلدی نہیں ہے۔ ابصار صاحب یک دم کے اس کے فیصلے پر پریشان ہوا ٹھے۔

"نہیں بابا! میں نے سوچ لیا ہے۔"

"مگر"! اچھا یہاں آئیں ابصار صاحب کا ہاتھ تھام وہ انہیں واپس بیڈ کے پاس لے آئی تھی۔

"جب میرا فیصلہ تھا داؤد سلمان کو منانے کا، ان کے انتظار کا بابا تو آپ نے اور امی نے ایک لفظ نہ کہا اور میرا ساتھ دیا۔ مجھے حق دیا تھا اپنی مرضی کا فیصلہ کرنے کا۔ اگر داؤد راضی ہو جاتے تو میرے

خاطر آپ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ مشروط رہیں گے ایہا کے ساتھ آپ میرے حق میں فیصلہ کرتے ایک حرف بھی کہے بنا۔"

"تو بابا! اب مجھے بھی حق حاصل نہیں کہ آپ کے فیصلے پر لب وا کر سکوں۔" وہ ضبط سے ہولے ہولے کہہ رہی تھی۔ "

ابصار صاحب نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"دیان اچھا لڑکا ہے عزوہ وہ تمہیں خوش رکھے گا۔ وہ کہہ کر چلے گئے۔

پھر کتنے کی لمحے سکتے کی نظر ہو چلے تھے۔ "

"تو یہ فیصلہ ہونا تھا، میں نے اپنی آخری حد آزمائی داؤد۔

تم تھے کے اپنے زخم پر مرہم ہی نہیں رکھنے دیتے تھے۔ جاؤ آزاد کیا تمہیں میں نے... اپنی محبت، تمام وعدوں سب سے۔" وہ سسکی تھی۔

"اتنی جلد اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا؟ ازحف کے لیے عزوہ کا یہ عمل تعجب خیز تھا۔

"ہاں! بابا نے بات کی تھی۔ "

"مسفرا میں تو اس خیال میں تھا کہ عزوہ تھوڑا وقت لے گی جب تک میں بھائی تک یہ خبر پہنچا دوں کا مگر ...

"ازحف! قسمت یہ ہی ہے دنوں کی۔ "

"مسفرا تو آپ نہیں چاہتی کہ عزوہ اور داؤد بھائی... مسفرا کے بات پر ازحف نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے ازحف!" اگر آخری موقع پر بھی بھائی کہیں کہ وہ راضی ہیں اور باقی سب نہ مانیں تو یقین جانے میں ان کا ساتھ دوں گی۔

"مگر محبت کی بڑی قیمت ہوتی ہے۔اس کے حصول کے لیے کشکول نہیں تھامتے۔وہ اعزاز کی طرح پیشانی پر سجتی ہے۔ "

مسفرا کے فقرے اُسے مہر بہ لب کر گئے۔

"مگر پھر بھی! آپ بھائی کو ضرور آگاہ کیجے گا..ایک کوشش اور سہی اور یہ کوشش ابیہا کے نام کی۔ "

"ٹھیک ہے! پھر میں خبر بھائی کو تب دوں گا جب وہ ان کے وجود پر آخری ضرب ثابت ہو۔

"آپ ! بابا سے بات کر لیجے گا... کل وہ لوگ آرہے ہیں شاید رسم بھی ادا کر لیں۔ "

"میں بڑی امی اور امی کو بتا کر آتی ہوں اور شام کو گھر چلی جاؤ گی۔ "

عزوہ مجھے علم ہے پریشان ہو گی.. یہ فیصلہ آسان تو نہیں ہے اس کے لیے۔ذہن کس قدر منتشر ہو گا اس کا آپ کو بھی علم ہے۔

"درست کہہ رہی ہیں آپ.. بلکہ آپ یوں کریں تیار ہو جائیں میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔ "

=====

"تیرے بدلے ہوئے لہجے سے کہیں بہتر ہے

ہم جدائی کی اذیت ہی گوارہ کر لیں

کچھ خدارا ایسا کرے تجھ کو محبت ہو جائے

تو پکارے ہمیں ہم تجھ سے کنارا کر لیں "

"وہ صبح سے مانو بے چین ہی تو تھے۔ایسی لیے آج آفس بھی نہیں جا پائے تھے۔ صبح بیدار ہوتے ہی انہوں نے سب سے اول کام اپنے لیپ ٹاپ کو آن کرنے کا کیا تھا۔ مگر اس بار متعجب سے ہی تو رہ گئے تھے۔

کوئی ایک پیغام بھی تو رات بھر میں موصول نہیں ہوا تھا یہ پہلا موقع تھا جب ایسا ہوا تھا۔وہ حیران نہ ہوتے تو کیا ہوتے۔

ان کے وجود میں بے چینی در آئی وہ اضطراب میں منتظر سے ہونے لگے تمام کام بھی بعد کے لیے اٹھار کھا تھا۔بس نگاہ اسکرین پر جمادیں اور تبھی انہیں وہ پیغام موصول ہوا جوان کی سانس تک تو ٹھہرا گیا تھا۔

ہم ساعت کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں

تیری آواز میں کوئی پکارے تو ہمیں

تو ہے وہ قیمتی نقصان جو راس آیا

اچھے لگتے ہیں تیرے بعد خسارے ہم کو

ان کے ہاتھ کیا روح بھی کانپ گئی تھی۔وہ بے بس سے ہونے لگے تھے۔

کیوں میرا حوصلہ آزماتی ہوں عزوہ مجھ میں اور ہمت نہیں

ضبط کے باعث اُن کی آنکھیں لال ہو گئی تھی۔

وہ گہری سانس لیتے نڈھال سے بستر پر گر سے گئے۔

=====

لاؤنج میں اس وقت محفل لگی تھی۔ دیان اپنے والدین کے ساتھ کچھ دیر پہلے ہی پہنچا تھا اور پھر برہان صاحب بھی سب کے ساتھ آن موجود ہوئے تھے اس وقت سب بڑی گرم جوشی سے گفتگو میں مشغول تھے۔

"عزوہ! تیار ہو چکیں تو چلیں؟" کمرے میں داخل ہوتے مسفرا نے پوچھا تھا۔ مگر وہ مانو مجسمہ بنی میز کے سامنے بیٹھی تھی نگاہ چھوٹے سے مچھلی گھر پر جمی تھی۔

"یہ ہے وہ وجہ! جس نے مجھے وہ خواب دیکھایا جس نے میری آنکھوں کو لہولہان کر دیا۔ "

"جس نے مجھے جینے کی خواہش کرنا سکھایا۔ جس نے مجھے میرے پندار کو سمجھوتہ کرنے پر مجبور کیا۔ "

"ہائے یہ عشق تو عسیر الفہم نکلا... جس نے مجھے مسلوب الحواس کر دیا۔ "

ایک سسکی لبوں سے آزاد ہوئی تھی اور رخسار پر بہتے آبِ چشم کو اس نے بے دردی سے صاف کیا۔ اور ہولے سے مسکرا دی۔

"مسفرا نے یہ تمام منظر بڑے کرب سے دیکھا تھا۔ "

عزوہ! اس کا بھی حوصلہ تمام ہوا۔ تو دوبارہ پکار ابیٹھی۔ اُسے عزوہ کی دماغی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

"جی اپیا! اذیت کے سمندر میں غوطہ زن تھی.. کس قدر دشوار مرحلہ تھا خود کو ابھار لینے گا۔ "

''مسفراپر نگاہ اٹھی تو ضبط جواب دینے لگا... اٹھ کر کسی معصوم بچے کی طرح اس سے جالگی۔ ''

کمرے پر سہلاتا ہاتھ عزوہ کے حوصلہ کا بند توڑ گیا تھا... ''مانو اپنے محبت کے دفن ہونے پر رو رہی تھی۔ ''

''جس شخص کے لیے اپنی ضد اور انا مر جانے والے انسان کی خواہش و وعدے سے بڑی ہو جائے اُس کے نا ملنے پر اپنے آنسوؤں کی بے توقیری نہیں کرتے عزوہ۔ ''

''ازحف کے فقرے اُس کے ڈوبتے دل کو تھم جانے کا وسیلہ بنے تھے۔ ''

بے ساختہ وہ مسفر اسے جدا ہوئی اور چہرا موڑ لیا۔

''اپنی استطاعت سے بڑھ کر استقلال رہی ہو... پھر بھی سامنے والا قدر افگن ہو جائے تو قدموں کو تھام لینا بہتر ہے۔ ''

ہاں مگر یاد رکھنا ...

''محفل سے اٹھ کر ایسے جاؤ کے پھر ساری زندگی اسے محفلیں تو کیا اپنا وجود بھی تنہا لگے۔''

عزوہ کے سامنے کھڑے ہوتے ازحف گویا ہوا۔

خیر نئی یادوں کو بنانے کے لیے پرانی یادوں سے پیچھا چھڑوانا پڑتا ہے۔ کچھ وقت لگے گا مگر سب ٹھیک ہو جائے گا۔

چلو! اب یہ آنسو صاف کرو سب باہر منتظر ہیں... مسفرا، ازحف نے اُسے اشارہ کیا تو وہ سر اثباتی میں ہلا گئی۔

🍁=====🍁

"لہجے پر قابو پاتے وہ لبوں پر تبسم لیے لاؤنج میں پہنچی تھی۔

ایک خوشگوار محفل جمی تھی۔ "

"نیلے اور گرے رنگ کے امتیاج کے جوڑے میں ملبوث.. سر پر دوپٹہ لیے وہ بے شک خوبصورت لگ رہی تھی۔ "

دیان نے متبسم سے لہجے میں سلام کیا تھا۔

"ماشاءاللہ! عائشہ مجھے یقین تو تھا کہ دیان کی پسند ہے تو لاجواب ہو گی ہی۔ کلثوم نے محبت سے عزوہ کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ "

"بھئی پہلے ہی بہت دیر ہو گئی... اب مزید ہم وقت نہیں لگائیں گے۔ عزوہ کو اپنے گھر لے جانے میں۔ "

"بالکل! کیوں نہیں..." عائشہ مسکرا دیں۔

"ابصار صاحب! اگر مناسب سمجھیں تو رسم ادا کر لی جائے۔

سلطان صاحب نے اجازت طلب کی تھی۔ ''

''دل لرزا، روح کانپی... انگلی میں پہنی انگھوٹی دل پر وزن بڑھانے لگی.. مگر وہ آخری حد پر تھی۔ ''

''مجھ سے نہیں ہو گا... دل سے آواز اٹھی اور اسی لمحے نگاہ پہلی بار سامنے بیٹھے شخص کی جانب اٹھی تھی۔

''جو اسی پر نگاہ جمائے ہولے سے مسکرا رہا تھا۔ آنکھوں میں جہاں آباد تھا۔ ''

''تم اب پابند ہو چلی ہو عزوہ۔ کسی سے منسوب ہو کر کسی اور کو سوچنا تمہیں زیب نہیں دیتا۔'' گہری سانس لے کر نگاہ جھکا دی۔

''ابصار صاحب ہم پہلے نکاح کرنا چاہتے ہیں.. کیوں کے دیان یو کے میں ہی رہائش پزیر ہے.. اور شادی کے بعد وہی رہے گا اس لیے ہم چاہتے ہیں عزوہ بھی فوراً ہی ساتھ جائے۔ سلطان صاحب گویا ہوئے۔ ''

''یہ مناسب خیال ہے آپ کا... اس طرح دشواری بھی نہیں ہو گی.. برہان صاحب بھی ہم خیال ہوئے تھے۔ ''

"پھر تاریخ پر مشاورت ہونے لگے تھی۔سلطان صاحب کا ارادہ تھا کہ وہ دیان اور عزوہ کا نکاح کر کے ہی اسلام آباد لوٹیں اور اس خیال سے سب راضی بھی ہوئے تھے۔

کھانا لگا تو سب نے کافی اچھے ماحول میں کھانا کھایا دیان کو موقع فراہم نہ ہو سکا تھا عزوہ سے بات کرنے کا مگر وہ چاہتا تھا کہ اس سے بات ہو۔ملاقات اُس نے پھر بعد کے لیے چھوڑ دی تھی۔

===

"مسفرا! میرا خیال ہے آپ کو آج یہی ٹھہر جانا چاہئے۔" کھانے سے فراغت کے بعد دیان کے گھر والے رخصت ہو چکے تھے اور اب ازحف کے ساتھ باقی سب بھی واپسی کی راہ لے رہے تھے۔

"میں بھی یہ ہی سوچ رہی تھی۔" ازحف کی بات پر مسفرا گویا ہوئی۔

"نہیں ایسا آپ آرام سے گھر جائیں.. طبعیت بھی بہتر نہیں تھی آپ کی۔میری وجہ سے خواہ مخواہ پریشان نہ ہوں۔"

عزوہ کی پکار پر وہ متوجہ ہوئے تھے۔

"اور ازحف بھائی! میرا ایک کام کر دیے گا... یہ آپ لوٹا دیے گا۔

"ہاتھوں میں تھاما مچھلی گھر اس کے جانب بڑھا کر کہا۔"

"آپ درست کہتے ہیں.. نئی راہ پر قدم بڑھانے ہیں تو پرانے رستے کا پتہ بھولنا ہوگا۔ "

"یہ اس رستے کی یاد ہے... اور میں امانت میں خیانت نہیں کرنا چاہتی۔"عزوہ کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

"ازحف کو تھما کر وہ سب سے مل کر اندر کی جانب چلی گئی۔مزید حوصلہ نہ تھا کسی کا سامنے کرنے کا۔

===

"وجود میں مانو تباہی سی مچی تھی۔فیصلہ ہو گیا تھا مگر ہمت نہیں ہو رہی تھی۔جس طرح وہ انا میں یہاں آئے تھے۔

کسی کے سمجھانے سے نہیں سمجھے تھے اب جب دل نے بغاوت کر دی تھی تو شرمندہ سے ہو کر رہ گئے تھے۔"

"کوئی پکار نہیں ہو گی ... تمہیں اب قدم خود بڑھانا ہوگا۔ "

"اففف! آخر دل کیوں اس قدر مضطرب سا ہو چلا ہے۔اٹکی سانسوں کو بحال کرنے وہ بالکنی میں چلے آئے۔ "

"رب بہتر جانتا ہے ہم نہیں جانتے... دل میں گنجائش نکال دیتا ہے۔ "

"وہ جانتی تھی کہ میں ایہا سے محبت کرتا ہو... اگر وہ مجھے اپناتی تو سمجھوتہ وہ کرتی۔

"مجھ سے محبت طلب نہیں کی تھی صرف ہاتھ مانگا تھا... مجھ پر تو کوئی شرط عائد نہیں تھی... ایہا کی یادوں سے، خیالوں سے دستبراد ہونے کا کب کہا گیا... بس وفا نبھانے کی خواہش کی گئی تھی۔"

وہ خود سے ہم کلام تھے جب فضا میں گونجتی گھنٹی کی آواز نے ان کے ارتکاز کو توڑا تھا۔غائب دماغی سے اطراف میں نگاہ گھومائی تو میز پر رکھے فون پر ٹھہر گئی۔

"متجب سے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں رات کا ایک بج رہا تھا۔"

"فون اٹھا کر نمبر دیکھا تو غیر شناسا نمبر اسکیرن پر چمک رہا تھا۔

السلام علیکم !انہوں نے فون اٹھا کر کان سے لگا کر پہل کی۔

مگر مقابل نے مانو لب سل رکھے تھے۔

"کوئی دوہائی، کوئی قسم، کچھ نہیں دوں گی... بس التجا کر رہی ہوں آپ سے پانچ منٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔

"دوسرے جانب سے ابھرنے والی آواز انہیں ساکت کر گئی۔ مگر مانوس آواز نے انہیں شور میں سکون فراہم بھی کیا تھا۔"

"میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں تھا داؤد، بس ایک خیال تھا۔ میری ہتھیلی میں جو نصیب کی لکیریں ہیں مٹھی بند کرلوں گی تو قید کرلوں گی۔"

"مگر آپ نے جوابی کسی بھی قسم کی کاروائی نہ کر کے جگا دیا۔

غصہ کرتے، برہم ہوتے تو امید باندھ جاتی.... اشتعال نکل جائے تو دل صاف ہو جاتا ہے.. جب غصہ ہی نہیں تو دل پر دھند بھی نہیں۔"

"آپ تو سمجھے نہیں میں نے خود کو ہی سمجھا لیا۔"

"آپ یہ مت خیال کریے گا کہ آج آپ کو اپنی محبت کی داستان، ہجر کے واقعات، تنہائی میں کاٹی راتوں کے روداد سنانے کے لیے فون کیا۔ نہیں بالکل نہیں۔"

"اپنے پندار، وقار، قدروں کو سولی چڑھا کر کون سی محبت رقم کی جاتی ہے۔"

یہ کہتے کہتے اُس کا لہجہ بھیگا تھا۔ مگر وہ اپنے آپ کو سمبھال گئی تھی ایک سسکی بھر کر اس نے پھر سے اپنے آپ کو بولنے کے لیے تیار کیا۔ اور داؤد کا وجود تہہ بالا ہوتا چلا گیا۔

"بحر حال! نقصان آپ کا بھی کم تو نہیں ہوا نا.. میری وجہ سے

اس لیے داؤد سلمان"!

''معذرت! اس نام سے پکارنے کا حق مجھے میسر نہیں۔وہ تھی۔اور پھر سے سلسلہ کلام جوڑا۔''

''لوٹ آئیں... آپ کے گھر والوں کو آپ کی ضرورت ہے۔

میں وعدہ کرتی ہوں جن رستے پر آپ ہوں کے وہاں میرا سایہ تک موجود نہ ہوگا۔''

''میرے خوابوں اور خیالوں میں آپ کا ساتھ بس یہی تک کا تھا۔آپ آزاد ٹھہرے تمام وعدوں اور قسموں سے۔''

''اورانہیں لگا وہ ابھی تو قید ہوئے ہیں۔لب واہوئے کچھ کہنا چاہا... مگر اس سے پہلے ہی بول اٹھی۔''

''بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا''..

''اللہ حافظ۔''

''سلسلہ منقطع ہو چکا تھا.. پانچ منٹ مکمل ہونے سے پہلے ہی۔''مگر وہ اسی لمحے میں ٹھہرے رہے۔

''یہ عزوہ نہیں تھی ..داؤد کا وجود دہک اٹھا۔''

''میں نے دیر کر دی۔'' اس کا صبر اتنا ہی تھا۔

ایسا کیا ہوا ہے وہ پریشان تھی... وہ ٹھیک نہیں تھی ...

عزوہ رو نہیں رہی تھی... خاموش تھی... داؤد نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

داؤد بھائی کا فون !ازحف کی پکار پر مسفرا بھی پریشان ہوئی تھی۔

ہیلو !السلام علیکم بھائی !

وعلیکم السلام... داؤد کی آواز ابھری تھی۔

سب خیریت ہے نا بھائی... آپ ٹھیک ہیں؟ازحف حقیقتاً اس وقت ان کے کال کرنے پر مضطرب ہوا تھا۔

"ہاں یار !سب ٹھیک ہے۔"

"معذرت !میں نے اس وقت فون کر کے شاید تمہیں پریشان کر دیا۔"

"خواہ مخواہ نیند خراب کی.. وہ خود فکر مند ہوئے تھے عزوہ کی جانب سے اس لیے کچھ سمجھ نہ آیا تو ازحف کو فون ملا بیٹھے۔"

"ارے نہیں بھائی !ایسی کوئی بات نہیں ہم ویسے بھی جاگ رہے تھے ایک، ڈھیر گھنٹے پہلے ہی تو ہم دیان بھائی کی رسم سے لوٹے ہیں ابھی بس چائے کا دور چل رہا ہے۔"

''مسفرا نے گھورا مگر وہ اطمنان سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ ''

''دیان کی رسم! وہ شادی کر رہا ہے؟ مگر اس نے مجھ سے توذکر نہیں کیا۔ داؤد کے لہجے میں استعجاب تھا۔

''دراصل وہ آپ کو نکاح کی تاریخ طے ہو جانے پر بتاتے تاکہ آپ کو شک کی گنجائش نہ رہتی۔ اگلے ہفتے ان شاءاللہ ہو جائے گا۔ ''

''اچھا! ویسے تم لوگ اسلام آباد سے اتنی جلد لوٹ آئے؟ اور اتنی جلدی نکاح'' وہ واقعی لاعلم رکھے گئے تھے۔

''بھئی! انہوں نے یو کے جانا ہے نیا کاروبار ہے ابھی۔ اس لیے نکاح جلد کرنا ہے دیان بھائی نے... عزوہ کو ساتھ لے کر جائیں گے نا۔ ''

''کوئی فقرہ داؤد کی سماعتوں سے بہت شدت سے ٹکرایا تھا۔ جس نے ان کے وجود کو لرزایا تھا۔ ''

''نہیں مجھ سے سنے میں یقیناً کوتاہی ہوئی ہے... خود کو دلاسہ دیا۔ ''

''کون ساتھ جائے گا؟ ان کی آواز کنویں سے آئی تھی۔ ''

عزوہ! ازحف نے بھی یک حرفی جواب دیا تھا۔

"کیا ادھوری گفتگو کر رہے ازحف.. ڈھنگ سے بات کرو.. اب کے وہ بے چین ہوئے تھے۔"

"ازحف کے لبوں پر بڑا جاندار سا تبسم آن ٹھہرا تھا۔" مسفرا نے منع کرنا چاہا مگر اس نے انکھوں سے تسلی دی۔

"ارے بھائی! واضح بات تو ہے.. دیان بھائی کا رشتہ عزوہ کے ساتھ طے ہو گیا ہے اگلے ہفتے ان شاءاللہ نکاح ہے دونوں کا..." کاش یہ بات واضح نہ ہی ہوتی ان کے ہاتھ بے جان ہوئے۔

"میں نے دیر کر دی"...

"اس لیے وہ پریشان تھی... میری بے حسی نے اُسے.... اف!" جو لوگ وقت پر فیصلے نہیں کرتے، پھر وقت ان کے لیے فیصلہ کر دیتا ہے۔"

"بھائی! ازحف پکار رہا تھا مگر ان کی سماعتیں مفلوج ہو چلی تھی بہت خاموشی سے داؤد نے فون بند کر دیا۔"

"ازحف! بھائی پریشان ہوئے ہیں۔"

"ان کے لیے یہ برقی جھٹکا ضروری تھا.. اور جھٹکے پچھتاوے سے بہتر بھی تو ہوتے ہیں۔"

"ویسے جو خود اپنا بھلا نہ کرنا چاہے دوسرے کیسے اس کی مدد کریں۔"

یہ خیال آیا تھااور فیصلہ کرلیا تھا کہ انہیں خصوصی طور پر کچھ نہیں بتاؤں گا مگر شاید قسمت نے موقع دیا ہے۔

اب اللہ میرے بھائی کو عقل و سلیم عطا کرے... ازحف نے گہری سانس لی تھی۔

"اور اگر..." مسفرا کے لب ٹھہرے۔

مسفرا! "ہر محبت کا اختتام ملن پر بھی تو نہیں ہوتا نا"۔

=====

یہ لمحے ہلاکت سے کم تو نہ تھے۔

"یار میں تو آرہا تھا... لوٹ رہا تھا "...

"ایسا میری قسمت میں نہیں تھی..اور عزوہ کو اپنی انا،اور ضد میں گنوا بیٹھا..کوئی ہو گا مجھ جیسا خارج العقل بھی جس نے در پر آئی محبت کو،اس بے توقیری سے رسوا کیا کہ اس کا پندار،غرور، خودداری سب چھین لی۔ "

"کس قدر عجلت تھی اُسے مجھ پر تعزیرات نافذ کرنے کی۔ "

یہ شدید ضرب واقعی ہوئی تھی جس نے انہیں نڈھال سا کر دیا تھا۔

"اچھا داؤد سلمان! اس کے جانب سے سوچو زرا... تم نا صرف تعزیرات بلکہ سزا تک منطبق کر آئے تھے۔ان پر ضمیر کی آواز غالب آئی تھی۔"

=====

"دراصل انکل اجازت طلب کرنے آیا تھا... دیان نے چائے کا گھونٹ بھرتے ابصار صاحب کی جانب نگاہ کی۔"

"ارے کہوں! اس میں اجازت کیسی۔"

میں عزوہ کو بعام خانہ لے جانا چاہتا تھا.. اگر آپ اور آنٹی راضی ہوں تو.. عزوہ سے معلوم کر لیں۔

ہاں کیوں نہیں! اور میں اسے کو بلاتا ہوں.. تم خود ہی بات کر لو ابصار صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم تو گھر آنے والی تھی نا شام کو پھر؟" کپ میں چائے نکالتے وہ عزوہ سے محو گفتگو تھی۔

"میں کل آجاؤں گی۔ پکا بھئی... اس کے ہنسی پر مسفرا چونکی تھی۔

"کل! آج کیوں نہیں؟" مسفرا کا سوال اب بھی وہی تھا۔

"دراصل میں دیان کے ساتھ شام کسی بعام خانہ جانے کا ارادہ ہے۔اس سے پہلے کچھ خریداری بھی کریں۔دیر ہو جائے ان سب میں۔آپ کے ساتھ کل چلو گی شاپینگ...اب کی بار مفصل جواب آیا تھا۔

"اچھا! چلو ٹھیک ہے.." مگر واپس آکر مجھے لازمی فون کرنا۔ "

اُفف اپیا! ٹھیک ہے کر لوں گے فون بس وہ ہنس پڑی۔

"تم تو ہنستی اچھی لگی تو عزوہ۔" بے ساختہ مسفرا کے لبو سے ادا ہوا۔

"جانتی ہوں اپیا! اور میں اتنی بھی بے حس نہیں ہوں کہ خود کی خوشی کے لیے بہت سو کو تکلیف دوں۔ "

اچھا اب میں فون رکھتی ہوں کپڑے بھی منتخب کرنے ہیں۔

سلسلہ ٹوٹ چکا تھا.. مگر مسفرا کے دل پر بوجھ آن پڑا۔

"بھائی!" ٹرے تھامے وہ کچن سے نکلی تھی جب باہر سے آتے داؤد پر نگاہ پڑی۔

"خاموش دعائیں ایسے بھی قبول ہوتی ہیں۔" مسفرا کے روم روم میں خوشی کی لہر دوڑی تھی۔

"السلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟ اور اچانک، آنے کی اطلاح بھی نہ دی۔" امید جاگی تو فقرے لب سے بکھرنے لگے۔

"ارے آرام سے بھئی!" وہ دھیرے سے ہنس دیے۔ "

"کس قدر ناشکرا واقع ہوا ہیں۔" مسفرا کے نگاہوں میں در آئی امید دیکھ کر انہیں حزن ہوا تھا۔

"سب کہاں ہے؟" سامان ملازم کے ہاتھ تھامے استفسار کیا۔

"امی، بڑی امی کے ساتھ ان کے کمرے میں ہیں... باقی آفس میں۔ "

"ٹھیک ہے۔ "داؤد نے سر ہلایا.. مگر قدم نہ بڑھائے۔

"چائے آپ کے لیے بھی لاؤں؟ "داؤد کے آنکھوں میں رقم کوئی تحریر تھی جو لب پر پہنچ نہیں پا رہی تھی ان کے انداز بھی کچھ کہہ رہے تھے مسفرا وہ سمجھنے سے قاصر ٹھہری تھی۔

"ہاں! میں و نہیں ہوں۔ "

"مسفرا!" وہ کچن کے جانب بڑھی جب داؤد پکار بیٹھے۔

"کہیں بھائی! آپ کو کچھ کہنا ہے نا.. بلا جھجک کہہ دیں۔" وہ متبسم سا گویا ہوئی مانو ہمت فراہم کر رہی ہو۔

"میں "!وہ ٹھہرے..

"میں عزوہ سے ملنا چاہتا ہوں ابھی... تم اسے بتا دو گی..

میرا فون وہ شاید اٹھائے نہیں۔" لہجے میں التجا تھی.. مسفرا مہر بہ لب رہ گئی۔

"مسفرا!" داؤد نے پکارا تو وہ سر ہلا گئی.. مگر یہ نا بتا سکی کہ عزوہ سے ملاقات اتنی سہل بھی نہ رہی تھی۔

"شکریہ!" وہ مسکرا کر اوپر کی جانب بڑھ گئے اور مسفرا عجلت میں فون ملانے لگی۔

=====

"داؤد! تم نے قسم کھا رکھی ہے ہمیں پریشان کرنے کی.. شگفتہ بیگم خفگی سے گویا ہوئی تھی مگر ان کی آنکھیں نم تھی۔"

"اب تو آ گیا ہوں بڑی امی! اور وعدہ رہا اب پریشان نہیں کروں گا۔" ہاتھ تھام کر وہ محبت سے بولے۔

"یہ حالت دیکھو تم نے کیا بنا رکھی ہے.. اور آنے کے اطلاع کیوں نہ دی۔" فاطمہ نے شکوہ کیا تھا۔

"عقل آ گئی امی تو لوٹ آیا۔ خیر سب جانے دیں اب نہیں جاؤں گا یہ طے بس۔" وہ مسکرا دیے تھے۔

مگر فاطمہ اور شگفتہ بیگم کے دل بے چین ہوئے تھے۔

"ازحف کہاں ہیں آپ؟" مسفرا کی مضطرب سی آواز ابھری تھی۔

"آفس میں کیوں؟ "آپ ٹھیک تو ہیں.. پہلا خیال اسے یہ ہی آیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں.. بات دراصل کچھ اور ہے"...

"مسفرا! پہیلی تو نا بوجھیں مجھے فکر ہونے لگی ہے وہ حقیقتاً متفکر ہوا تھا۔"

"بھائی آئے ہیں!" فقرے کیا تھے.. مانو گیت تھے وہ خوشی سے جھوم اٹھا۔

"ازحف!" مسفرا کی پکار پر تھما کچھ ان چاہا سا تھا۔

"کوئی بات ہے مسفرا؟"

"جی! بھائی نے آتے ہیں کہا ہے کہ وہ عزوہ سے ملنا چاہتے ہیں.. مگر وہ گھر پر نہیں ہو گی.. وہ، دیان بھائی کے ساتھ باہر جا رہی ہے۔ بھائی کو میں نے نہیں بتایا وہ کہہ رہے ہیں میں عزوہ کو مطلع کر دوں مگر کیسے..." وہ تردد میں مبتلہ تھی۔

"اچھا ٹھیک کے آپ فکر مند نہ ہوں میں آتا ہوں ٹھیک" وہ تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوا تھا۔

===

یہ لیں آپ سب کی چائے! مسفرا نے ٹرے سامنے میز پر رکھی اور کپ اٹھا کے دیے۔

"بھائی! آپ کے لیے کباب بھی فرائی کیے ہیں۔ کھانے کا وقت تو ہے نہیں اور فلائٹ میں آپ کچھ کھاتے نہیں۔"

"بہت شکریہ!" داؤد نے مسکراتے ہوئے کباب اٹھایا۔

"وہ بس کچھ وقت گزرنے کے منتظر تھے.. وجود میں بے چینی سی مچ رہی تھی۔"

"وہ عزوہ کے مجرم ٹھہرے تھے اس سے معافی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔"

"ارادہ تھا پہلے اُسے منا لیں پھر باقی سب سے بات کریں گے۔ مگر کیا یہ سب اتنا ہی سہل تھا جتنا داؤد سلمان نے سوچ لیا تھا۔ شاید نہیں۔"

وقت سرکا تھا جب ازحف کی آواز نے ارتکاز توڑا۔

"بھائی! کیسے ہیں آپ.. وہ پرجوش سا ان تک آیا تھا مگر داؤد نے بس ایک نگاہ اس کی جانب کی تھی۔ اور ازحف کے بڑھتے قدم وہی تھم گئے۔"

"وہ چونکا!" کچھ ٹھیک نہیں تھا۔

"بھائی!" مسفرا اور باقی سب پر نگاہ دوڑاتے اس نے پکارا۔

"مجھ سے قطعی تم ہم کلام نہ ہو ازحف۔" وہ سختی سے گویا ہوئے لہجے میں خفگی عیاں تھی۔

"ارے میں نے کیا کیا ہے؟" وہ متعجب ہوا۔

''اچھا تمہیں علم نہیں۔ ابھی کیسے لبو سے قفرے آزاد ہو رہے ہیں ویسے اتنے دنوں سے تو چھالے پڑے ہوئے تھے۔''

''میں نے کل رات فون کر لیا تو احمقانہ گفتگو میرے گوش گزار کر دی۔ خود سے آگاہ نہیں کر سکتے تھے.. فون کرنا ممنوع تھا کیا۔'' داؤد تو مانو اس کی شکل دیکھ کر ہی اپنا ضبط کھو بیٹھے تھے۔ مجھ سے قطعی بات مت کرنا سمجھے.. وہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

''ارے کیوں غصہ کر رہے ہو بھئی!'' شگفتہ بیگم نے نا سمجھی سے کہا۔

مسفرا نے نگاہوں میں انہیں تسلی دی تو وہ چپ ہو گئی۔

''کہاں جا رہے ہیں آپ؟'' داؤد کمرے سے نکلنے لگے تو وہ ٹوک گیا۔

''کمرے میں!'' اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب آیا۔

''ابھی مت جائیں''

''کیوں؟'' انہوں نے گھورا مگر رکے نہیں۔

''ارے یار سنیں تو سہی..'' ازحف منمنایا تھا۔

''خبردار جو میرے پیچھے آیے وہ کہہ کر چلے گئے تو ازحف بے بسی سے وہی بیٹھ گیا جانتا تھا چند لمحوں میں داؤد کی واپسی ہونے والی ہے۔''

"ارادہ تھا عزوہ کو خبر مل جائے پھر وہ فوراً ہی چلے جائیں گے مگر کمرے میں آتے ہی جس چیز نے انہیں تھم جانے پر مجبور کیا تھا وہ سامنے میز پر رکھا مچلی گھر تھا۔ "

فوراً سے بشتران کے ذہن نے ماننے سے انکار کیا تھا۔

ذہنی انتشار بھی اس قدر تھا کہ وہ کئی لمحے تو سمجھ ہی نہ سکے۔

"اُفف! مختل الحواس ہوگئی ہے یہ لڑکی بھلا ایسا بھی کوئی کرتا ہے۔" داؤد نے افسوس کیا تھا۔

"اچھا تم پر ہر عمل جائزہ وہ کرے تو مختل الحواس۔" انہوں نے خود کو نفرین کی۔

"یہ یہاں آیا ہے تو.." انداز مزید برہم ہوا۔

"یہ لڑکا اب میرے ہاتھ سے نہیں بچے گا۔" وہ الٹے قدموں پلٹے تھے۔

"ازحف "!

"بھائی قسم لے لیں میرا مقصد اس عمل سے نہیں تھا میں نے تو ایک بات کہی تھی۔" یہ عزوہ کا فیصلہ تھا۔

"داؤد نے بس نام پکارا تھا اور ازحف کے زبان کینچی کی طرح چلنے لگی۔ "

"اور پھر آپ کو حق نہیں ہم پر برہم ہونے کا "..

"اچھامانا میں غلطی پر تھا مگر تم سمجھا بھی تو سکتے تھے نا.."انہوں نے ٹوکا۔

"اور کیسے سمجھاتے ہیں بیٹا؟ تم ضد پر اڑے تھے فاطمہ نے ٹوکا تو وہ لمحے بھر کو ٹھہر ہو گئے۔ "

"اچھامان لی غلطی اپنی بس مگر یہ... یہ لڑکا راستے ہموار کرنے کے بجائے اُسے بھڑکانے کا کام کرنے لگا۔" داؤد نے اس کے شانے کو مضبوطی سے پکڑا۔ "

باقی تینوں خواتین کے لبوں پر تبسم آن ٹھہرا۔

"اچھا ہم کچھ کریں تو گناہ خود کریں تو غلطی۔ "

"تایا بنے والے ہیں تو کیا مطلب ہے سب معاف.. وہ شریر سے لہجے میں گویا ہوا تھا اور دوسری جانب داؤد کی گرفت کمزور پڑی تھی۔ "

"ایک منٹ کیا کہا! سوالیہ نگاہ سے از حف پھر مسفرا کی جانب دیکھا جو از حف کے بتانے پر ہی سر جھکا گئی تھی۔ "

"کیا مطلب کیا کہا!" اب آپ میری عزت کا اس طرح فالودہ نہیں کر سکتے باب کے عہدے پر فائز ہونے والا ہوں۔" خاصی فخر سے کہا گیا تھا۔

"اوہ میرے اللہ! ماشاءاللہ ماشاءاللہ... داؤد نے بے ساختہ از حف کو گود میں اٹھایا تھا۔" مانو وہ خوشی سے پاگل ہو چلے تھے۔

"اور یہ خبر ایسے، اب دے رہے ہو واہیات انسان ...

خواہش تو ہے تمہارے دونوں کانو کے بیچ سر کر دوں مگر ابھی میں بہت خوش ہوں اس لیے معاف کیا۔" جیب سے پرس نکال کر انہوں نے پاس بیٹھی مسفرا کے سر پر سے کئی نوٹ وارے تھے۔"

میرے گھر کی رونقیں واپس آنے لگی ہیں.. ابیہا کے بعد یہ گھر ویران سا ہو گیا تھا.. فاطمہ..

جی بھابھی! بس داؤد نے اپنی ضد چھوڑ دی ہے تو قسمت اس کا ساتھ بھی دے۔

ان شاءاللہ فاطمہ اللہ بہتر کرے گا۔

"ساحل سمندر کنارے بنے اس ریسٹورینٹ میں سکون پھیلا تھا۔ مدھم سر و میں بجتی موسیقی ماحول کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔"

"یہاں لوگ کتنے پر سکون ہیں.. ایک میں ہی ہوں جس کے وجود میں حشر برپا ہے۔

روگ محبت سہنا بھی آسان کہاں... جسے چاہا وہ ملا نہیں جو قسمت میں لکھا ہے اس سے چاہا نہیں جا پائے گا مگر اس کی جانب قدم مخلصی سے بڑھانا ہے۔"

"وہ دیان کے ساتھ بیٹھی محو گفتگو تھی.. دل اور وجود پر تمام پہرے بیٹھا دیے تھے۔رستہ دشوار تھا مگر وہ تو پہلے ہی مشکل راہ سے چل کر آئی تھی۔

وعدوں پر قائم رہنا آتا تھا اُسے۔اس بار اس نے محبت کو پشت پر ڈال دیا تھا۔ "

"اُف! کس طرح راضی کروں گا میں اُسے.. کیا وہ مجھے معاف کر پائے گی۔جس طرح میں نے اس کے ناقدری کی، اس کے جزبات کو احمق کہا۔•

وہ گاڑی کی پشت سے سر ٹکا کر حوصلہ مجتمع کر رہے تھے۔مگر بات کرنی ہی ہے اور ابھی.. فیصلہ ہو چکا تھا.. وہ گہری سانس لے کر گاڑی سے باہر نکلے اور اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"وہ کیا سنے گی میری بات، داؤد کے دل میں ڈر ابھرا۔

ہاں ضرور، میں منالوں گا... تم نے مجھے منالیا، میری ضد ختم دی مجھے لوٹنے پر مجبور کر دیا "..

نگاہ تمام جانب گھمائی تو ایک جانب ٹھہر گئی.. وہ سامنے ہی تو تھی۔

ہلکے آسمانی رنگ کے جوڑے میں مناسب آرائش جمال میں وہ لبوں پر تبسم لیے دیان سے محو گفتگو تھی۔

"داؤد کے دل میں خوف جاگا... وہ سچ میں رستہ بدل چکی۔

”تم نے ہی یہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا تھا داؤد اسے.. یہ تم بھی جانتے ہو وہ محبت کی مسافر ہے اور محبت کرنے والوں کے لیے راستہ بدلنا کیا آسان ہوتا ہے۔ تم بتاؤ اس بات کا جواب تم سے بہتر کس کے پاس ہے؟“ جواب پے در پے موصول ہو رہے تھے خود کو مطمئین کر کے وہ ان کی جانب بڑھے۔

”داؤد!“ دیان کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

ہاتھ میں تھاما کانٹا جس میں گوشت کی بوٹی لگی تھی منہ تک جاتا رہ گیا۔

”مانو منتر پھونک کر اُسے مجسمہ سازی میں تبدیل کر دیا گیا ہو۔ “

”آپ سچ میں بے رحم ہیں... آپ سے اللہ پوچھے داؤد سلمان۔ “

”تم کب آئے یار؟“ دیان، معانقہ کرتا استفسار کر رہا تھا.. اور وہ بہت دھیمے سے جواب دے رہے جو ان کے لہجے کا خاصہ ہوا کرتا تھا۔

”نا جانے دونوں کے درمیان کون سی گفتگو ہوئی، داؤد بے خبر رکھنے پر کچھ کہہ بھی رہے تھے مگر اس کے سماعتیں تو مفلوج تھی۔ “

”اچھا بھئی معافی دو مجھے.. میں نے آگاہ نہیں کیا اب آؤ بیٹھو ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔“ دیان نے ہاتھ کھڑے کیے تو داؤد کا قہقہہ بلند ہوا۔“

"اور بس وہ نہیں عزوہ کی ہمت بھی تمام ہوئی۔ "

"وہ اس لمحے ہوا میں تحلیل ہو جانا چاہتی تھی مگر جادو سے کہاں واقف تھی۔ "

"ارے عزوہ! آپ کہاں کھوئی ہیں.. تو میرے دل کے جزبات ظاہر ہونے کا اذن ہو گیا۔ "

"یہ طے ہے کہ میں بر د باد ٹھہری۔ چلو داؤد سلمان آپ پر تو ویسے بھی سب جائز ہے۔ "

"پھر یوں ہوا کہ صبر کی انگلی پکڑ کہ ہم

اتنا چلے کے منزلیں حیران رہ گئی۔ "

"حال دریافت کرتے ہوئے لبوں پر تبسم لیے نگاہ اٹھائی تھی اس نے اور داؤد کے چہرے پر ٹکا دی۔

ناجانے کون سے جملے پہ آپ چونکے ہیں

ہمارا قصہ تو سارا لہو لہو ٹھہرا

میں جو اپنی پہ آؤ تو چھوڑ دوں تجھ کو

میں ضد میں اپنی نہیں تو تو تو ٹھہرا

"اور سنائیں کیا حال ہیں؟" امید ہے بہت اچھے ہوں گے.. دل چیر دینے والی مسکراہٹ اس کے گوشوں پر آئی تھی۔

وہ شرمندہ سے ہو بیٹھے۔

"کچھ عرصے بعد مل رہے ہیں نا آپ لوگ... کتنا وقت ہو گیا؟" ویٹر سے جوس منگواتے استفسار کیا تھا۔

"خسارے کا حساب نہیں رکھتے۔" عزوہ کے لب پھڑ پھڑائے تھے.. داؤد نے گہرے سانس لی۔

کیا منگواؤ یار؟ دیان نے دریافت کیا مگر اسی لمحے اس کا فون بج اٹھا۔ میں بس پانچ میں ابھی آیا۔

"قسمت مہربان ہوتی ہے۔" تبسم ان کے گوشوں سے آزاد ہوا۔

عزوہ! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ لحظہ بھر بھی انہوں نے برباد نہ کیا تھا۔

"عزوہ کے لیے ان کی بات مانو انگار ثابت ہوئی تھی.. دل الگ مشقت میں مبتلا تھا.. اور یہ شخص آ کر اس کے حوصلوں پر ضرب لگانے کا کام کر رہا تھا۔ "

"ہمارے درمیان بات چیت کرنے جیسا کچھ رہا ہی کب ہے۔" مسٹر داؤد سلمان وہ زہر ہوئی تھی۔

"یوں تو نہ کہوں!" اس کے اس انداز پر وہ مانو مہر بہ لب ہوئے اس کورے جواب کی کہاں امید تھی۔

''میں یہاں اپنے منگیتر کے ساتھ اچھا وقت گزارنے آئی تھی.. جو کہ آپ کی آمد اور پھر مداخلت نے الحمدللہ ویسے ہی برباد کر دیا.. مزید کی گنجائش اب نکلتی نہیں۔'' وہ کہہ کر ٹھہری نہیں بلکہ اپنا پرس تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''داؤد کے لیے یہ کسی جھٹکے سے کم تو نہ تھا... وہ تو یہ راستہ سہل سمجھ کر آئے تھے مگر یہاں تو معملہ ہی مختلف تھا۔ ''

''جو کچھ کر چکے اس کے بعد امید کیا تھی... کیا ناراضی بھی اس کا حق نہیں۔ ''

''ناراضگی کیا، غصہ اور قتل بھی جائز ٹھہرا۔'' داؤد کے لبوں پر تبسم آن ٹھہرا اچانک ہی حبس زدہ ماحول میں فرحت کا احساس ہوا۔

''آپ جو روک لیں تو تھم جاؤں گی میں! مگر اتنے رحم دل کہاں ہیں آپ.. آگے بڑھتے دل سے آواز اٹھی تھی۔ وہ اب بھی ایک پکار کی منتظر ٹھہری۔

''آپ کو تو حق تھا ناہاتھ تھام کر روک لیتے، مجھے کیا شکوے کا بھی اختیار نہیں رہا۔ رخسار پر سیال سا بہنے لگا۔ ''

''ارے عزوہ کیا ہوا... آپ اٹھ کر کیوں آگئیں۔'' دیان نے اپنے جانب اسے آتا دیکھا تو متعجب سا ہوا۔

"گھر چلتے ہیں! وہ سمبھال رہی تھی، وہ کب سے سمبھال ہی تو رہی تھی خود کو۔ "

"مگر! اچھا ٹھیک ہے آپ گاڑی میں انتظار کریں میں بل وغیر دیکھ لوں۔" بھیگا لہجہ، نم سی آنکھیں کچھ تھا جو اس لمحے دیان کو چبھا تھا۔

"اندر صرف داؤد ہے... اور داؤد سے عزوہ کے تعلقات خاصی اچھے ہیں پھر...اتنا اجنبی برتاؤ کے وہ وہاں ٹھہری بھی نہیں۔

سوالات کا سلسلہ چل نکالا تھا.. مگر جواب سمجھ سے پرے ٹھہرے وہ اندر میز پر آیا تو داؤد ویسے ہی بیٹھے تھے مگر چہرے پر سوچ کا اثر تھا۔ "

"دیان الجھا تھا کہ وہ داؤد کو کیا عزر تراشے.. مگر اس سے پہلے ہی داؤد متوجہ ہو گئے تھے۔ "

"معذرت! دیان مجھے اس وقت ایک ضروری کام سے جانا ہے... میں پھر ملوں گا تم سے.. وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ "

عزوہ یہاں سے اٹھ گئی، داؤد کو پرواہ نہیں ہوئی... وہ کہاں ہے داؤد نے سوال نہیں کیا۔" ذہن پھر بھٹکا۔

"ارے نہیں یار.. کوئی بات نہیں۔ "وہ معانقہ کرتے گویا ہوا تھا۔

===

"اس لڑکے نے پریشان کرنے کی تمام حدود کو پھلانگ دیا ہے۔اب بتاؤ زرا یہ بھی کوئی طریقے کار ہے۔"

اپنے لیے تمام کام جائز لگتے ہیں اس لڑکے کو۔عادل خاصی برہم تھے۔

"عادل! کیوں خود کا بی پی بڑھا رہے ہو۔" برہان صاحب نے تسلی دینی چاہی۔

"بھائی صاحب!" وہ شکوہ کناہ نگاہ سے دیکھنے لگے۔

"بھائی!" ازحف نے مانو متوجہ کرنا چاہا تھا۔

"ہاں برخوردار جو سوچا ہو گیا ہے یا مزید کسی بات کی گنجائش نکلتی ہے ابھی۔" عادل کہاں ضبط کر پائے تھے۔ان پر نگاہ پڑتے ہی بول پڑے۔

"ماحول میں چھائی خاموشی انہیں باور کروا رہی تھی کی ان کے کارنامے اور لائحقہ عمل کے بارے میں سب باخوبی واقف ہو گئے ہیں۔" گہری سانس لے کر وہ سامنے ہی صوفے پر آ بیٹھے۔

"معذرت پاپا! سمجھنے میں تاخیر ہو گئی۔" وہ شرمندہ سے گویا ہوئے۔

"شرمندگی کا کوئی فائدہ نہیں داؤد.. تم وقت کو مٹھی میں قید نہیں کر سکتے ہو۔"

"مگر پاپا!" یہ آپ بھی جانتے ہیں وہ راضی تو نہیں۔"

"اچھا نکاح کے بعد تمہیں عقل آتی تو بھی یہ ہی کہتے۔داؤد ہر کام تمہارے حساب سے تو نہیں ہوں گے نا۔"

"اتنے بے رحم تو نا بنے پاپا۔" داؤد نے پہلو بدلا تھا۔

"اچھا تم بے رحم بن جاؤ ہم حقیقت بھی بیان نہ کریں۔"

"پاپا! بھائی کی بات کو سمجھیں نا۔" مسفرا نے انہیں پر سکون کرنا چاہا۔

"عادل! ہم جانتے ہیں مشکل ہے یہ عمل مگر ابھی وقت ہے تو..." برہان صاحب نے داؤد کی جانب جھکاؤ کیا۔

"بھائی صاحب آپ کو لگتا ہے ابصار صاحب راضی ہوں گے..ان کی بیٹی کی ذات کو آپ کا لاڈلا مزاق بنا کر گیا تھا۔"

میں معافی مانگ لوگا پاپا! وہ فوراً بولے۔

"ہم بھی بات کریں گے عائشہ اور ابصار بھائی ہے.. شگفتہ بیگم گویا ہوئی۔

"بھائی! عزوہ نے کیا کہا؟" اتنی دیر سے ذہن میں کلبلاتی سوچ کو ازحف نے زبان دی تھی۔

داؤد نے گہرا سانس لیا۔

"اس نے بات سنے سے بھی نکار کر دیا۔" وہ بھی پریشان ہوئے تھے۔

"وہ خفا ہے بھائی..اپنے فیصلے پر آپ کی آمد کے بعد استقلال رہنا آسان تو نہیں۔" مسفرا کو علم تھا عزوہ کے اس عمل کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

"بات تو ابھی بھی وہی ہے... بلکہ زیادہ دشوار ترین ہو گئی ہے۔"

پہلے تم رضامند نہ تھے۔اب عزوہ نے قدم پیچھے کر لیے اور دیان..اگلے ہفتے نکاح ہے بیٹا..فاطمہ متردد ہوئی تھی۔

"بابا! ابصار انکل سے بات کریں نا۔" وہ جو سزا دیں میں قبول کر لوں گا پکا..

"مگر پہلے پاپا آپ تو معاف کریں دیں۔" داؤد نے عادل کے برابر بیٹھے ان کا ہاتھ تھاما۔

"داؤد تم ہمیں ہمیشہ اپنی ضد کے سامنے جھکا دیتے ہو۔"

عادل نے گہری سانس لی..اور باقی سب کے لبوں پر تبسم آن ٹھہرا۔

میں عزوہ سے بات کرتی ہوں..اُسے سمجھاؤں گی..

نہیں مسفرا! وہ ناراض ہے..اور جائز بھی ہے

=====

"رحم نام کا احساس داؤد آپ کی قلب میں بستا بھی ہے یا نہیں..کس قدر بے دردانہ عمل ہے یہ۔

کہاں سے سیکھتے ہیں آپ یہ طرز .. آزمائش کے بھنور میں ڈالنا۔"

"پہلے جو جرم محبت کی پیشیاں بھگتائی ہیں وہ کیا کم تھی.. یا میرا محبت کا جرم اتنا بڑا تھا کہ جو تعزیرات دی وہ ناکافی ٹھہری تھی۔ "

ہاتھوں پر رعشہ طاری ہونے لگا تو ہاتھوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔

"میرے خواہش تو پوری کر نا ان پر شاید گناہ ٹھہرا... مگر مجھے زندہ در گوہ کرنے کا الزام تو اپنے کاندھو پر نہ لیں۔

داؤد سلمان کے لیے الزامات کے فہرست دوبارہ سے ترتیب دی گئی تو اس بار خاصی بڑے بڑے جرم درج ہوئے تھے۔

"آپ کو نہیں لوٹنا چاہیئے تھا داؤد سلمان! ابھی تو بالکل بھی نہیں۔

میں اس قدر حوصلہ مند نہیں ہوں.. مگر ہاں اپنی پندار پر اب سمجھوتہ بھی مجھے گوارا نہیں ..

فیصلہ دشوار سہی.. مگر اب یہ میری ضد ٹھہری۔ "

===

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ برہان صاحب.. ابصار صاحب تو مانو گنگ ہی ہو گئے تھے ان کی بات سن کر ..

مانتے ہیں بات آپ کو ناگوار بھی گزر سکتی ہے مگر ہم مجبور ہو گئے۔ "

"داؤد! کیوں آزمائش میں مبتلا کرتے ہو بیٹا..." عائشہ نے افسوس سے نگاہ ان کی جانب کی جو چہرا جھکائے بیٹھے تھے۔

لحظہ بھر بھی وقت ضائع نہ کیا تھا ازحف نے ..

ابصار صاحب کے گھر جا کر بات کرنا دشوار تھا اس لیے عائشہ اور ابصار صاحب کو بلا والیا گیا ..

"اتنی رات گئے مسفرا کے فون پر وہ عجلت میں پہنچے تھے.. مگر یہاں جو کہانی چل رہی تھی اس نے دونوں کے ذہن کو مفلوج کر دیا تھا۔ "

"گناہ گار تو آپ لوگوں کا بھی ہوں.. جو چاہے سزا تجویز کریں انکل.. بس پہلی اور آخری خطا سمجھ پر معاف کریں۔" داؤد کے لہجے میں افسوس تھا۔

"داؤد تم بتاؤ ممکن کہاں ہے اب.. رشتہ ہو چکا ہے نکاح کی تیاریاں ہو رہی ہیں.. ہم نے زبان دے رکھی ہے سلطان صاحب کو۔ کیسے پلٹ جائیں.. یہ ممکن نہیں رہا اب۔ ابصار صاحب واضح گویا ہوئے۔ "

"میں دیان سے بات کر کے اسے سمجھاؤ گا.. ہم بہترین دوست ہیں.. وہ سمجھے کا میری بات.. بس آپ مان جائیں۔ عزوہ کے لیے۔ وہ آخری حد تک پہنچے۔"

انکل! یہ تو آپ بھی جانتے ہیں عزوہ رضامند نہ تھی۔یہ فیصلہ آپ سب کی خوشی کے لیے کیا تھا اس نے..ازحف نے رخ بدلا تھا گفتگو کا۔

"آپ تو اس کی خوشی کے لیے ہر بات پر آمادہ تھے انکل! اگر بیچ کے معملات سہل کر دیے جائیں تو کیا آپ کی اجازت ہو گی۔

حلف لے لیں آپ کی یا عزوہ کی عزت پر حرف تک نہیں آئے گا۔"داؤد گویا ہوئے تھے۔

مگر عزوہ! وہ مانے گی..ابصار صاحب کے فقروں میں نیم رضامندہ کی جھلک تھی۔

"اس سے پوچھیں گے تو وہ انکار کر دے گی... عائشہ کو خدشہ تھا ان کی بیٹی اب ضد پر تھی اور وہ باخبر تھیں کے عزوہ ضد میں اپنا نقصان کرنے سے بھی نہیں گھبراتی۔ "

"اس سے مشورہ مانگا جائے تو وہ انکار ہی کرے گی جس طرح یک حرف تک سننے سے انکار کر دیا اس کا فیصلہ میرے حق میں ہونا ناممکن ہے۔" داؤد کے ذہن میں کچھ گھنٹو پہلے کا منظر گھوما تھا۔

"میں بات کروں گی بھائی وہ مان جائے گی۔ "

"نہیں مسفرا! وہ نہیں مانے گی۔" داؤد کو یقین تھا۔

"تو پھر.." ازحف الجھا۔

پہلے یہ بتائیں ابصار انکل آپ اور آنٹی مجھے معافی نامے کی صورت عزوہ کو سونپیں گے.. منتظر نگاہ اٹھا کر انہوں نے سامنے بیٹھے دونوں کی جانب دیکھا۔

''وہ اپنی بیٹی کے لیے کچھ بھی کر سکتے تھی پھر یہاں تو وہ شخص تھا جسے ان کی بیٹی نے دل نے چاہا تھا ..وہ جانتے تھے دیان عزوہ کو خوش رکھے تھا مگر داؤد ...

داؤد کے ساتھ وہ خوش رہے گی۔'' سر کو اثباتی ہلا کر داؤد کے حق میں فیصلہ سنا دیا گیا۔

''اب ایک اور بات مان لیں میری..ابھی اگر عزوہ کے علم میں لایا گیا تو وہ کبھی نہیں مانے گی... اس بات کو نکاح تک مخفی رکھ دیا جائے ..

آخری موقع پر آگاہ کیا تو اُسے سمبھالنا آسان ہو گا ورنہ وہ اشتعال میں خود کو نقصان پہنچا لے گی۔ وہ بس ناراض ہے... ناراضی تمام ہو گی تو سب سمجھ جائے گی۔

بات مشکل تھی مگر ماننے کی سوا چارا ابھی تو نا تھا..

ابصار صاحب! ہم نے منظوری تو فراہم کر دی مگر کیا عزوہ سے مخفی رکھنا مناسب خیال ہے۔ پھر دوسری جانب میں دیان کی جانب سے بھی فکر مند ہوں۔اس طرح رشتہ دے کر پیچھے ہٹ جانا۔'' عائشہ حقیقتاً مضطرب تھی۔

"عائشہ یوں متفکر نہ ہوں۔جب منزل من چاہی حصول کرنی ہو تو راستے کو سہل بنانا پڑتا ہے۔

عزوہ نے آخری حدود تک کوشش کی تھی کیا اس بات سے آپ انحراف برتی ہیں۔

جب اُسے وہ مل رہا ہے جس کی خواہش اس کا دل ایک عرصے سے کر رہا ہے تو میں اُس کا ساتھ ضرور دوں گا۔"

"رہی بات دیان کی تو داؤد کے پاس یہ ہی موقع ہے... یہ عقدہ حل کرے۔عزوہ نے بھی تو کوئی دقیقہ باقی نہ رکھ چھوڑا تھا۔"

"بابا!" ابصار صاحب مزید کوئی کلامی کرتے جب عزوہ کی پکار نے انہیں لب بستہ کیا۔

ہاتھ میں تھاما کپ میز پر رکھتے وہ متوجہ ہوئے تھے۔

چہرے پر چھائی زردی،اور ہلکی سرخ ناک غالباً وہ رات بھر روتی رہی تھی۔

"عزوہ کیا ہوا بچے طبیعت ٹھیک ہے؟" عائشہ اسے دیکھ پریشان ہوا ٹھی۔متفکر سے اُس کا ماتھا چھوا۔

"جی امی! میں ٹھیک ہوں بس آپ دونوں سے کچھ بات کرنی تھی۔" چھوٹے قدم اٹھاتی وہ کرسی پر آبیٹھی۔

"کیا میں یہ بات مان لوں کہ اگر میں کچھ بھی کہوں گی تو آپ میری بات مان لیں گے؟"

ابصار صاحب کو کچھ انہونی ہونے کا احساس ہوا تھا اس کی بات پر۔ انہوں نے عائشہ کی جانب دیکھا جو خود بھی الجھی سی عزوہ کو دیکھ رہی تھی۔۔

"بولیں نا بابا کیا جو میں آپ سے کہوں گی آپ مان لیں گے۔" عزوہ نے اُن کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"بالکل بیٹا... کہوں... ابصار صاحب نے سر ہلاتے کہا۔

"آپ دیان کے گھر والوں سے کہہ دیں کہ وہ اگلے ہفتے کے بجائے پرسوں ہی نکاح کی ادائگی کر لیں۔ گھر میں ہی تو ہونا ہے پھر ابھی ہو یا بعد میں کیا فرق پڑتا ہے۔ بہت دھیمے سے اس کے لبوں سے فقرے ادا ہوئے تھے۔ "

"مگر اتنی جلدی. !" عائشہ متعجب ہوئی تھی۔

"معذرت اس بد تہذیبی کے لیے امی.. مگر یہ ہی سب کے لیے بہتر ہے۔ آپ بابا، دیان کے گھر والوں سے بات کریں مجھے یقین ہے انہیں کسی بھی قسم کا اختلاف نہیں ہو گا۔ "

اپنی کہہ کر بنا ان دونوں کی جانب دیکھے وہ اٹھ گئ تھی۔

جب کے ابصار صاحب اور عائشہ بے حرکت رہ گئے تھے۔

"اب کیا کریں گے آپ ابصار صاحب؟ عائشہ کی آواز انہیں حال میں لائی۔ "

میں داؤد سے بات کرتا ہوں... اپنی عمل میں پھرتی لائے وہ ورنہ ہم بھی کچھ نہیں کر پائیں گے۔"

=====

"مسفرا! ازحف نے بجتا ہوا موبائل اس کی جانب بڑھایا تو وہ کان سے لگاتی آگے بڑھ گئی۔ "

"داؤد! دیان سے بات کب کرنے کا ارادہ ہے؟ "

"جی بابا! ابھی جاؤں گا.. جتنی جلد بات ہو اتنا بہتر ہے۔"

"ٹھیک ہے تم پہلے اس سے بات چیت کر لو پھر ہم خود سلطان کے پاس جائیں گے۔ "

"جی بھائی صاحب! بچے اپنے جگہ مگر یہ معملات بڑوں کو بھی تو سمبھالنے ہوں گے۔" عادل نے ہم خیالی ظاہر کی تھی۔

"بھائی! مسفرا نے پریشان کن لہجے میں پکارا تھا۔" داؤد نے سوالیہ نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کا موبائل کہاں ہے؟" بابا کب سے آپ کو فون کر رہے ہیں .

وہ اوپر کمرے میں چارج پر ہے۔ کیوں؟ وہ الجھے تھے۔

"سب ٹھیک ہے مسفرا..." ازحف بھی متفکر ہوا تھا۔

عزوہ چاہتی ہے کہ نکاح کی رسم پر سوادا کی جائے.. بابا یہ ہی بتانے کے لیے آپ کو فون کر رہے تھے۔ مسفرا کے لب ملے تھے اور باقی سب لب بستہ رہ گئے۔"

"یہ لڑکی خارج العقل ہو گئی ہے.. خود پر ستم کرنے کے درپے ہو چلی ہے..اب مجھ سے نارضگی یوں نبھائیں گی محترمہ۔" تصور میں داؤد نے سر پیٹا۔

"مگر بھائی اب کیا کریں گے ہم؟" ازحف تردد کا شکار ہوا۔

"وہ ہی جو وہ چاہتی ہے۔آپ لوگ نکاح کی تیاری کریں... اب خواہش کا احترام کرنا میرا فرض ہے بھئی۔" وہ متبسم سے گویا ہوئے۔

===

"گفتگو مشکل ترین ہے دیان.. مگر میں امید کروں گا تم سمجھو گے۔حالات جو رہے تم بے خبر تو نہیں تھے۔"

وہ لوگ اس وقت کیفے میں براجمان تھے۔

"داؤد کو زندگی میں کچھ کہنا اتنا دقیق امر کبھی نہ لگا تھا۔فقروں کی ترتیب بکھر رہی تھی... ازحف نے حوصلے کی صورت ان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔" ایک گہری سانس لے کر وہ سلسلہ کلام جوڑنے کے لیے تیار ہوئے۔

"وقت نے کئی بار سمبھلنے کا موقع دیا.. مگر میں اپنی انا اور ضد میں زندگی برباد کرنے چلا.. سب نے سمجھایا تھا.. بہت کوشش کی مگر میں باضد تھا۔ جب ریت ہاتھ سے پھسلنے لگی تو حواس درست ہوئے ہیں۔"

"اب یوں سمجھ لو... دست بستہ کھڑا ہوں... تمہارا مجھ پر احساس ہوگا دیان.. اگر تم مان جاؤ تو۔"

"رفتہ رفتہ انہوں نے اپنے جزبات کھول کر سامنے رکھ دیے تھے۔ میرے پاس کچھ نہیں مزید کہنے کو۔"

اتنے عرصے میں یک حرف بھی دیان کے لبو سے نہ نکلا۔ وہ بس سن رہا تھا۔

"تم جانتے ہو کل سے آج تک میں ایک پہیلی کو بوجھ رہا تھا۔ شاید تم سے استفسار بھی کر لیتا.. عزوہ کا یوں اٹھ جانا مجھے استعجاب میں ڈال گیا تھا.. جب کہ تمہاری موجودگی وہاں تھی۔" لب کھولے تو فقرے بکھرے۔

"یہ سچ ہے میں عزوہ کو پسند کرتا ہوں.. مگر ہوں ایک مرد ہی داؤد۔" دیان نے گہری سانس لی۔

"وہ تمہیں پسند کرتی ہے.. مجھ سے چاہ کر بھی محبت نہیں کر پائے گی۔ بے شک وہ رشتہ مخلصی سے نبھاتی مگر محبت جیسی شے ہمارے درمیان یک طرفہ ہوتی۔"

"یہ جانتے ہوئے سفر جاری رکھنا مشکل ہے۔اور جبر سے زندگی نہیں گزرتی۔اگر تم آکر اظہار نہ کرتے تو شاید پھر بھی آسان ہو جاتا۔"

"یہ سمجھتاہوں میں کہ مجبوری کے رشتے پائے دار نہیں ہوتے..اور پھر بعد کے رونے سے ابھی کی تکلیف بہتر ہے۔دیان نے مانوان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔"

"میں معافی چاہتاہوں دیان۔" وہ شرمندہ تھے۔

نہیں داؤد... عزوہ تمہیں پسند کرتی ہے اور تم اُسے اپنانا چاہتے ہو۔اگر میں انا،ضد میں آجاؤں تو خسارہ کم میرا ابھی نہیں ہے۔"

"ایسا نہیں کے مجھے دکھ نہیں.. مگر تمہارا نقصان بھی کم تو نہیں ہوا تھا۔میں کچھ وقت بعد آگے بڑھ جاؤں گا.. تمہیں یہ موقع پھر نہیں ملے گا۔" دیان سادگی سے مسکرادیا۔

"شکریہ دیان بھائی!" سمجھنے کے لیے.ازحف اٹھ کھڑا ہوا۔تو دیان نے سرہلاتے معانقہ کیا۔ داؤد بے حد مشکور ہوئے تھے۔

=====

اتنے زور کی خاموش فضا میں یکایک ہی شور سا اٹھ گیا تھا ..

شام کو نکاح کی ادائگی ہونا تھی ..

بلآخری عزوہ وہ لمحے آن پہنچے جب داؤد سلمان کے خیالات سے بھی جدا ہونے کا فرمان مل جائے گا۔ غیر ہونے کے قوائد کا اعلان تو کب کا کیا جا چکا تھا۔"

"ہو گا کوئی مجھ جیسا بد بخت،... جسے چاہنے کی بھی اجازت تھی، پانے کا بھی حق پر مگر دیکھو وہ ہی رنگ اب کیسی اور کے ساتھ بکھرے ہیں۔"

"میں حیات کیسے ہوں اتنا لہولہاں ہو کر بھی.. آپ لوٹے تھے داؤد سلمان تو کاش میرے لیے لوٹ آتے، ایک بار پکارا تھا... پھر سے پکار لیتے۔"

ذہنی ابتری کا یہ حال تھا کہ ماحول میں ہوئی تبدیلی پر بھی عقل نہ گئی۔

ہمت نے جواب دیا تو وضو کرنے چل پڑی ایک ہی در تو تسکن دیتا ہے۔ جائے نماز اٹھاتے نگاہ سامنے آئینے پر پڑی وہ مارے استعجاب کے ساکت رہ گئی۔

"آنکھیں خشک سی معلوم ہوئی... ایک اشک تک نہ ٹپکا تھا وہ بے دردی سے ہنس دی۔ یہ کون سی قسم ہے درد کی۔"

=====

"ماشاءاللہ میری بیٹی تو آج بہت پیاری لگ رہی ہے۔ اللہ پاک نظر بد سے بچائے۔" عائشہ نے اُسے محبت سے کہا تھا۔

"سرخ اور ہرے رنگ کے کامدار لہنگے پر آتشی رنگ کا دوپٹہ سر پر لیے.. گہری آرائشی جمال میں وہ بلاشبہ خوبصورت لگ رہی تھی۔" بے ساختہ نگاہ اٹھا کر آئینے میں دیکھا۔

"کاش یہ آرائش، وزیبائش آپ کے لیے ہوتی داؤد سلمان.. ایک آہ سی دل سے نکلی تھی۔ "

"عزوہ! والدین اپنی اولاد کے کیے کبھی غلط فیصلہ نہیں کرتے۔"

"میں جانتی ہو امی! آپ اور بابا نے ہمیشہ ہماری مرضی اول رکھی ہے پھر چاہے معملہ کوئی بھی ہو۔" لحظہ بھر لگا تھا خود کو سمبھالنے میں۔

"بھئی یہ کیا خوشی کے موقع پر یہ چہروں پر افسردگی کیسی۔"ابصار صاحب نے محبت سے اُسے گلے لگایا تھا۔

"ہماری بیٹی جانتی ہے نا ہم اُس کے کتنی محبت کرتے ہیں؟ "

"جی بابا!" وہ سر ہلا گئی.. حالت کہاں تھی فقروں کو سمجھنے کی۔

سماعتوں میں تو بس ایک ہی نام گونج رہا تھا۔

"داؤد سلمان، داؤد سلمان.... مانو جیسے کوئی ورد ہو۔ "

"مسفرا اپنے ساتھ مولوی صاحب کی آمد کی خبر لائی تھی۔ "

عزوہ! سامنے کھڑکی میں ایستادہ وہ غالباً اپنی سسکیوں سے جو نج ہو رہی تھی جب پکار کر پلٹی۔

"مسفرا نے بے ساختہ جھرجھری لی تھی اس کو دیکھ کر۔ جس کے چہرے پر مانو خون نچوڑ لینے جیسے سفیدی تھی۔"

"داؤد سلمان ظلم تھے اپیا! اتنے ظالم کے ان میں زندہ دفنا دینے کا حوصلہ تھا۔ مجھے ایک موہم سی، زرہ بھر توقع جوان کے آمد سے باندھی، وہ ریزہ ہو گئی... میں تباہ ہو گئی، انہیں احساس تک نہ ہوا۔" خلا میں گھورتے وہ نا جانے خود سے ہم کلام تھی یا اس سے مسفرا سمجھ نہ پائے مگر دل بے قابو ہو چلا تھا۔

"اگر ازحف اندر نا آتا تو وہ لب کھول دیتی... یہ اذیت کی انتہا ہی تو تھی.. مسفرا نے دکھ سے ازحف کے جانب دیکھا.. مگر وہ اسے تسلی دینے لگا۔"

"ایجاب و قبول ہے مراحل شروع ہوئے اور اختتام تک بھی پہنچنے لگے مگر ایک مجسمے میں جنبش نہ ہوئی۔ مانو سماعتیں مفلوج تھی اس کی.. تین بار نام پکار گیا... تین بار قبول کی سند دی گئی مگر مانو خرد گم کردہ ہوں۔"

"نام کی مماثلت نے تردد پیدا کیا تھا... مگر جب تک تمام مرحلے طے ہو گئے اور قلم انگلیوں سے نکل چکا۔"

"یہ دیکھو داؤد سلمان... میرا ذہن تمہارے نام کی بازگشت کر رہا تھا.. خواہش بھی انسان کو کیا بنا دیتی ہے.. وہ اذیت سے ہنس دی۔"

"بھائی! مجھے خوف آرہا ہے..آپ نے غلط کیا..ایک لفظ کہنا تو دور ایک نگاہ بھی اٹھا کر نہیں پوچھا اس نے"

"داؤد کو ڈر محسوس ہوا..میں کہیں... مزید وہ کچھ سوچ نہیں پائے تھے۔بس دعا گو تھے۔"

"مسفرا سے کہوں عزوہ کے پس سے نہ ہلے..وہ بس یہ ہی کر سکتے تھے۔از حف برق رفتاری سے پلٹا تھا۔

نکاح کے بعد مہمان کے رخصت ہونے تک کی یہ گھڑیاں داؤد کے لیے دشوار ترین ہو گئی تھی۔ان کا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا۔

"اپیا! کچھ وقت اکیلا رہنا چاہتی ہوں۔" منت بھرے لہجے میں فقرے ادا ہوئے تھے۔

"مگر! فکر مند نہ ہوں..ٹھیک ہوں میں..بس کچھ دیر اپیا۔" لب ہولے ہولے لزر رہے تھے۔وہ کسی کے سامنے ٹوٹنا نہیں چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے! خیال آیا تھا کہ جاتے ہی داؤد کو بھیج دے گی۔اب بس وہ ہی سمبھال سکتے تھے۔"

"مسفرا کے جاتے ہی مقدور بھر تیری اس نے سر پر اوڑھا دوپٹہ بے دردی سے نکالا تھا۔کب سے روکے آنسو تھے جو بہہ نکلے تھے۔کئی چوڑیاں اتارتے ہوئے کلائی میں پیوست ہوئی اور خون بہہ

نکلا مگر درد کا احساس کہاں تھا۔زیوات کو ایک جانب اتار پھینکا۔۔سنگھار میز کا سہارا لیتے وہ تنفس بحال کرنے لگی مگر یہ ممکن کہا تھا۔"

بس حوصلہ تمام ہوا تو وہی بیٹھ کر سر گھٹنوں میں دیے رو پڑی۔

"بھائی!" داؤد کسی کو رخصت کر کے لاؤنج میں آئے تھے جب مسفرا نے تذبذب میں انہیں پکارا۔

"سب ٹھیک ہے مسفرا؟" داؤد متفکر ہوئے تھے۔

"بھائی آپ جائیں اس کے پاس...وہ بہت پریشان ہے۔۔کہہ رہی تھی کچھ دیر اکیلے رہنا چاہتی ہے۔اب تنہا نا جانے کیا کر رہی ہوگی۔"

"اچھا! تم پریشان نہ ہو۔" داؤد نے تسلی دی تھی۔

"مسفرا! آپ یہاں بیٹھیں۔۔بھائی سمبھال لیں گے۔۔اس کے حالت کے پیش نظر ازحف نے ہاتھ تھام کر اُسے صوفے پر بیٹھا۔"

"داؤد آرام و تسلی سے معملہ سلجھانا۔۔بہت شوریدہ حال ہوگی وہ۔۔دانش مندی سے بات کرو گے تو حالات قابو کر پاؤ گے" برہان صاحب نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بالکل داؤد.. مہمان ابھی موجود ہیں یوں نہ ہو کہ یہاں سے رخصت ہوں تو کوئی ان چاہی کہانی ان کے لبوں پر ہو۔

تمہاری ضد میں ہم سب نے تمہارا ساتھ دیا ہے... اب اس سے آگے کی پیچیدگی تم حل کرو گے۔ عادل بہم لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"یہاں بات ان کے بیٹے کی نہیں تھی صرف.. ابصار صاحب اور ان کی عزت کی بھی تھی۔ "

"جی پاپا "! داؤد اشارے باخوبی سمجھ رہے تھی سر اثباتی میں ہلا کر وہ اوپر کی جانب بڑھے تھے۔ کئی وسوسے، خوف تھے جوان کا دل لرزانے لگے۔

"کمرے کے باہر کھڑے داؤد اضطراب کا شکار تھے.. نہ ذہن کے پردے پر کوئی ایسا فقرا نمودار ہو رہا تھا جس سے سلسلہ کلام جوڑنے میں آسانی میسر ہو جاتی۔

یکایک ان کے ذہن میں کچھ ابھرا تھا۔ جیب سے موبائل نکال کر وہ کچھ لکھنے لگے۔

"اشک بہاتے علم نہ تھا وقت کتنا بیتا تھا... اسی لمحے سناٹے کو چیرتی آواز نے دل پر وزن ڈالا۔

"کسی شدید احساس نے اُس کے ہاتھوں میں طاقت تھامائی تھی۔ ٹیبل پر پڑا موبائل ایک جھٹکے سے اٹھایا اور اسکرین پر چمکتا نام اُس کے وجود کو تہہ و بالا کر گیا۔

لرزتے ہاتھوں سے پیغام کھولا تھا.. وہ اسکرین پر بکھرتے لفظ اُسے وحشت میں ڈال گئے۔ "

آپ نے تو بے حسی کی حدود تمام کر دیں داؤد سلمان۔ موبائل کو پوری جان سے اس نے زمین پر مارا تھا.. جو کئی حصوں میں بٹ کر بکھر گیا تھا۔

"کمرے سے آئی آواز پر وہ چونک اٹھے تھے... راستہ مشکل صحیح داؤد مگر اب وقت نہیں گواں سکتے.. کہیں کچھ کر نا بیٹھے یہ دیوانی لڑکی... تعجیل میں وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تھے۔ "

"مگر دہلیز پر ہی انہیں تھم جانا پڑا.. احتمال ان کے پاؤں میں کچھ آیا تھا۔"

"داؤد نے نگاہ اطراف میں گھومائی.. زمین پر بکھری چوڑیاں، بے ترتیب بستر، ایک جانب گرا ڈوپٹہ مکین کی حالت بیاں کر رہا تھا.. جب کہ وہ خود ایک جانب گھٹنو میں سر دیے سسک رہی تھی۔ بے ساختہ داؤد نے اپنا ماتھا رگڑا۔ "

"میری تمام تر حوصلہ شکنی کے باوجود دن بہ دن اپنی شدید جذبوں سے مجھے آگاہ کرتی رہی.. جب ہاتھ بڑھایا تو کھینچ رہی ہو یہ انصاف تو نہیں ".

"کمرے میں گونجتی گمبھیر آواز اُسے ساکت کر گئی۔ مانو وجود میں کوئی جگنو سا ٹمٹمانے لگا۔ مگر اگلے ہی پل ناقابل فہم سی کیفیت نے اُسے سہا ہی تو دیا تھا۔ دل لرز اٹھا۔ چہرا اٹھا کر سامنے نگاہ کی تو وہ دشمن جاں پورے قدم سے کھڑا تھا۔ "

"تمہارے نصیب کے جگنو میرے دل میں چمک اٹھے ہیں۔ معافی کا طلب گار ہوں.. میرے معملے میں تمہارا دل تو بہت وسع ٹھہرا ہے۔"

"یہ وہم نہیں تھا... یقین وگمان کے معلق اس کا ذہن اب جاگا۔ لحظہ بھر لگا اور وہ دیوانہ وار اٹھی تھی۔ پوری قوت سے داؤد کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھکا دیا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئے۔"

• آپ! کس لیے آئے ہیں یہاں؟" وہ متوحش ہو کر چلائی تھی۔

"ارے ہاں اب ہی تو آنا تھا... میری بے بسی کا تماشہ دیکھنے، یہ چاہ کھینچ لائی ہو گی کہ آپ کے تحقیر کرنے کے بعد کس حال میں ہوں میں۔"

"زندہ ہوں تو میرے جزبات وقتی، اور مر گئی تو تعزیت کے دو بول کہہ دیں گے۔" داؤد اس کے فقروں پر بے چین ہوا ٹھے تھے۔

"اور! آپ یہاں کس کی اجازت سے آئیں... کیا باقی رہ گیا تھا داؤد کس کی کمی آپ کو یہاں تک لے آئی۔

برباد تو سب کر چکے آپ کچھ بھی تو نہیں بچا میں نہیں بچی.. مار دیا آپ نے مجھے... مارے بے بسی کے وہ سوائے رونے کے اور کیا کر سکتی تھی۔"

"عزوہ! داؤد اضطراب میں پکارتے چند قدم نزدیک ہوئے تھے اس کے ہاتھ کو تھامنا چاہا۔ مگر ان کا ہاتھ لگا اور چشم زدن وہ کرنٹ کھا کر دو ہٹی۔"

"خبردار! دور ہو جائیں.. آپ کو یہ استحقاق نہیں کہ مجھے چھو بھی سکیں اور مجھے یہ حق نہیں ہے رہا کہ آپ کے ساتھ تنہا یہاں ٹھہر سکوں۔"

"مجھے ہی تو حق ٹھہرا ہے عزوہ... تم میری ملکیت ٹھہری ہو۔" داؤد نے نرم لہجے میں بہت دھیمے سے کہا تھا۔ اور ان کے یہ فقرے اسے حیرتوں کے سمندر میں غوطہ لگوانے لگے۔

ماننے کا عمل اتنا سہل بھی تو نہ تھا.. شدید استعجاب نے کچھ پل اسے غیر متحرک ہی تو کر دیا تھا۔"

"وقت بیت گیا داؤد! آپ کی ستم گری، بے رحمانہ رویے نے سب تباہ کر دیا... میرے وجود کی ویرانی میں آپ سر فہرست ہیں۔" حوصلہ شکن لہجے میں کہتی وہ رک موڑ گئی... ہمت تمام تھی۔ حواس بے اوسان ہو چلے تھے۔ وجود میں لعرزش ہوئی تو قدم لڑکھڑائے داؤد نے برق رفتاری سے اسے تھام کر اپنی جانب پلٹا تھا۔

"میری زندگی کی حصہ دار بن کر میرے نکاح میں آئی ہو۔"

"تمہارا مجرم ہوں.. جو چاہے سزا دے دو۔"

داؤد کے فقرے اب سمجھ کے پردے پر روشن ہوئے تو سابقہ گفتگو واضح ہوئی۔"

"جو یقین و گمان تھا وہ بے شبہ ٹھہرا... وہ داؤد سلمان کے نکاح میں ہی دی گئی تھی۔"

"میرا وجود آپ کے لیے ہمیشہ بے مول رہا داؤد... مانو مجسمہ ہو، پہلے میرے جزبات، محبت حماقت لگی، پھر میرا انتظار مہمل تھا۔"

"جب ترک تعلق روا رکھنا چاہا تو لوٹ آئے اور یوں کے میرے راستوں کو مقفل کر دیا۔"

"میرا وجود کہاں داؤد سلمان، میں کہاں، میری مرضی کہاں اس بار نا چیخی، نہ اشک بہا نگاہ میں نگاہ ڈال کر استفسار ہوا۔"

اور اس سوال نے داؤد سلمان کو مہر بہ لب کر دیا۔

"مجھ سے مخفی رکھا، عین نکاح کے وقت ظاہر تو ہو جائے گا نا۔ عزوہ تو مخبوط الحواس ہے... خوش ہو جائے گی من چاہا جو ہو گیا۔" وہ شل وجود کو لے بیڈ پر آن بیٹھی۔"

"مگر داؤد میں مجسمہ نہیں ہوں، سانس لیتی انسان ہوں۔ گزرے ایام کا تو حساب ہی نہیں لیتی ...جس کرب سے میں ان تین دن گزری کیا اندازا بھی ہے آپ کو..پل پل موت کا ذائقہ محسوس کیا ہے... آپ کو کبھی مجھ پر ترس نہیں آیا۔"

"غلطیاں بہت ہی حصے میں میرے... تم سزا دے دو۔" وہ اب اس کے سامنے گھٹنو کے بل بیٹھے ہاتھ تھام کر گویا ہوئے۔

''غلطیاں جب گناہ میں منتقل ہو جاہیں تو پھر سزا نہیں کفارہ ادا ہوتا ہے۔'' وہ بے تاثر نگاہ سے بولی۔

''مجھے ہر کفارا منظر !'' بے ساختہ ان کے لب سے ادا ہوا۔

''پھر سہیں جدائی اور کربِ آگاہی، محبت کے دعودار تو نہیں ہیں آپ مگر وفا کے ہیں نا... تو داؤد سلمان مجھے آپ کی وفا، آپ کا ساتھ منظور نہیں۔ ''

''عزوہ! یہ ظلم نہ کرو... وہ مانو تڑپ اٹھے تھے۔ مجھے کوس لو، غصہ کرلو مگر یوں نگاہ نہ پھیرو.. خدارا ظالم نہ بنو۔ ''

''ظلم کی انتہا تو آپ نے تمام کی تھی... کتنے واسطے، لاتعداد دہائیاں، شدتیں کوئی شے اثر پذیر نہ ہوئی تو مجھ سے امید وبستہ رکھنا کہاں کا انصاف ہے۔'' ایک بار پھر اچک بہنے لگے۔

''میں مانتا ہوں میں انانیت پر تھا... اب لوٹ آیا ہوں مان جاؤ عزوہ ...ایک بار معاف کردو.. معاف کر کے ساری زندگی کی سزا سنادو.. رخسار پر ہاتھ رکھ کر وہ منت بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔ ''

"کیوں کروں معاف ! نہیں کروں گی، کبھی نہیں کروں گی۔آج لوٹ آئے تو چاہتے ہیں معافی بھی طلب ہو جائے۔ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔جو کرب میں نے سہا ہے آپ بھی سہیں گے جائیں چلے جائیں..پڑھ چلی آپ کی محبت پر قل،..دے دی ہے فاتح وہ ضد کی انتہا پر پہنچی۔"

"داؤد نے لب آپس میں پیوست کر لے... لفظوں کا ذخیرہ کہاں تھا۔یہاں بات پندار کو ٹھیک پہنچانے کی تھی۔یہاں محبت کی بے توقیری کی تھی یہ ہی سزا تو بنتی تھی۔"

"تم درست ہو عزو! مجھ جیسے بے قدرے انسان کو حق نہیں کہ وہ محبت پائے۔ تمہارا فیصلہ جائز ٹھہرا۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔مانو لٹ گئے ہوں۔

"جرم بڑا ہے تو سزا بھی بڑی ہو گی... اور تمہاری دی گئی سزا مجھے قبول ٹھہری..." انہوں نے قدم واپسی کے لیے موڑ لیے.."انا اور ضد انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔" بے جان قدم ان کی شکست خوری کا پتا دے رہے تھے۔

"چلیں جائیں داؤ سلمان! اس کے سوا آپ کو آتا ہی کیا ہے۔" ان کے یوں جانے پر وہ بے یقین سی ہوئی تھی۔

"میری محبت آپ کو وفا کرنے پر مجبور کر گئی مگر آپ کی وفا مجھے منا بھی نہ سکی۔" عقب سے ابھرتی آواز ان کے قدم روکنے کا سبب بنی۔

"آپ ہمیشہ سے ظالم تھے داؤد، ہمشہ سے.. نفرت ہونے لگے ہے مجھے آپ سے شدید نفرت۔"

وہ ان کے روبرو آن کھڑی نگاہوں میں نگاہ ڈالے بولی۔ مگر لہجہ بھیگنے لگا۔

"میں اب آپ کی شکل بھی دیکھنے کی بھی روادار نہیں ہوں۔" بہت تڑپایا اور اب بھی انتہا کرنے پر تلے ہیں۔ لہجہ بھیگا، لب پھڑ پھڑائے اور حوصلہ تمام ہوتے ہی وہ ان کے سنے میں منہ چھپا کر رو دی۔

"داؤد کی سانس ان کے سینے میں ہی تھم گئی.. وہ ایک بار پھر انہیں لاجواب کر گئی تھی ...

"آپ بہت برے ہیں داؤد میں کبھی آپ سے ہم کلام نہیں ہوں گی۔" سسکنے کے درمیان کہہ رہی تھی۔

"مت کرنا... مجھ پر بالکل رحم نہ کرنا... بے شک معاف بھی نہ کرنا۔" ہولے سے کہتے داؤد نے کسی قیمتی متاع کی طرح اُسے خود میں سمبھالا۔ خوف کے بدل چھٹے تو ان کے وجود میں یکا یک اطمنان سا اترا تو بو پر تبسم آن ٹھہرا اور نگاہیں چمک اٹھی۔

"مانو یہ ہی حصار عزوہ کے وجود پر مرہم ثابت ہوا تھا۔"

"جزبات کی شدت تھی کہ اُس کا مہربان، محرم بن کر لوٹ آیا تھا.. شام کے ڈھلتے سائے میں وفا ٹھہر گئی تھی." اور تقاضاِ عشق پورا ہوا تھا۔

***

تمام شدہ

OWC NHN OWC NHN
NovelHiNovel.Com
OWC
OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

"ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959